

# اسلامیات

(میٹرک)

یونٹ 1 تا 12

(کورس کوڈ نمبر 201)

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

# تیسرا کونسلر 201

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

(کتاب)

1998ء

ایڈیشن اول

2018ء

اشاعت کا سال

40,000

تعداد اشاعت

151

200/- روپے

قیمت

مینجمنٹ کمیٹی فار پی پی یو

105

نگران طباعت

عرفان، فرقان، عدنان پرنٹرز لاہور۔

طابع

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ناشر

بہارِ آکملہ اساتذہ کی جامع و عالیہ کتاب

# کورسٹیم

چیرمین:

پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی

ڈین، کالج عربی و علوم اسلامیہ

تحریر:

منزہ خانم، اسٹنٹ پروفیسر

ڈاکٹر حافظ محمد یونس

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی

حافظ عبد الغفار احمد

راشدہ ہاشمی

مس فضیلہ خانم

مس منزہ خانم، اسٹنٹ پروفیسر شعبہ حدیث و سیرت

مس نصرت ضیاء

پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی

مس منزہ خانم

خالد یوسفی

تالیپور

نظر ثانی:

تدوین:

ریڈیو/ٹی وی پروگرام:

# فہرست

نٹ	عنوان	
-1	قرآن حکیم	7
-2	حدیث نبوی ﷺ	61
-3	اسلامی عقائد	95
-4	ارکان اسلام (نماز، روزہ)	127
-5	ارکان اسلام (زکوٰۃ، حج)	159
-6	سیرت طیبہ	181
-7	صحابیات	221
-8	اخلاقیات	249
-9	مسلمان خاندان کے اوصاف	287
-10	حقوق زوجین	323
-11	رسول اکرم ﷺ کے اوصاف حمیدہ	347
-12	خلفائے راشدین	377

# کورس کا تعارف

پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے۔ اس کی بنیاد مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے انداز پر رکھی گئی ہے اس ریاست کے خدوخال کی تشکیل، اس کی تعمیر و ترقی کا انداز، اس کے مستقبل کے منصوبے تمام تر نظریاتی طور اسلام سے وابستہ ہیں۔ دنیا میں اور بھی کئی ریاستیں ہیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت آباد ہے اور ان کا سرکار مذہب اسلام ہے لیکن ان میں سے کسی ریاست کی بنیاد اس طرح نہیں پڑی جس طرح پاکستان معرض وجود میں آیا۔ برصغیر کو دین، تہذیب اور ثقافت کی بنیاد پر دو حصوں میں تقسیم کر کے بڑے پیمانے پر لوگوں نے ہجرت آ تاکہ مسلمان ایک آزاد ریاست میں اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

نظریات، تعلیم و تبلیغ سے زندہ رہتے ہیں۔ اگر کسی نظریے کی تعلیم روک دی جائے، اس کی ترویج اشاعت پر پابندی عائد کر دی جائے تو کوئی بھی نظریہ خواہ وہ کتنا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو اگلی نسل کی طرف منتقل ہو گا اور خود بخود ختم ہو جائے گا۔ دو قوی نظریے کو زندہ رکھنے کے لیے، اسلام کی تعلیم و تبلیغ کو آگے بڑھانے کے لیے، اگلی نسلوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لیے پاکستان میں اسلامیات کی تعلیم ہر مرحلے پر لازماً قرار دی گئی تاکہ ہر فرد اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ ہو۔

اسلام میں کوئی مذہبی اجارہ داری نہیں، اس میں کوئی ایسا طبقہ نہیں ہے جس کی مذہب پر اس طرح کی گرفت ہو کہ وہی اسلام کا مالک و شارح سمجھا جائے یہ علم و عمل کا دین ہے۔ جو شخص آگے بڑھ کر اسلام کا علم حاصل کرے۔ اور اس پر عمل کرے وہی اس کا وارث ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ نتائج کا تعلق عمل سے ہوتا ہے۔ اگر ایک طالب علم کورس کی تمام کتابیں خرید کر رکھ لے لیکن ان کا مطالعہ نہ کرے، انہیں یاد نہ کرے، ان میں دیئے گئے مشقی سوالات حل نہ کرے، عملی طور پر ان آ تیاری نہ کرے تو محض کتابوں کی موجودگی کامیابی تک نہیں پہنچا سکتی۔ اسی طرح اسلام پوری دنیا میں مسلمانوں

نو جوان نسل ہمارا مستقبل بھی ہے اور ہماری اُمیدوں کا مرکز بھی۔ کون ہے جسے اپنے مستقبل کی فکر نہیں۔ جانتے ہیں کہ ہمارے نو جوان نہ صرف پاکستان میں بلکہ پچھلے بھر میں اسلام کا علم بلند کریں اور دُنیا بھر میں ت کا فریضہ انجام دیں۔ یہ بھی ممکن ہے جب ہم سے ہمارا خدا راضی ہو اور ہم اس کے پیغام کو ساری دُنیا میں کرنے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔

ذریعہ نظر کورس علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے میٹرک کی سطح کے طلبہ و طالبات کی ضرورتوں کے پیش نظر یہ کیا ہے۔ اس میں قرآن و حدیث کا مطالعہ بھی ہے اور عقائد و ارکان اسلام کا تعارف بھی، حقوق و فرائض پر گفتگو ہے اور اخلاق و کردار پر بھی، سیرت طیبہ کے حوالے سے معلومات بھی ہیں اور اسوۂ صحابیات سے سبق و واقعات بھی، اولاد کی تربیت کے طریقے بھی بیان کیے گئے ہیں اور خوشگوار عائلی زندگی کے راز بھی۔

اگرچہ یہ کورس یونیورسٹی کے تدریسی تقاضوں کے مطابق فاصلاتی نظام تدریس کے پیش نظر مرتب کیا گیا لیکن مجھے یقین ہے کہ اس سے دوسرے طلبہ اور عام قارئین بھی یکساں طور پر استفادہ کریں گے۔

میں ان تمام خواتین و حضرات کا شکریہ ادا کرنا اپنا خوش گوار فریضہ سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کورس کی بی میں کسی طرح کی بھی مدد فرمائی۔ میں جناب پروفیسر ڈاکٹر محمود الحسن، بٹ صاحب، وائس چانسلر، نہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے لیے سراپا پاس ہوں جنہوں نے اس سلسلے میں ہر ممکن سہولت مہیا کی اور اب امتحانات کے دوسرے کورسز کی طرح اس کورس کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن بھی پیش کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ رحمہ و عطا ہے کہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور ایشیہ نہ صرف یونیورسٹی کے طلباء و طالبات بلکہ عام عین کے لیے بھی مفید بنائے۔

پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی

دین

صفحہ

نمبر

نمبر

# قرآن حکیم

01	01	01	01
02	02	02	02
03	03	03	03
04	04	04	04
05	05	05	05
06	06	06	06
07	07	07	07
08	08	08	08
09	09	09	09
10	10	10	10
11	11	11	11
12	12	12	12
13	13	13	13
14	14	14	14
15	15	15	15
16	16	16	16
17	17	17	17
18	18	18	18
19	19	19	19
20	20	20	20

تحریر : منزه خانم

# فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
10	یونٹ کا تعارف	○
11	یونٹ کے مقاصد	○
12	قرآن کریم کا تعارف	-1
12	1.1 الکتاب	
13	1.2 دائمی اور عالمگیر قانون	
13	1.3 پہلی الہامی کتابوں کی تصدیق کرنے والا	
14	1.4 قرآن کی تعلیمات	
14	1.5 قرآن کی تعلیمات کے اثرات	
16	2- نزول قرآن	
17	2.1 -2.1 ضرورت کے مطابق نزول	
18	2.2 -2.2 نزول کی کیفیت	
19	2.3 -2.3 مکی اور مدنی سورتیں	
20	-3 تلاوت قرآن	

11	آداب تلاوت	3.2	3.2
11	پاک ہونا	3.3	
11	تعوذ	3.4	
12	ترتیل	3.5	
12	تجوید	3.6	
12	خوش الحانی	3.7	
12	گانے کی طرح پڑھنے کی ممانعت	3.8	
13	دل لگا کر پڑھنا	3.9	
13	تین دن میں ختم کرنا	3.10	
13	تلاوت کے دوران باتیں نہ کی جائیں	3.11	
13	قرآن پاک کا ادب کرنا	3.12	
14	قرآن پاک کو سمجھنا	3.13	
14	قرآن حکیم پر عمل کرنا	3.14	
15	خود آزمائی نمبر 1	3.15	
18	قرآن حکیم کی آخری دس آیتیں	4	
15	خود آزمائی نمبر 2	4.1	
18	بیس قرآنی آیات	5	
12	خود آزمائی نمبر 3	5.1	
14	جوابات	6	

## یونٹ کا تعارف

مسلمانوں کے ہر گھر میں قرآن حکیم موجود ہوتا ہے اور ہماری کوشش ہوتی ہے کہ خود بھی روزانہ تلاوت فرمائیں اور بچوں کو بھی قرآن حکیم کی تعلیم دی جائے۔

قرآن حکیم کی تعلیم کیوں ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کیا تو اسے آنکھ، کان، زبان، دل اور عطا کیے جن کے ذریعے بہت سی چیزوں کے بارے میں وہ علم حاصل کرتا ہے۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں ہم حواس کے ذریعے علم حاصل نہیں کر سکتے۔ ہماری عقل بھی ہمیں کچھ نہیں بتا سکتی مثلاً:

○ یہ کائنات کیا ہے؟

○ اس کی ابتداء اور انتہاء کیا ہوگی؟

○ انسان کو کس لیے پیدا کیا گیا؟

○ مگر انسان کہاں جاتا ہے؟

اس طرح کے بہت سے سوالات ہیں جن کا جواب اللہ تعالیٰ نے ہمیں وحی کے ذریعے بتایا۔

توحی کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور جوں جوں دنیا ترقی کرتی گئی، اللہ کی ہدایات کا بھروسہ آگے بڑھتا گیا۔ حق تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ پر بھی کچھ کر رہا سلسلہ مکمل ہو گیا اور اللہ کی آخری کتاب قرآن حکیم،

قرآن حکیم کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہم اپنا عقیدہ اور اپنے تمام اعمال اس ہدایت کے مطابق کر لیں جو قرآن میں دی گئی ہے۔ اس ہدایت کو تبھی جان سکتے ہیں جب اس کا مطلب سمجھیں اور مطلب سمجھنے کے لیے کتاب کی تلاوت ضروری ہے۔ اس لیے قرآن کا پڑھنا باعث ثواب ہے، اسے سمجھنا برکت اور اس پر عمل کرنا دنیا اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اس یونٹ میں قرآن حکیم سے اجمالی تعارف حاصل کریں گے۔

## یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے بغور مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ آپ:

- 1- قرآن حکم کی تعلیمات، نزول کی کیفیات اور فضائل قرآن بیان کر سکیں۔
- 2- مختلف عبادات و معاملات سے متعلق قرآنی آیات کا بر موقع استعمال کر سکیں اور حوالہ دے سکیں اور اس کے ذریعے اپنے دوسرے ساتھیوں کی رہنمائی کر سکیں۔
- 3- قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں ترجمہ کے ساتھ یاد کر سکیں۔
- 4- یہ بیان کر سکیں کہ مکی اور مدنی سورتیں کون سی ہیں اور ان میں کس قسم کے معاملات بیان کیے گئے ہیں۔
- 5- معاشرتی عدل و انصاف، سچی گواہی اور ایمانوں کی حفاظت کی اہمیت پر گفتگو کر سکیں۔

# 1- قرآن کریم کا تعارف

## 1.1 الکتاب

انسانوں کی رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً آسمان سے اپنے منتخب بندوں پر وحی بھیجتا رہا ہے۔ یہ خاص بندے اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ جب کسی الہامی کتاب میں لوگ اس طرح گڑبڑ کر دیتے کہ اصل کتاب میں دوسری باتیں شامل ہو جاتیں یا اللہ تعالیٰ خود ہی کوئی تبدیلی کرنا چاہتا تو نئی کتاب نازل کرتا جس سے ایک تو پہلی کتاب کی تعلیمات پھر سے تازہ ہو جاتیں اور جو جو تبدیلی کرنا ہوتی وہ بھی کر دی جاتی۔ اس سلسلے کی آخری کتاب قرآن حکیم ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ یہ کتاب رسول کریم ﷺ پر تقریباً تیس (23) سال کے عرصے میں نازل ہوئی۔ اس کا نام اللہ تعالیٰ نے ”الکتاب“ خود رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ﴾ (البقرہ: 2)

(یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں)

یہ ایک مکمل کتاب ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات ہمیشہ کے لیے محفوظ ہیں۔ تمام انسان اللہ کے بندے ہونے کی حیثیت سے ان تعلیمات کے ہمیشہ محتاج ہوں گے۔ قرآن کے اور بھی بہت سے نام ہیں۔

پہلی آسمانی کتابیں تو اپنی اصل صورت میں اس وقت دنیا میں موجود نہیں مگر قرآن مجید ایک نکتہ اور شو۔

کاتب: علامہ کریم الرحمن، ایضاً: اللہ تعالیٰ، زما، الحفظ، کاخ، لاہور

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: 9)

”یقیناً ہم نے قرآن مجید نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ اس کو جمع کرنا اور اس کو سکھانا بھی ہمارے ذمے ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ (القیمة: 17)

(یقیناً اس قرآن کا جمع کرنا اور اس کو سکھانا ہمارا ذمہ ہے)

## 1.2 دائمی اور عالم گیر قانون

قرآن حکیم اللہ کا دائمی اور عالم گیر قانون ہے۔ دائمی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اب قیامت تک یہی قانون چلے گا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی اور عالم گیر کا مطلب یہ ہے کہ ہر قوم، ملک، علاقے اور خطے کے لوگوں کے لیے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

قرآن مجید ہمیشہ کے لیے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے خدائی قانون ہے۔ جس میں رد و بدل کی ضرورت نہیں۔ اس کے احکامات جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے قابل عمل تھے اسی طرح آج بھی ہیں۔ اس کے برعکس انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین قوموں، ملکوں اور زمانے کے حالات کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔

## 1.3 پہلی الہامی کتابوں کی تصدیق کرنے والا

قرآن حکیم پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق اور تائید کرتا ہے۔ پہلی کتابیں بھی اللہ کی طرف سے نازل ہوئی

برے کاموں سے باز رہنے کا حکم دیا تھا۔

قرآن مجید تمام الہامی کتابوں کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ جو حضرت محمد ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی تھیں۔ قرآن پر بہت زیادہ تحقیق ہو چکی ہے اور تاریخی لحاظ سے بھی اس کو خوب جانچا جا چکا ہے۔

(۶۱:۱)

## 1.4 قرآن کی تعلیمات

قرآن حکیم نے انسان کو اپنے ہی جیسے انسانوں کے سامنے جھکنے، سورج، چاند، ستاروں، پتھروں کو پوجنے اور توہم پرستی سے ہٹا کر ایک خدا کا تصور دیا۔ بندے اور اس کے خالق کے درمیان محبت اور اطاعت کا رشتہ قائم کیا۔ انسانوں کی حکومت اور حاکمیت کے بجائے اللہ کی حاکمیت قائم کرنے والوں اور ملکوں کا نظام آپس کے مشورے سے چلانے کی تعلیم دی۔ عدل و انصاف کا اعلیٰ معیار قائم کیا۔ سود کو ختم کر کے زکوٰۃ کو رائج کیا جس سے غریبوں اور حاجت مندوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ حلال اور حرام کا فرق بتایا۔ حلال روزی کو ضروری احکام قرار دیا اور حرام سے بچنے کی تاکید کی۔ عورتوں کے حقوق مقرر کیے۔ میاں بیوی کے باہمی رشتے کے بارے میں واضح احکامات دیئے۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی۔ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے اور سب لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آنے کا حکم دیا۔

## 1.5 قرآن کی تعلیمات کے اثرات

ظہور اسلام سے پہلے عرب کے عام لوگوں میں دنیا بھری خرابیاں موجود تھیں۔ وہ شرک اور کفر کرتے تھے، بے گناہ لوگوں کو قتل کرتے، جوا کھیتے، شراب پیتے اور اپنی بچھل کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ یہ قرآن کی تعلیمات کا

کے اپنے ہاں کوئی قانون نہیں تھا انہوں نے ساری دنیا کو قانون دیا۔ جو خود گمراہ تھے وہ ساری دنیا کے انسانوں کے رہنما بن گئے جو آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے انہوں نے دنیا کو امن و آمان کا گہوارہ بنا دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم نے بندوں کو اسی قدر مہذب بنا دیا کہ انہیں فرشتوں سے بھی زیادہ مقام پر پہنچا دیا۔ ایسی جامع تعلیمات کبھی کتاب میں نہیں مل سکتیں۔ مثالی معاشرہ قائم کرنے کے لیے ایسے منہ اصول مقرر کیے جن پر عمل کر کے دونوں جہان کی سعادتیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ہماری فلاح و کامیابی اس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ”الکتاب“ یعنی قرآن مجید میں جو احکامات دیئے ہیں ان کی پابندی کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(281) (ب) نظامِ معاشیہ کے لیے ان احکامات کی تعلیم

۱۔ (۱) انسان کو خدا کا بند بنانا اور اس کی فطرت پرستی کو قائم رکھنا۔

۲۔ (۲) انسان کو خدا کا بند بنانا اور اس کی فطرت پرستی کو قائم رکھنا۔

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

## 2- نزول قرآن

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔ قرآن رمضان کے مہینے میں نازل ہونا وع ہوا۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ (البقرہ: 185)

”رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا۔“

اور اللہ تعالیٰ نے اسے لیلة القدر میں اتارا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (القدر: 1)

”ہم نے اسے (قرآن کو) لیلة القدر میں اتارا۔“

تیس سال تک قرآن تھوڑا تھوڑا وقتاً فوقتاً نازل ہوتا رہا اور ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ اسے لکھواتے رہے، یاد دلاتے رہے۔ نمازوں میں تلاوت فرماتے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ نے وحی کے ذریعے اعلان کروادیا کہ صحابین مکمل ہو گیا ہے۔ اب کسی نئی ہدایت کی ضرورت نہیں۔

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے دین پسند کر لیا۔“

ایک مشہور عالم جاہظ کہتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا نام ”قرآن“ ایسا نرالا اور بے مثال رکھا ہے کہ اس سے پہلے نہ تو عرب کے لوگ ہی اپنے کلام کے مجموعوں کا یہ نام رکھتے تھے اور نہ ہی کبھی دنیا میں کسی کتاب کا یہ نام رکھا گیا۔“ (الافتان۔ از علامہ سیوطی، ص 51، ج 1)

## 2.1 ضرورت کے مطابق نزول

آسمان دنیا سے رسول اللہ ﷺ پر قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل ہوا، جیسا موقع ہوتا تھا اور جیسی ضرورت ہوتی تھی اللہ کے حکم سے اس کے مطابق قرآن کریم کا نزول ہوتا تھا۔ کبھی دو چار آیات، کبھی ایک ایک، دو دو رکوع اور کبھی پوری پوری سورتیں اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت کے مطابق نازل ہوتی رہیں۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿وَقَرَأْنَا لَهُمْ فُتُوٰهٖ لِيُنۡصَرٰهٗ عَلٰی النَّاسِ عَلٰیٰ مُكۡثٍ ۚ وَنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيۡلًا﴾  
(بنی اسرائیل: 106)

”اور ہم نے قرآن کریم ٹکڑے ٹکڑے کر کے نازل کیا تاکہ آپ ﷺ اس کو لوگوں پر درجہ بدرجہ اور ظہر ظہر کرتا دت کریں اور ہم نے اس کو تھوڑا تھوڑا اتارا ہے۔“

قرآن کریم کے مضمون کو مختلف اوقات میں ضرورت کے مطابق نازل کیا گیا۔ اس طریقے سے قرآن کریم

کافروں نے ایک اعتراض یہ کیا تھا کہ یہ قرآن مجید ایک ہی وقت میں پورا کیوں نہیں نازل کیا گیا۔  
 کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا﴾ (الفرقان: 32)

”پس اس طرح طے ہوا کہ ہم تمہوڑا تھوڑا کر کے اتاریں تاکہ اس کے ساتھ ہم آپ ﷺ کے دل کو مضبوط رکھیں اور ٹھہر ٹھہر کر اس کی تلاوت کریں۔“

گھڑوں میں نازل ہونے سے قرآن کا زبانی یاد کرنا، خوش الحانی سے تلاوت کرنا اور اس کے مضامین پر غور کرنا بہت آسان ہو گیا اور سب سے مفید بات یہ ہے کہ جب کفار و مشرکین کوئی اعتراض کرتے تو قرآن اس کا جواب دیتا۔ رسول اللہ ﷺ پر بار بار وحی آتی تو آپ ﷺ کے دل کو حوصلہ ملتا کہ اللہ تعالیٰ کی توجہ، مدد اور رہنمائی ہر وقت میرے ساتھ ہے، اس کی مدد آ رہی ہے اور میرا ہر کام اس کی نظر میں ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کا اعتماد بڑھتا اور حوصلہ مضبوط ہوتا۔

## 2.2 نزول کی کیفیت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بندوں سے براہ راست اور بے حجاب گفتگو نہیں کرتا۔ اس نے بندوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے کچھ طریقے رکھے ہیں۔ انہی میں سے ایک طریقہ وحی کا ہے جس کے ذریعے سے قرآن نازل ہوا اور وہ یوں کہ اللہ کے فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے قرآن مجید حاصل کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے۔ آپ ﷺ جبریل علیہ السلام کو دیکھتے اور جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے دل پر قرآن اتارتے۔

قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ خود قرآن مجید میں اس کے متعلق ذکر ہے:

﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ﴾ (الشعراء: 195)

”یہ واضح عربی زبان میں ہے۔“

یہ اتنی بلند پایہ کتاب ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی کتاب بلکہ ایک چھوٹی سی چھوٹی سورت لانے سے بھگ دینا عاجز رہی۔ قرآن مجید کا یہ چیلنج آج تک موجود ہے کہ اگر تمہیں قرآن کے اللہ کے کلام ہونے میں کوئی شک ہے تو اس کی کسی چھوٹی سی سورت جیسی سورت ہی بتا لاؤ۔ قرآن مجید کے نزول کی ابتداء غار حرا میں ہوئی اور آخری وحی حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں نازل ہوئی۔

## 2.3 مکی اور مدنی سورتیں

قرآن مجید کی بعض سورتیں مکی ہیں اور بعض مدنی۔ مکی سورتوں کی تعداد 87 ہے اور مدنی سورتوں کی تعداد 27 ہے۔ مکی سورتیں مختصر ہیں لیکن امیں روانی، بلاغت اور دبدبہ ہے۔ چھوٹی چھوٹی آیات میں نہایت عمدہ طریق سے مطالب ادا کیے گئے ہیں اور پوری انسانیت کو خطاب کیا گیا ہے۔ عقیدے کی درستی اور اعمال کی اصلاح پر زور دیا گیا ہے۔ پہلے انبیاء اور پہلی امتوں کے واقعات اور قصے بھی مکی سورتوں میں بیان کیے گئے۔

مدنی سورتیں لمبی ہیں، ان میں مضامین کو بڑے آسان اور واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے اور مطالب کو سلیس انداز میں، ٹھوس دلائل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ ان سورتوں میں عبادت، باہمی معاملات، اخلاق، تہذیب و تمدن اور حکومت کے مسائل نہایت مؤثر انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔

## 3- تلاوت قرآن

### 3.1 فضائل تلاوت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس میں نصیحت کا پیغام ہے، ظاہری اور باطنی بیماریوں اور عیبوں کے لیے شفا ہے۔ نئی نوع انسان کی عافیت کا سامان ہے۔ ہدایت اور رحمت کا خزانہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(الف) ”جس گھر میں قرآن مجید کی تلاوت نہ کی جائے وہ قبر کی طرح ہے اور جس گھر میں تلاوت کی جائے وہ آباد گھر ہے۔“

(ب) آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

”جس سینے میں قرآن کا کوئی حصہ محفوظ نہیں وہ اجڑے گھر کی طرح ہے اور دلوں کو زنگ لگ جائے تو قرآن پاک کی تلاوت اس کو صاف کر دیتی ہے۔“

(ج) ”اپنے گھروں کو نماز اور تلاوت قرآن سے روشن رکھو۔“

(د) ”جو آدمی قرآن پاک کا ایک حرف پڑھے گا اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔“

اس لیے سب سے بہتر عبادت تلاوت قرآن کریم ہے۔

## 3.2 آداب تلاوت

قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور عزت و احترام کرنے کے آداب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے اور حضرت محمد ﷺ نے احادیث میں بیان فرمایا ہے۔

## 3.3 پاک ہونا

قرآن کریم کو وہی ہاتھ لگائیں جو پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ (الواقعة: 79)

”اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں۔“

وضو کے بغیر قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔ وضو کر کے تلاوت کرے۔ زبانی پڑھنا ہو تو وضو کے بغیر بھی پڑھ سکتا ہے۔ بیٹھنے کی جگہ بھی پاک ہونی چاہیے۔ قرأت سے پہلے مسواک کر لینا سنت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

”تمہارے منہ قرآن مجید کے راستے ہیں۔ تم ان راستوں کو مسواک کر کے پاک صاف کر لیا کرو۔“

## 3.4 تعوذ

تلاوت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھنا چاہیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (النحل: 98)

”اور جب تو قرآن پڑھے تو اللہ کے ساتھ پناہ مانگ شیطان سے جو راندہ ہوا ہے۔“

### 3.5 ترتیل

قرآن مجید کو آہستہ آہستہ ترتیل سے پڑھا جائے۔ ارشادِ بانی ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً﴾ (الزلزلہ: 4)

”اور قرآن کو آہستہ آہستہ ترتیل سے پڑھو۔“

### 3.6 تجوید

قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر واضح اور صاف پڑھا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کی تلاوت کا ایک ایک لفظ واضح اور جدا

ہوتا تھا۔ (ترمذی)

### 3.7 خوش الحانی

قرآن مجید کو محبت اور شوق سے اچھے لہجے میں پڑھنا چاہیے۔ لہجہ میں شیرینی ہو اور پورے الفاظ ادا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”تم اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔“ (مشکوٰۃ)

### 3.8 گانے کی طرح پڑھنے کی ممانعت

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اپنے آپ کو عشقیہ نغموں کے انداز میں قرآن پڑھنے سے بچاؤ۔ میرے بعد ایک ایسی

قوم آئے گی جو گانہ گانہ قرآن پڑھے گی لیکن قرآن ان کے طلق سے نیچے نہیں اترے گا۔“

(یعنی ان کے دلوں پر کوئی اثر نہ ہوگا)۔

### 3.9 دل لگا کر پڑھنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قرآن مجید کو اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگا رہے۔ جب طبیعت اکتا جائے تو اٹھ کھڑے ہو۔“ (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”قرآن میں سے جتنا آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھو۔“ (المزل - 20)

### 3.10 تین دن میں ختم کرنا

تین دن رات سے کم مدت میں قرآن مجید ختم کرنے کو حضور اکرم ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو تین دن رات سے کم میں قرآن کو ختم کر لے اس نے قرآن کو نہیں سمجھا۔“ (ترمذی)

### 3.11 تلاوت کے دوران باتیں نہ کی جائیں

بعض لوگ تلاوت کرتے کرتے باتیں بھی شروع کر دیتے ہیں۔ یہ قرآن پاک کے آداب کے خلاف ہے۔ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی سے سنا جائے۔ باتیں کرنا اللہ کے کلام کی ناقدری ہے۔

### 3.12 قرآن پاک کا ادب کرنا

قرآن پاک کی طرف پٹھ ماواؤں نہ ہو۔ نہ ہی اس سے اونچا بیٹھیں۔ دلی طور پر ادب کرنے کے ساتھ

### 3.13 قرآن پاک کو سمجھنا

قرآن دراصل بندوں کی طرف اللہ کی کتاب ہے۔ کتاب کو پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سمجھا جائے، اس لیے قرآن پاک کو سمجھنا بہت ضروری ہے تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا خطاب کر رہا ہے۔

مگر آپ کے پاس کسی ایسی زبان میں کوئی خط یا تار آ جائے جو آپ نہ سمجھتے ہوں تو آپ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کہ اس خط یا تار کا مضمون کسی جاننے والے سے پڑھا کر سمجھ نہ لیں۔ اسی طرح قرآن اللہ کا ہمارے نام خط ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم وہ زبان سیکھیں جس میں یہ خط ہے تاکہ ہم از خود سے سمجھ سکیں۔ کم از کم قرآن حکیم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنا اور یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خط میں ہمارے لیے کیا ہدایات اور نشانیاں ہیں۔

### 3.14 قرآن حکیم پر عمل کرنا

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم انسانوں کی ہدایت کے لیے اتارا ہے۔ ہدایت کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کے مطابق عمل کریں تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اگر تم قرآن مجید پر عمل کرو گے تو تمہیں دنیا میں بھی عزت ملے گی اور آخرت میں بھی کامیاب رہو گے۔

اگر آپ کبھی بیمار ہوں تو ڈاکٹر سے نسخہ لیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نسخے کے مطابق آپ دوائی استعمال کریں گے تو آپ صحت یاب ہو جائیں گے۔ اگر آپ اس نسخے کو زبانی یاد کر لیں یا گھول کر پی جائیں تو آپ کو بیماری سے افادہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح قرآن جب باطنی بیماریوں سے صحت دینے کے لیے نازل ہوا ہے اس سے صحت حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ البتہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس لیے اسے پڑھنا، زبانی یاد کرنا باعث برکت اور ثواب ہے۔ جس مقصد کے لیے قرآن اتارا گیا

### 3.15 خود آزمائی نمبر 1

سوال نمبر 1 صحیح جواب کا انتخاب کریں۔

(i) رسول کریم ﷺ پر قرآن مجید تقریباً ..... میں نازل ہوا۔

(الف) 23 سال (ب) 22 سال اور کچھ ماہ

(ii) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات ہمیشہ کے لیے ..... ہیں۔

(الف) اکٹھی (ب) تحریر (ج) محفوظ

(iii) ..... اللہ تعالیٰ کا دائمی اور عالم گیر قانون ہے۔

(الف) مجموعہ احادیث (ب) قرآن حکیم

(iv) انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین قوموں، ملکوں اور زمانے کے ..... کے ساتھ بد۔

رہتے ہیں۔

(الف) رواجوں (ب) حالات (ج) ضروریات

(v) کئی سورتوں کی تعداد کتنی ہے؟

(الف) 87 (ب) 82 (ج) 80

سوال نمبر 2 (i) قرآن مجید کی حفاظت سے متعلق آیت تحریر کریں۔

(ii) اردو ترجمہ کریں۔ ذَلِكِ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ

(iii) ترجمہ پڑھ کر عربی آیت بتائیں۔

(iv) سابقہ کتب میں بھی اللہ تعالیٰ نے وہی عقیدے رکھنے کی تعلیم دی جو..... میں ہیں۔

(v) قرآن حکیم کی تعلیمات میں سے کوئی تین نکات تحریر کریں۔

(الف)

(ب)

(ج)

(vi) وحشی بدو شرک اور..... کرتے تھے۔

(vii) قرآن پاک نہ بانی پڑھنا ہو تو بغیر..... بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(viii) آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”جس سینے میں قرآن مجید کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ..... کی طرح ہے۔“

وال نمبر 3 مختصر جوابات دیں۔

(i) کون سی کتاب پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق اور تائید کرتی ہے؟

(ii) قرآن مجید کون سی کتابوں کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے؟

(iii) ہماری فلاح و کامیابی کس بات میں پوشیدہ ہے؟

(iv) قرآن حکیم رمضان کی کس رات میں نازل ہوا؟

(v) حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کیا اعلان کرادیا؟

(vi) قرآن حکیم کس طرح نازل ہوتا رہا؟

(viii) کفار کے اعتراض ”قرآن حکیم ایک ہی بار کیوں نازل نہ کیا گیا“ کا جواب کس طرح دیا گیا

(ix) رسول اللہ ﷺ پر بار بار وحی کا کیا اثر ہوتا تھا؟

(x) قرآن مجید کے عربی زبان میں ہونے کا ذکر خود قرآن مجید نے کس طرح کیا؟

سوال نمبر 4 مختصر جواب تحریر کریں۔

(i) قرآن مجید کے نزول کی ابتدا کہاں سے ہوئی؟

(ii) آخری وحی کہاں نازل ہوئی؟

(iii) مکی سورتوں میں کس کو خطاب کیا گیا ہے؟

(iv) مدنی سورتوں میں کن معاملات کو بیان کیا گیا ہے؟

(v) قرآن پاک کے ایک حرف پڑھنے کا ثواب کتنا ہے؟

(vi) تلاوت سے پہلے کیا پڑھنا چاہیے؟

(vii) قرآن مجید کو کس طرح پڑھنا چاہیے؟

(viii) قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنے سے متعلق حضور اکرم ﷺ نے کیا فرمایا؟

(ix) قرآن مجید کتنی دیر پڑھنا چاہیے؟

(x) قرآن مجید کم از کم کتنی مدت میں ختم کرنا چاہیے؟

## 4- قرآن حکیم کی آخری دس سورتیں

عزیز طلبہ! یونٹ کے اس حصے میں تیسویں پارے کی آخری دس سورتیں شامل ہیں۔ ہم نے ان سورتوں کا جمعہ بھی ساتھ دے دیا ہے تاکہ آپ یہ چھوٹی چھوٹی سورتیں مع ترجمہ یاد کر لیں۔ عام طور پر نماز میں آخری رے کی چھوٹی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ آپ کو ان کا ترجمہ بھی معلوم ہو تو آپ جب بھی انہیں نماز میں پڑھیں گے یا امام سے نماز کے دوران سنیں گے تو آپ کو نہ صرف قرات کا مطلب سمجھ آ رہا ہوگا بلکہ نماز کا لطف بھی صل ہوگا اور آپ کی توجہ ادھر ادھر بننے کی بجائے نماز کی تلاوت پر ہی مرکوز رہے گی۔

### قرآن حکیم کی آخری دس سورتیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝۱ اَلَمْ یَجْعَلْ كَیْدَهُمْ فِیْ

تَضْلِیْلٍ ۝۲ وَاَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ۝۳ تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ۝۴

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّا كُوِّلَ ۝۵

سورہ الفیل کی ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

”کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا (۱) کیا ان کا داؤ غلط نہیں کیا؟ (۲) اور ان پر غول کے غول جانور بھیجے (۳) جو ان پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے (۴) تو ان کو ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھس (۵)

### سورۃ قریش-۱۰۶

مکیہ۔ آیاتھا: ۴۔ رکوعھا: ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا يَلْفُ قُرَيْشٌ ۙ اِلَیْهِمْ رِحْلَةُ الشِّتَاءِ وَالصَّیْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا

الْبَيْتِ ۝ الَّذِیْ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوعٍ ۙ وَّامْنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝

سورہ قریش کی ہے اور اس میں چار آیتیں ہیں۔

ترجمہ:

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قریش کے مانوس کرنے کے سبب (۱) (یعنی) ان کو جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے سبب (۲) لوگوں کو حاسے کہ (اس نعمت کے شکر میں) اس گھر کے مالک کی

## سورة الماعون-۱۰۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكْذِبُ بِالَّذِیْنِ ۝ فَلَیْكَ الَّذِیْ یَدْعُ الْیَتِیْمَ ۝  
وَلَا یَحْضُ عَلٰی طَعَامِ الْمَسْكِیْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ  
صَلَاحِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ۝ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

سورة ماعون کی ہے اور اس میں سات آیتیں ہیں۔

ترجمہ:

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے (۱) یہ وہی (بد بخت) ہے جو یتیم کو  
دھکے دیتا ہے (۲) اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لیے (لوگوں کو) ترغیب نہیں دیتا (۳) تو  
ایسے نمازیوں کی خرابی ہے (۴) جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں (۵) جو ریا کاری  
کرتے ہیں (۶) اور برتنے کی چیزیں عاریتاً نہیں دیتے (۷)

## سورة الكوثر-۱۰۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا اَعْطٰیْكَ الْکُوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِوَهْکَ وَاَنْعُرْ ۝ اِنْ شِئْتَ ۝ هُوَ

سورۃ کوثر کی ہے اور اس میں تین آیتیں ہیں

ترجمہ:

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

(اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے (۱) تو اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو (۲) کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا (۳)

سورۃ الکفرون - ۱۰۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عِبِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝  
وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عِبِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ  
دِينِ ۝

سورۃ کافرون کی ہے اور اس میں چھ آیتیں ہیں

ترجمہ:

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

(اے پیغمبر ﷺ ان منکرین اسلام سے) کہہ دو کہ اے کافرو! (۱) جن (بتوں) کو تم پوجتے ہو ان کو میں نہیں پوجتا (۲) اور جس (خدا) کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے (۳) اور (میں پھر کہتا ہوں کہ) جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کی میں پرستش کرتا ہوں (۴) اور (میں کہتا ہوں کہ) جس (خدا) کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے (۵) اور (میں کہتا ہوں کہ) جس (خدا) کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے (۶)

## سورہ النصر - ۱۱۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ  
أَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ ۝ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝

سورۃ نصر کی ہے اور اس میں تین آیتیں ہیں

ترجمہ:

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

جب خدا کی مدد آ پہنچی اور فتح (حاصل ہو گئی) (۱) اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ غول کے غول  
خدا کے دین میں داخل ہو رہے (۲) تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرو اور اس  
سے مغفرت مانگو۔ بے شک وہ معاف کرنے والا ہے (۳)

## سورۃ اللہب - ۱۱۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَبِطٌ مُدَاۤءِ ابْنِ لَهَبٍ وَتَبٰ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى  
نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَامْرَاۤتُهُ لَاحِمًا لَّهِ الْعَطَبِ ۝ فِیٰ جَنَدِهَا حَمَلٌ مِّنْ

سورۃ لہب کی ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں

ترجمہ:

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو (۱) نہ تو اس کا مال ہی اس کے کچھ کام آیا اور نہ وہ جو اس نے کمایا (۲) وہ جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا (۳) اور اس کی جورو (بیوی) بھی جو ایندھن سر پر اٹھائے پھرتی ہے (۴) اس کے گلے میں مونج کی رسی ہوگی (۵)

سورۃ الاخلاص - ۱۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۝۳ وَلَمْ يُولَدْ ۝۴ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ  
كُفُوًا اَحَدٌ ۝۵

سورۃ اخلاص کی ہے اور اس میں چار آیتیں ہیں

ترجمہ:

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے (۱) (وہ) معبود برحق بے نیاز

## سورة الفلق - ۱۱۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝<sup>۱</sup> مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝<sup>۲</sup> وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝<sup>۳</sup>  
وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثِ فِي الْعُقَدِ ۝<sup>۴</sup> وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝<sup>۵</sup>

سورة فلق مدنی ہے اور اس میں چار آیتیں ہیں

ترجمہ:

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

کہو کہ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں (۱) ہر چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی (۲) اور شب تاریکی کی برائی سے جب اس کا اندھیرا اچھا جائے (۳) اور گندوں پر (پڑھ پڑھ کر) پھونکنے والیوں کی برائی سے (۴) برحسد کرنے والے کی برائی سے جب حسد کرنے لگے (۵)

## سورة الناس - ۱۱۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝<sup>۱</sup> مَلِكِ النَّاسِ ۝<sup>۲</sup> إِلَهِ النَّاسِ ۝<sup>۳</sup> مِنْ شَرِّ  
الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝<sup>۴</sup> الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝<sup>۵</sup> مِنَ الْجِنَّةِ

سورة الناس مدنی ہے اور اس میں چھ آیتیں ہیں

ترجمہ:

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

کہو کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں (۱) (یعنی) لوگوں کے حقیقی بادشاہ کی (۲)  
لوگوں کے معبود برحق کی (۳) (شیطان) دوسرے انداز کی برائی سے جو (خدا کا نام سن کر)  
پچھے ہٹ جاتا ہے (۴) جو لوگوں کے دلوں میں دوسرے ڈالتا ہے (۵) (خواہ وہ جنات  
سے (ہو) یا انسانوں میں سے (۶)

## 4.1 خود آزمائی نمبر 2

سوال نمبر 1- درج ذیل آیات میں خالی جگہیں پر کر کے تحریر کریں۔

(i) وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمُ ..... أَبَائِيلَ

(ii) فَجَعَلَهُمُ ..... مَا كُوِّلَ

(iii) فَلْيَعْبُدُوا ..... هَذَا الْبَيْتِ

(iv) وَلَا يَحْضُ عَلَى ..... الْمُسْكِينِ

(v) إِنَّ شَانِكَ ..... الْآخِرِ

(vii) ..... إِنَّهُ ..... تَوَابًا

(viii) ..... فِي جِيدِهَا ..... مِّنْ مَّسَدٍ

(ix) ..... مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ ..... وَمَا كَسَبَ

(x) ..... مِنْ شَرِّ مَا

ل نمبر 2 کوئی دوسور تیں زبانی یاد کر کے اعراب کے ساتھ خوش خط تحریر کریں۔

ل نمبر 3 اردو ترجمہ مکمل کریں۔

(i) ..... اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب۔

(ii) ..... جو لوگوں کے دلوں میں ..... ڈالتا ہے۔

(iii) ..... اور گندوں پر ..... کی برائی سے۔

(iv) ..... نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا۔

(v) ..... ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ۔

(vi) ..... تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ ..... کرو۔

(vii) ..... تم اپنے دین پر میں اپنے ..... پر۔

(viii) ..... ہم نے تم کو ..... عطا فرمائی ہے۔

(ix) ..... اور برتنے کی چیزیں ..... نہیں دیتے۔

سوال نمبر 4 مختصر جوابات تحریر کریں۔

(i) سورة الفيل کون سی سورت ہے (کمی یا مدنی) اور اس میں کتنی آیات ہیں؟

(ii) سورة الماعون میں کس قسم کے لوگوں کا ذکر ہے؟

(iii) سورة الکوثر میں کس بات کی تاکید کی گئی ہے؟

(iv) سورة النصر کون سی سورت ہے؟

(v) سورة الناس کون سی سورت ہے اور اس میں کتنی آیات ہیں؟

(vi) قرآن حکیم کی چھوٹی چھوٹی سورتیں ترجمہ کے ساتھ یاد کرنے سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا؟

## 5- بیس قرآنی آیات

یوں تو قرآن حکیم سراپا ہدایت ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ انسانوں کی بھلائی اور رہنمائی کے لیے نازل ہوا ہے۔ قرآن میں عقائد کے بارے میں واضح ہدایات ہیں اور عبادات سے متعلق احکامات بھی موجود ہیں۔ انسانوں کے لیے انفرادی معاملات میں بھی رہنمائی ہے اور اجتماعی امور میں بھی۔

ہم نے چند آیات منتخب کی ہیں جن میں سے اکثر کا تعلق معاملات سے ہے۔ عام طور پر باہمی تعلقات اور معاملات میں لا پرواہی برتی جاتی ہے اس لیے ہمیں چاہیے کہ آپس کے معاملات قرآن حکیم کی ہدایات کی روشنی میں نبھائیں تاکہ باہمی محبت، اعتماد اور امن و سکون کی فضا پیدا ہو جائے۔

## بیس قرآنی آیات

(1) وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (آل عمران: 103)

ترجمہ: ”اور تم سب مل کر خدا کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور تفرقتے میں نہ پڑو“۔

تشریح: تم سب مل کر قرآن کو مضبوط تھامے رہو (یعنی سمجھو اور عمل کرو) قرآن ہی خدا کی رسی ہے۔ قرآن ہی ہمیں دین اسلام کے بارے میں بتاتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات پر پوری طرح پابندی سے عمل کرو اور

(2) وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ: 83)

ترجمہ: ”اور لوگوں سے نیک بات کیا کرو۔“

تشریح: اس آیت میں مسلمانوں کو حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے کہ لوگوں سے خوش کلامی اور محبت سے پیش آ کر۔ اس سے دلوں میں الفت پیدا ہوتی ہے اور معاشرے میں باہم محبت و اتفاق کی فضا قائم ہو جاتی ہے۔

(3) وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ: 2)

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کرو۔

تشریح: نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ہمیں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ اس سے معاشرے کے سبھی افراد میں نیک عمل کرنے اور خوفِ خدا کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اگر کوئی ناجائز کام یعنی برائی کا کام کرے اس کو روکیں۔ اس طرح معاشرے سے برائیاں ختم ہو جائیں گی۔ اگر کسی کو برائی کرتے دیکھ کر نہ روکیں تو یہ بھی گناہ ہے۔ ظالم کو ظلم کرتے دیکھ کر نہ روکنا ظلم میں ساتھ دینے کے برابر ہے۔

(4) إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَىٰكُمْ (الحجرات: 13)

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔“

تشریح: ہمارے معاشرے میں آج کل بڑے بڑے مکانوں اور عالیشان بنگلوں میں رہنے والوں کو بڑی

نزدیک حقیقتاً عزت والا وہ شخص ہے جو متقی اور پرہیزگار جو برائیوں سے بچتا ہے اور نیکوں کو اپناتا اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور خوف کو اپنے دل میں رکھتا ہے۔

ہمارے آخری نبی محمد ﷺ نے بھی فرمایا کہ تم سب آدم اور حوا علیہما السلام کی اولاد میں سے ہو اور وہ سے بنائے گئے تھے۔ تم میں عربی ہو یا عجمی، کالا ہو یا گورا کسی کو کسی پر فوقیت نہیں ہے۔ تم میں سے افضل وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور پرہیزگار ہے۔

(5) إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا  
لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ (المائدہ: 9)

ترجمہ: ”بے شک شراب اور جوا اور بت اور پانے (یہ سب) ناپاک کام اور شیطانی اعمال ہیں۔ سو ان سے بچتے رہنا تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“

تشریح: اس آیت مبارکہ میں چار اعمال کو ناپاک اور شیطانی عمل قرار دیتے ہوئے ان سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واضح کر دیا ہے کہ شراب حرام ہے۔ کیونکہ اس کے نشے سے آپس میں بھڑتے اور ناشائستہ حرکات کرتے ہیں۔ جوا بازی بھی ایسی ہی نقصان دہ عادت ہے۔ باز آہستہ آہستہ اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ بت تو شرک کی علامت ہیں۔ اللہ کو واحد اور پکارتا لینے کے بعد بتوں کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔ اسی طرح پانہ بازی سے بھی آپس میں لڑائی اور نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ وقت الگ ضائع ہوتا ہے۔ ان تمام بری چیزوں مسلمانوں کو روکا گیا ہے تاکہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

(6) وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ اِثْمٌ قَلْبُهُ (البقرہ: 283)

ترجمہ: ”اور تم گواہی کو مت چھپانا جو اس کو چھپائے گا وہ دل کا گناہگار ہوگا۔“

تشریح: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ گواہی کو ہرگز نہ چھپائیں کیونکہ اہم معاملات اور ججہ صورت میں گواہی سے فیصلہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اگر گواہی سچی ہو تو حق دار کو اس کا حق مل اور اگر گواہی جھوٹی ہو تو حق دار کا حق ضائع ہو جاتا ہے جب کہ گواہی نہ دینے سے معاملہ طول ہے چنانچہ ضروری ہے کہ صحیح گواہی ضرور دی جائے۔ گواہی چھپانے والے کے دل کو گناہگار قرار ہے اور ایسے شخص کا دل کبھی مطمئن نہ ہوگا۔

(7) لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْأَرْحَامِ وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ (البقرہ: 177)

ترجمہ: ”نیکی یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اور قیامت پر اور فرشتوں پر اور (پچھلی) کتابوں پر اور (سابقہ) نبیوں پر اور جس نے مال کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو اور گردنیں کے لئے دیا۔ اور جس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور وہ اسے عہدوں کو پورا کرتے ہیں

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیک وقت مسلمانوں کی توجہ ایمانی جزئیات، ارکان اسلام اور فضائل اخلاق کی طرف دلائی ہے۔ صرف یہ کہنا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، کافی نہیں ہے۔ خلوص دل سے ایمان لانا اور عمل کرنا بھی ضروری ہے، یعنی عقائد اور اعمال دونوں کا درست ہونا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ نیکی اور بھلائی یہ ہے کہ اللہ پر قیامت پر فرشتوں پر آسمانی کتابوں پر اور تمام انبیاء علیہم السلام پر دل سے ایمان لائیں۔ جب عہد کریں تو اسے پورا کریں۔ ہر پریشانی، بیماری اور جنگ کی حالت میں صبر و تحمل سے کام لیں۔ اپنا مال جس سے انسان کو بہت محبت ہوتی ہے، اسے غریبوں اور مسکینوں، مسافروں، مانگنے والوں اور گردنیں آزاد کرانے میں خرچ کریں یعنی اخلاص کے ساتھ نفس اور مال دونوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا جائے۔

(8) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوِّمِيْنَ بِالْقِسْطِ شٰهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدِيْنَ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاَللّٰهُ اَوَّلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلَوْا اَوْ تُعْرَضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (النساء: 135)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لیے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ تعالیٰ ان کا خیر خواہ تم سے زیادہ ہے۔ پس تم انصاف کرنے میں دل کی خواہش کی پیروی نہ کرو۔ اگر تم گول مول بات کرو گے تو سچائی سے بچو گے (تو جان لو کہ) بلاشبہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں سے

تشریح: اس آیت ربانی میں ایمان والوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ ہر معاملے میں عدل و انصاف قائم کرنے خاطر اللہ کے لیے سچی گواہی دیں اور گواہی دیتے وقت یہ نہ سوچیں کہ ہماری گواہی سے کسی امیر عزت میں فرق آئے گا یہ یہ کہ کسی غریب پر کوئی اثر ہوگا۔ بندہ ہونے کے ناطے اس امیر و غریب اللہ تعالیٰ سے برابر کا تعلق ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ان کی بھلائی کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔ ممکن ہے گواہی۔ نتیجے میں اس تھوڑے سے نقصان میں ہی ان کے لیے بھلائی چھپی ہو۔

ایک اور چیز جس کی خاص طور پر وضاحت کی گئی ہے یہ کہ گواہی دیتے وقت غیر واضح انداز گفتگو اختیار کیا جائے بلکہ صاف اور کھلے الفاظ میں بات کی جائے تاکہ کسی قسم کا شک و شبہ پیدا نہ ہو۔ دوسرے کہ گواہی دینے سے گریز نہ کیا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر حق و انصاف کی بالادستی قائم کرنے معاملات کو درست کرنے کے لیے سچی گواہی دی جائے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ خوب جا۔ والا اور حقائق کو پہچاننے والا ہے۔

(9) وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِنَّمَا يُبَلِّغَنَّ عَنْكَ إِلَهُكَ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا

(10) وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا (بنی اسرائیل: 23-24)

ترجمہ: ”اور تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلا کر ترجمہ اگر اللہ میں سے ایک اور اللہ تھا تو اس سے زیادہ بڑا اور زیادہ عزیز ہوتا۔“

ترجمہ: ”اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار! جیسا انہوں۔  
مجھ کو بچپن میں (محبت سے) پالا تو بھی ان پر رحمت فرما۔“

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام سے ہمیں عقیدہ توحید کے ساتھ ساتھ والدین کی خدمت کی ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق و مالک ہے اس لیے اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہیے! پھر والدین ہماری تخلیق کا سبب بنے، ہمیں پالا پوسا اور بہترین تربیت کر کے معاشرے میں رہنے۔ قابل بنایا۔ اس لیے والدین کی جس قدر خدمت کی جائے اتنی ہی کم ہے۔ والدین، بچپن میں اپنا سا سکھ چین لٹا کر ہر طرح ہماری دیکھ بھال کرتے اور پڑھاتے لکھاتے ہیں، ہمارے لیے بہترین خوراک اور لباس، غرض ہر ممکن آسائش کا بندوبست کرتے ہیں۔ وہ ہمیں زندگی گزارنے کے لیے برے بچے سے آگاہ کرتے، گاہے بگاہے راہنمائی کرتے اور ہماری بہتری کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں۔“

(11) وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا (بنی اسرائیل: 29)

ترجمہ: ”اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا کر لو (یعنی کنجوس نہ بنو) اور نہ ہی بالکل کھول دو (کہ سب کچھ دے ڈالو اور نتیجہ یہ ہو) کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر بیٹھ جاؤ۔“

تشریح: بہترین معاشی اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ خرچ کرنے اور لینے دینے میں اعتدال کا راستہ اپنا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ خرچ کرنے میں اس قدر بخل سے کام لیا جائے کہ سب کنجوس کہنے لگیں اور نہ ایسا ہو کہ اس قدر کھلے دل سے خرچ کیا جائے کہ اپنی ضرورت کے لیے بھی کسی سے مانگنا چاہیے۔ ا

(12) وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ

إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (بنی اسرائیل: 34)

ترجمہ: ”اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر جس طرح کہ بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد کی پوچھ بچھ ہوگی۔“

تشریح: اس آیت میں مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ یتیم کے مال اور جائیداد کو اپنے ذاتی استعمال میں لانا حرام ہے۔ اگر یتیم نابالغ ہے اور آپ اس کے ہمدرد ہیں اور اس کے مال و جائیداد کو اس کے فائدے اور بہتری کے کام میں لاتے ہیں، مثلاً کسی کاروبار میں لگا کر مکمل نگرانی اور امانت کو پیش نظر رکھتے ہیں تو اس کی اجازت ہے۔ جب وہ بڑے ہو جائیں اور انہیں کام کی سمجھ بوجھ ہو جائے تو ان کا مال و جائیداد منافع سمیت ان کے حوالے کر دو۔

دوسری اہم بات عہد کے بارے میں ہے کہ عہد کی پابندی کرو اور اگر کسی سے کوئی قول، کوئی معاملہ طے پا جائے تو اس کو ضرور پورا کرو کیوں کہ قیامت کے روز تمام قول و قرار یعنی عہد کی پوچھ ہوگی لہذا کوشش کریں کہ عہد کو ہر حال میں پورا کریں۔ البتہ اگر کسی نے کسی غلط کام کا عہد کر لیا ہو یا کسی سے نہ بولنے کی قسم کھالی تو ایسے عہد اور قسم کو توڑ دینا ضروری ہے اور ساتھ ہی قسم کا کفارہ بھی دینا ضروری ہے۔

(13) وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

ترجمہ: ”اور جب کوئی چیز ماپ کر دینے لگو تو پیمانے کو پورا بھرا کرو اور تولو سیدھی ترازو سے۔ یہ بہتر ہے اور

ح: اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو تجارت اور کاروباری معاملات کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ کامیابی کی ضمانت اس میں ہے کہ ناپ تول میں پورا انصاف کرو، کوئی کمی بیشی نہ کرو۔ دُنیا میں بھی کاروباری ساکھ بنے گی۔ عزت و احترام حاصل ہوگا اور آخرت میں بھی کامیابی نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے امین تاجر کے لیے بہت بڑا اجر رکھا ہے۔ کم ناپ تول میں کمی بیشی گناہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

( وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (بنی اسرائیل: 36) )

ح: ”اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے ضرور پوچھ ہوگی۔“

ح: اس آیت میں مسلمانوں کی تربیت کے لیے سمجھایا گیا ہے کہ کوئی بھی بات بغیر تحقیق کے بیان کر دینا مناسب نہیں ہے بلکہ اس بات سے متعلق تحقیق کرتے وقت اپنے کان، اپنی آنکھ اور اپنے دل کو بھی استعمال میں لائے تاکہ یہ جان سکے کہ اس میں کتنی حقیقت ہے۔ بغیر سنے اور بغیر دیکھے یہ کہہ دینا کہ میں نے یہ بات اپنے کانوں سے سنی یا اپنی آنکھوں سے دیکھی، انتہائی غلط ہے۔ اس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں پوچھ گچھ ہوگی۔ چنانچہ ہمیں جھوٹی شہادتوں، غلط تہمتوں اور جانے بوجھے بغیر لوگوں کی مخالفت کرنے سے بچنا چاہیے۔ اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ جو کچھ ہمارے بزرگ کرتے آئے ہیں، اس پر بغیر شرعی حکم کے عمل کرنا مناسب نہیں بلکہ یہ معلوم کر لینا چاہیے کہ شرع اس بارے میں کیا حکم دیتی ہے۔ اگر درست ہے تو بڑوں کی پیروی کریں وگرنہ اس سے بچنا چاہیے۔

(15) وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا

ترجمہ: ”اور زمین پر اکڑ کر مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا۔“ (بنی اسرائیل: 37)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ زمین پر اکڑ کر اتر کر نہ چلے کیونکہ اس طرح چلنے سے نہ تو زمین پھٹ جائے گی اور نہ ہی سینہ تان کر چلنا تجھے پہاڑوں جتنا بلند کر سکتا ہے۔ گویا غرور اور تکبر کو چھوڑ کر میانہ روی سے چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نہ بہت تیز اور نہ بہت آہستہ بلکہ درمیانی چال سے چلنا چاہیے کیونکہ یہی شرافت کی علامت ہے۔

یہ تمام بری باتیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور ان کو معاشرے میں بھی بری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ سوان باتوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔

(16) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَاءَكُمْ فَاَسِيقٌۢ بِّنَبَاٍۭ فَتَبَيَّنُوْا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰۤى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (الحجرات: 6)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادا) کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو۔ پھر تم کو اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔“

تشریح: اکثر اوقات باہمی اختلاف و انتشار اور لڑائی جھگڑے کی ابتداء جھوٹی خبروں اور بے بنیاد باتوں سے ہوتی ہے۔ اگر ابتداء ہی میں عقل مندی اور سمجھ بوجھ سے کام لیا جائے تو انسان بہت سی پریشانیوں سے بچ سکتا ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

”مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ سو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحمت ہو۔“ (الحجرات: 10)

قرآن حکیم کی اس آیت میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اگر کبھی دو مسلمان آپس میں جھگڑ بیٹھیں تو ان کی صلح کرادینا دوسرے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ مسلمان بھائیوں کی صلح کرانے میں اس بات کا خیال رکھیں کہ کسی کی ناحق طرف داری یا انتقامی جذبہ کا فرمانہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں بعض اوقات بجائے صلح کے نفرت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ صلح کراتے وقت خوفِ خدا پیش نظر رہنا چاہیے۔ مسلمان بھائیوں میں صلح جوئی کی فضا سے نہ صرف معاشرے میں امن و امان رہے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت بھی شامل حال رہے گی۔

حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو ایک جسم سے مشابہت دی ہے کہ اگر بدن کا کوئی حصہ دوسرے حصوں سے تعاون نہ کرے تو سارا بدن متاثر ہوتا ہے۔ اگر ایک عضو بیمار ہو جائے تو سارے بدن کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ یوں مل جل کر رہے کہ جیسے کہ ایک ہی بدن کے اعضاء باہمی تعاون سے کام کرتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيَحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا

اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ (الحجرات: 12)

ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ پس یہ بات تمہیں گوارا نہ ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔“

تشریح: مندرجہ بالا آیت میں بدگمانی، تجسس (دوسروں کی باتوں اور حالات کی ٹوہ میں رہنا) اور غیبت جیسے برائیوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

○ بدگمانی بعض اوقات اس قدر نفرت پیدا کر دیتی ہے کہ بہن بھائیوں میں عمر بھر کے لیے رنجش پیدا جاتی ہے اور خاندان تباہ ہو جاتے ہیں۔

○ بلاوجہ کسی کے حالات کی ٹوہ لینا اور کریدنا بھی گناہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کیونکہ اہل کرنے سے غلط فہمی اور خرابی کا امکان ہے، خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

○ ہر حال میں غیبت سے بچنا چاہیے، کیونکہ غیبت کرنا گویا مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا ہے بھائی سے ہر کسی کو فطری طور پر محبت ہوتی ہے تو اس کے بارے میں ایسا تصور بھی تکلیف دہ اور کراہت پیدا کرنے والا ہے۔

اسی طرح غیبت بھی ہمارے لیے ناپسندیدہ فعل ہونا چاہیے۔ بد قسمتی سے آج کل غیبت کرنا بے حد عام اور مرغوب عادت بن چکی ہے۔ لہذا اس قابل نفرت بات سے ہر ممکن طریق سے اپنے آپ کو بچائیں اگر اس قسم گناہ سرزد ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور توبہ کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(19) إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَعْلَمُوا

بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (النساء: 58)

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں

تشریح: لفظ ”امانت“ کا مفہوم انتہائی وسیع ہے جس میں صرف روپے پیسے اور جائیداد ہی نہیں آتیں بلکہ ہر طرز کے مالی، قانونی اور اخلاقی معاملات بھی اس کے زمرے میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر جو ذمہ داریاں عائد کی ہیں انہیں بھی امانت کہا گیا ہے اور انہیں پورا نہ کرنا خیانت ہے۔ ہر معاملے میں عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنا بھی امانت کا تقاضا ہے۔ حکمرانوں کا اپنی رعایا کے حقوق ادا کرنا بھی امانت میں شامل ہے۔

اسی طرح تمام امانتوں کے بارے میں حکم ہے کہ انہیں ان کے حقداروں کو من و عن پہنچا دیا جائے۔ امانتوں میں ہر لحاظ سے عدل و انصاف کے تقاضوں کو پیش نظر رکھنا ہی دیانت داری ہے۔ امانت کا حق تبھی ادا ہوتا ہے جب ہم کسی کا حق اس کو جوں کا توں لوٹا دیں۔

اگر کسی نجی معاملے میں مشورہ کیا جائے تو اس کو صحیح اور بہترین مشورہ دینا بھی امانت ہے۔ اگر کبیر ملازمت کی جا رہی ہے تو اپنا کام قواعد و ضوابط کے تحت وقت کی پابندی کے ساتھ مکمل کرنا بھی امانت میں شامل ہے۔ ہمیں چاہیے کہ لوگوں کے مابین معاملات کا فیصلہ کرتے وقت عدل و انصاف سے کام لیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔“

ہم یہاں ایک اہم بات کی طرف آپ کی توجہ دلاتے ہیں کہ کسی کی بات کو راز رکھنا بھی امانت ہے لیکر اگر اس سے کسی کے ناحق قتل ہونے کا خطرہ ہو۔

○ کسی کے ناحق قتل ہونے کا خطرہ ہو۔

○ یا کسی کا مال ناجائز طور پر ضائع ہو جانے کا ڈر ہو تو ایسی صورت میں راز افشا کرنا کوئی خیانت نہیں ہے بلکہ یہ کارِ ثواب ہے۔

(20) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولٰٓئِى الْاَمْرِ مِنْكُمْۚ فَاِنْ تَنٰزَعْتُمْ فِىْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلٰى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○ (النساء: 59)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔ اور اگر کم بات میں اختلاف ہو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی بہت بہتر ہے۔“

تشریح: اس آیت میں اہل ایمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ:

○ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔

○ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو۔

○ اولوالامر کی اطاعت کرو۔

اولوالامر سے مراد ہے باختیار افراد۔ ایک گھر میں گھر کا سربراہ، ایک ادارے میں ادارے کا سربراہ، ایک قوم میں قوم کا سربراہ اور ملک میں ملک کا سربراہ اولوالامر کہلاتا ہے۔

البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور اولوالامر کی اطاعت میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہر حال میں ضروری ہے جب کہ اولوالامر کی اطاعت اسی حالت میں ضروری ہے جس

اور اس کے رسول کی نافرمانی ہوتی تو اولوالامر کا کہا ماننا جائز نہیں ہے اسی لیے آیت کے اگلے حصے میں کہا گیا ہے کہ اگر اولوالامر کے ساتھ تمہارا اختلاف ہو جائے تو فیصلے کا اختیار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پاس ہے اور وہ فیصلہ کریں گے سب کو قبول کرنا چاہیے۔ اس بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد بہت واضح ہے کہ:

”جس بات میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو اس میں مخلوق میں سے کسی کی بات ماننا جائز نہیں۔“

## 5.1 خود آزمائی نمبر 3

- سوال نمبر 1۔ مختصر سوالات کے جوابات دیں۔
- 1- قرآن کو تھانے سے مسلمان قوم پر کیا اثر پڑے گا۔
  - 2- لوگوں سے بات کرنے کے حوالے سے قرآنی حکم کیا ہے؟
  - 3- کسی کو برائی کرتے دیکھ کر نہ روکنا کیسا ہے؟
  - 4- اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا کون ہے؟
  - 5- حضور اکرم ﷺ نے سب سے افضل شخص کون سا بتایا ہے؟
  - 6- شراب اور جو اکیسے کام ہیں؟
  - 7- پانسہ بازی اور جو اکیسے کام ہیں؟
  - 8- قرآن حکیم میں گواہی کے بارے میں کس صورت میں ذکر ہے؟
  - 9- سورۃ البقرہ کی کس آیت میں گواہی چھپانے سے منع کیا گیا ہے؟
  - 10- گواہی جھانے والے کو کیسا قرار دیا گیا ہے؟

- 12- عہد کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟
- 13- مشرق و مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لینا کیوں کافی نہیں ہے؟
- 14- گواہی دیتے وقت گول مول انداز سے کیوں منع فرمایا گیا ہے؟
- 15- انصاف پر قائم رہنے اور اللہ تعالیٰ کے لیے سچی گواہی دینے سے متعلق آیت تحریر کریں۔
- 16- ترجمہ کریں: رَبِّ ارْحَمْنَاهُمَا كَمَا رَبِّينِي صَغِيرًا
- 17- بہترین معاشی اصول کیا ہے؟
- 18- حضور اکرم ﷺ نے میانہ روی کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟
- 19- ناپ تول کے بارے میں قرآنی آیت مع ترجمہ تحریر کریں۔
- 20- کس نبی کی قوم کو ناپ تول میں کمی کرنے پر عذاب کا سامنا کرنا پڑا تھا؟
- 21- سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 36 کا ترجمہ تحریر کریں۔
- 22- زمین پر چلنے کے بارے میں قرآنی ہدایت کیا ہے؟

سوال نمبر 2 قرآنی آیات کا ترجمہ کریں۔

- (i) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ
- (ii) وَاتَّقُوا اللَّهَ اِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ
- (iii) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فٰسِقٌ بِّنَا فَتَّبِعُوْۤا
- (4) وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا

## 6- جوابات

ود آزمائی نمبر 1

وال نمبر 1 صحیح جوابات کا انتخاب کریں۔

- |       |           |      |       |
|-------|-----------|------|-------|
| (i)   | 23 سال    | (ii) | محفوظ |
| (iii) | قرآن حکیم | (iv) | حالات |
| (v)   | 87        | (vi) | 25    |

وال نمبر 2 (i) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ

(ii) اردو ترجمہ ”یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔“

(iii) عربی آیت اِنِّ عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقُرْآنُهُ

(iv) قرآن حکیم

(v) الف عورتوں کے حقوق مقرر کیے

ب) والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی۔

(viii) اجڑے گھر

(vii) وضو

(vi) کفر

وال نمبر 3 مختصر جوابات

- 1- قرآن حکیم۔
- 2- تمام الہامی کتابوں۔
- 3- جو قوانین قرآن حکیم میں ہیں ان کی پابندی کرتے ہیں۔
- 4- لیلۃ القدر۔
- 5- ”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا“
- 6- موقع اور ضروریات کے مطابق کبھی دو چار آیات کبھی ایک دو رکوع اور کبھی پوری پوری سورت۔
- 7- ایک ہی وقت میں۔
- 8- ترجمہ: ”بس اس طرح طے ہوا کہ ہم تھوڑا تھوڑا کر کے اتاریں تاکہ اس کے ساتھ ہم آپ ﷺ کے دل کو مضبوط رکھیں اور ٹھہر ٹھہر کر اس کی تلاوت کریں۔“
- 9- آپ ﷺ کے دل کو حوصلہ ملتا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد میرے ساتھ ہے اور میرا ہر کام اس کی نظر میں ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کے اعتماد اور حوصلے میں اضافہ ہوتا۔
- 10- بِلِسَانِ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ

- 2- حجۃ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں۔
- 3- پوری انسانیت کو۔
- 4- عبادات، معاملات، اخلاق، تہذیب و تمدن اور حکومتوں کے بڑے بڑے مسائل۔
- 5- دس نیکیاں۔
- 6- تعوذ۔
- 7- آہستہ آہستہ ترتیل سے۔
- 8- ”تم اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو“۔ (مشکوٰۃ)
- 9- جب تک دل لگا رہے۔
- 10- کم از کم تین دن رات۔

## خود آزمائی نمبر 2

سوال نمبر 1

- |             |               |
|-------------|---------------|
| 1- طَبِيراً | 2- كَعَصَفٍ   |
| 3- رَبُّ    | 4- طَعَامٍ    |
| 5- هُوَ     | 6- عَبَدْتُمْ |
| 7- كَانَ    | 8- حَبْلٌ     |

سوال نمبر 2 سورتیں زبانی یاد کریں اور کسی کو سنا کر تسلی کریں۔

سوال نمبر 3

- |    |                |     |          |
|----|----------------|-----|----------|
| 1- | حد کرنے لگے    | 2-  | دوسے     |
| 3- | پھونکنے والیوں | 4-  | بیٹا     |
| 5- | ہلاک ہو        | 6-  | تبیح     |
| 7- | دین            | 8-  | کوڑ      |
| 9- | عاریتاً        | 10- | امن بخشا |

سوال نمبر 4 مختصر جوابات تحریر کریں۔

- 1- مکی ہے اور کل پانچ آیات ہیں۔
- 2- وہ شخص جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے، فقیر کو کھانا کھلانے کی تلقین نہیں کرتا، نماز سے غافل رہتا ہے جو ریاکاری کرتے ہیں۔
- 3- اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔
- 4- مدنی ہے۔
- 5- مدنی ہے اور اس میں چھ آیتیں ہیں۔
- 6- انہیں نماز میں پڑھنے یا امام سے سننے میں مطلب سمجھ میں آئے گا اور نماز میں توجہ اور ارادہ بننے کی بجائے تلاوت پر رہے گی۔

## آزمائی نمبر 3

نمبر 1- مختصر سوالات کے جوابات دیں۔

- 1- مسلمان قوم ایک مضبوط اور باوقار قوم کی صورت میں سامنے آئے گی اور تاباں قائم رہے گی
- 2- ”اور لوگوں سے نیک بات کیا کرو“
- 3- یہ بھی گناہ ہے۔
- 4- جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔
- 5- متقی اور پرہیزگار۔
- 6- ناپاک کام اور شیطانی اعمال ہیں۔
- 7- آپس میں لڑائی جھگڑا اور نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔
- 8- سورۃ البقرہ۔
- 9- البقرہ 283۔
- 10- دل کا گنہگار۔
- 11- جو اللہ قیامت اور فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لائے اور مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں رشتہ داروں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرے۔
- 12- عہدوں کو پورا کرو۔
- 13- بلکہ خلوص دل سے ایمان لانے اور عمل کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

15- سورة النساء۔

16- ”اے پروردگار! جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا تو بھی ان پر رحمت فرما۔“

17- خرچ اور لینے دینے میں اعتدال کا راستہ اپنانا۔

18- ”جس نے میانہ روی اختیار کی محتاج نہیں ہوگا۔“

19- بنی اسرائیل 35۔

20- حضرت شعیب علیہ السلام۔

21- ”اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے ضرور پوچھ گچھ ہوگی۔“

22- ولا تمش فی الارض مرحا۔

سوال نمبر 2 قرآنی آیات کا ترجمہ تحریر کریں۔

1- ”مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“

2- ”اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔“

3- ”اے ایمان والو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔“

4- ”اور عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد کی پوچھ ہوگی۔“

5- ”اور جس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی۔“



یونٹ نمبر 2

# حدیثِ نبوی ﷺ

ڈاکٹر حافظ محمد یونس

منزہ خانم

اسٹنٹ پروفیسر

تحریر:

نظر ثانی:

# فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
63	یونٹ کا تعارف	○
64	یونٹ کے مقاصد	○
65	حدیث رسول ﷺ	1
67	1.1 حدیث کا مفہوم	
67	1.2 سنت کا مفہوم	
68	1.3 خود آزمائی نمبر 1	
69	2 اسلام میں حدیث کی اہمیت و حیثیت	
71	2.1 خود آزمائی نمبر 2	
73	3 حدیث کی جمع و تدوین	
74	3.1 حدیث عہد رسول ﷺ میں	
75	3.2 حدیث کی مشہور کتابیں	
77	3.3 خود آزمائی نمبر 3	
79	4 منتخب احادیث	

## یونٹ کا تعارف

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر اور رسل حضرت محمد ﷺ پر اتاری اور آپ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ لوگوں کو قرآن پاک پڑھائیں، اس پر عمل کر کے دکھائیں ان کو بھی اس پر عمل کرنے کے طریقے بتائیں۔ قرآن کی اس تشریح، تفسیر اور اس پر عمل کرنے کے نبوی طریقہ حدیث کہتے ہیں۔

قرآن کریم کو بنیادی قانون کی حیثیت حاصل ہے اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال کا نام۔ لہذا ایک عظیم الشان پیغمبر ﷺ اور اہم ترین ہادی و راہنما کے پیغام کو سمجھنے کے لیے آپ ﷺ کی حیات طیبہ حکیمانہ تعلیمات پر نظر ہونا بے حد ضروری ہے۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرمانبرداری اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کی تلقین کی ہے۔ حدیث کے بغیر ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرمانبرداری نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: 7)

”جو چیز رسول خدا تم کو دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

”اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت اور سیدھی راہ پاؤ گے۔“

اس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے کلام یعنی حدیث کی شرعی حیثیت واضح کر دی ہے۔ اس یونٹ میں آپ حدیث و سنت کی تشریح، حدیث کی اہمیت و حیثیت، حدیث کی تدوین، حدیث عہد رسول میں، حدیث کی مشہور کتابیں، روایت حدیث، روایت حدیث میں شرائط اور حدیث کی اقسام کے بارے میں بھی پڑھیں گے۔ اس طرح حدیث و سنت کا ایک اجمالی خاکہ آپ کے ذہن نشین ہو جائے گا اور اس بارے میں نئی معلومات حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ آخر میں بیس منتخب احادیث بھی ترجمہ اور مختصر تشریح کے ساتھ دی گئی ہیں جن سے آپ کے علم میں اضافہ ہوگا اور آپ ان پر عمل کر کے دین و دنیا کی کامیابی حاصل کر سکیں گے۔

## یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ آپ:

- 1- حدیث اور سنت کی وضاحت کر سکیں اور ان کی الگ الگ حیثیت کا تعین کر سکیں۔
- 2- حدیث کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈال سکیں۔
- 3- تدوین حدیث کی کوششوں کو بیان کر سکیں۔
- 4- روایت حدیث کا مفہوم بیان کر سکیں اور روایت حدیث میں شرائط کی وضاحت کر سکیں۔
- 5- حدیث کی مشہور اقسام کی وضاحت کر سکیں۔
- 6- حدیث کی مشہور کتب کے نام گنوا سکیں۔
- 7- بیس منتخب احادیث نبوی ﷺ کا متن یاد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا ترجمہ اور تشریح بھی کر سکیں اور ان سے

# 1- حدیث رسول ﷺ

قرآن حکیم نے ہمیں بار بار نماز پڑھنے کی تاکید کی ہے لیکن ہم کتنی نمازیں پڑھیں؟ کس کس وقت پڑھیں؟ ہر نماز میں کتنی رکعات ہوں؟ نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہو؟ نمازوں میں کیا پڑھا جائے؟ یہ سب باتیں قرآن حکیم نے تفصیل سے نہیں بتائیں بلکہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری پر چھوڑ دی کہ آپ ﷺ لوگوں کو ایک ایک بات زبانی سمجھائیں۔ اس پر عمل کر کے دکھائیں اور پھر لوگوں کو بھی عملی طور پر سکھادیں تاکہ ہر بات واضح ہو جائے۔

عموماً یہی صورت قرآن کے دوسرے احکام کی ہے قرآن حکیم میں اجمالی طور پر کوئی حکم بیان کیا گیا ہے اور اس کی تشریح اور تفسیر رسول اکرم ﷺ نے کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حدیث نبوی ﷺ اور آپ ﷺ کے اقوال کے بغیر قرآن کا مطلب سمجھنا دشوار ہے۔ اگر حضور ﷺ قرآن مجید کی تشریح و تفسیر نہ فرماتے تو ہمیں شرعی احکام پر عمل کرنے میں قدم قدم پر دقت پیش آتی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء: 80)

”جو رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے“

﴿وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: 7)

”اور رسول جو کچھ تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔“

(1) اس سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے اقوال و ارشادات اگر حجت نہ ہوتے تو پھر قرآن حکیم میں نبی ﷺ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے کا حکم بھی نہ ہوتا، بلکہ صرف کتاب اللہ پر ایمان لانا کافی ہوتا۔ اس لیے ایمان لانا اس چیز پر واجب ہوتا ہے جو پکی دلیل ہو، ورنہ جو شے دلیل نہیں بن سکتی، اس پر ایمان لانا بے فائدہ ہے۔

(2) آپ ﷺ کی بات ماننے کی بھی اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے، کیونکہ وہ بات اللہ کی عطا کی ہوئی ہے۔

(3) صحابہ کرام ﷺ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے اقوال و افعال کی پیروی ضروری ہے۔ بعض صحابہ کرام ﷺ تو آپ کے احکام پر عمل کرنے کے اس حد تک پابند تھے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی اپنے لیے ضروری سمجھتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور ارشادات کی اطاعت ضروری ہے۔

## ہم نکات

1- قرآن کریم میں عقائد، اخلاق، عبادات و معاملات اور ارکان اسلام کا ذکر ہے ان کی

وضاحت جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمائی، اس لیے حضور ﷺ کی اطاعت ضروری ہے۔

2- حضور ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کی

ہر بات مانو، جو حکم فرمائیں مانو اور جس بات سے منع کر دیں تو باز آ جاؤ۔

## 1.1 حدیث کا مفہوم

حدیث کے معنی ”بات“ کے ہیں۔ لیکن عام طور پر جب ہم حدیث یا حدیث نبوی ﷺ کا لفظ بولتے ہیں تو اس میں تین چیزیں شامل ہوتی ہیں:

(1) حضور نبی کریم ﷺ کی باتیں ”گفتگو کلام“۔

(2) آپ ﷺ نے جو جو کام کیے۔

(3) آپ ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا گیا اور آپ ﷺ اس پر خاموش رہے۔

حدیث کی جمع احادیث ہے، جو شخص علم حدیث کا ماہر ہو اسے ”محدث“ کہتے ہیں۔

(1) رسول کریم ﷺ کی ”بات چیت“، ”کام“، ”اور کسی چیز کو ہوتے ہوئے دیکھ کر“ ”پسند کرنا“ یا ”خاموش رہنا“ حدیث کہلاتا ہے۔

(2) حدیث بیان کرنے والے کو ”محدث“ کہتے ہیں۔

## 1.2 سنت کا مفہوم

سنت کا لغوی معنی طریقہ، راستہ اور طرز عمل ہے، مگر اسلامی اصطلاح میں سنت سے مراد آنحضرت ﷺ کا لریقہ ہے۔ ہر وہ کام جو رسول اللہ ﷺ نے کیا یا کرنے کا حکم دیا، سنت کہلاتا ہے۔

عام طور پر حدیث اور سنت میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔ اگر آپ فرق کرنا چاہیں تو حضور اکرم ﷺ کی گفتگو کو حدیث اور آپ ﷺ کے عمل کو سنت کہیں گے۔ رسول کریم ﷺ کی گفتگو کو حدیث اور عمل کو سنت کہتے ہیں

### 1.3 خود آزمائی نمبر.....1

- 1- حدیث کا معنی کیا ہے؟
- 2- محدث کسے کہتے ہیں؟
- 3- حدیث میں کون کون سی تین چیزیں شامل ہیں؟
- 4- حدیث اور سنت کی الگ الگ تعریف کریں۔
- 5- خالی جگہ پر کریں۔  
(ا) من یطع ..... فقد اطاع اللہ  
(ب) ما آتاکم ..... فخذوه  
6- خالی جگہ پر کریں۔  
(الف) عبادات کا دار و مدار اطاعت ..... ہے  
(ب) دین کتاب اللہ اور ..... کا نام ہے۔  
(ج) حدیث نبوی ﷺ کے بغیر ..... کا مطلب سمجھنا ناممکن ہے۔  
(د) جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے وہ ..... کی اطاعت کرتا ہے۔

## 2- اسلام میں حدیث کی اہمیت و حیثیت

قرآن کریم میں ہماری زندگی کے بارے میں ہر طرح کی راہنمائی موجود ہے۔ لیکن اس میں بنیادی اصول و قوانین اور ضابطے بیان کیے گئے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جن پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا، صرف آپ ﷺ ان کو سب سے بڑھ کر جانتے تھے اور آپ ﷺ نے ان کی خوب وضاحت فرمادی۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے:

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (احل: 44)

”ہم نے آپ ﷺ کی طرف یہ ذکر (قرآن حکیم) نازل کیا ہے تاکہ آپ ﷺ لوگوں کو کھول کر بیان کریں، اس کو جو اُن کی طرف نازل کیا گیا۔“

ذکر سے مراد قرآن کریم ہے جو پہلی اُمتوں کے حالات اور شریعتوں کی حفاظت کرنے والا، پہلے نبیوں کے علوم کو جمع کرنے والا، ہمیشہ کے لیے اللہ کے احکام اور دین و دنیا کی کامیابی کے طریقوں کو سمجھانے والا اور غفلت میں پڑے لوگوں کو بیدار کرنے والا ہے۔ پہلے رسولوں کی طرح آپ ﷺ پر بھی کتاب نازل کی گئی ہے۔ آپ ﷺ کا کام مضامین کو کھول کر بیان کرنا ہے تاکہ لوگ اسے سمجھ سکیں اور اس پر عمل کریں۔

قرآن میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، جہاد، اللہ کے دشمنوں سے صلح و جنگ کے بارے میں قوانین موجود ہیں۔ ان سب کی حقیقت جناب نبی اکرم ﷺ کی حدیث و سنت اور آپ ﷺ کے اقوال و افعال اور اعمال

1- قرآن مجید میں ہے:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾ (البقرہ: 43)  
”اور نماز قائم کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور جھکنے والوں کے ساتھ نماز میں جھکو، یعنی نماز  
باجامعت پڑھا کرو۔“

قرآن مجید نے یہ تفصیل بیان نہیں کی کہ کس طرح نماز قائم کرو، کتنی رکعتیں ادا کرو، کن  
اوقات میں ادا کرو ان میں کیا پڑھو، یہ پوری تفصیل ہمیں احادیث نبوی ﷺ سے معلوم  
ہوئی۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي ))

”اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“

2- زکوٰۃ کے بارے میں بھی قرآن مجید میں وضاحت نہیں ہے کہ کتنی زکوٰۃ دو، کن چیزوں پر زکوٰۃ ہے  
کن پر نہیں، کون لوگ زکوٰۃ دیں اور کس طرح دیں اور کن لوگوں کو دیں۔

3- حج کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن حج کے عمل کی وضاحت حضور اکرم ﷺ کے افعال اور ارشادات ہی  
سے معلوم ہوتی ہے۔

4- ماں، باپ، بہن بھائی کے کیا حقوق ہیں، عزیزوں اور پڑوسیوں کی کیا ذمہ داریاں اور حقوق ہیں  
اچھائی اور برائی کی تمیز ان تمام باتوں کی وضاحت اور تفصیلات سے حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں  
آگاہ فرمایا۔ ان کی حقیقت ہمیں حدیث اور سنت ہی کے ذریعے معلوم ہو سکتی ہے۔

## اہم نکات

- 1- قرآن کریم میں راہنمائی کے اصول، قوانین اور ضابطے بیان کیے گئے ہیں جن کی وضاحت صرف رسول اکرم ﷺ ہی فرما سکتے تھے جن پر قرآن کریم نازل ہوا ہے۔
- 2- قرآن کریم پہلی امتوں کے حالات اور ان کی شریعتوں کی حفاظت کرنے والا اللہ تعالیٰ کے احکا اور دین و دنیا کی کامیابی کے طریقوں کو یاد دلانے والا ہے۔ اس کے ذریعے حضور اکرم ﷺ پوری انسانیت کو بیدار کیا۔
- 3- عقائد، عبادات، اخلاق، معاملات سب کی تشریح اور وضاحت رسول کریم ﷺ کی حدیث اور سند سے ہوتی ہے۔

## 2.1 خود آزمائی نمبر 2

- 1- قرآن کریم میں کس طرح کی راہنمائی موجود ہے؟
- 2- قرآن کریم کن پر نازل ہوا؟
- 3- قرآن کریم کو سب سے زیادہ بہتر کون جانتا تھا؟
- 4- قرآن کریم کے مضامین کھول کر بیان کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟
- 5- قرآن کریم کے مضامین کی حقیقت کس سے معلوم ہوئی؟
- 6- کن کاموں میں نبی آخر الزمان کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے؟
- 7- خالی جگہ پر کرس

(ب) وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا.....

(ج) صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي.....

(د) وَارْكَعُوا مَعَ.....

8- خالی جگہ پر کریں۔

(الف) یادداشت سے مراد..... ہے۔

(ب) نماز قائم کرو اور..... دیا کرو۔

(د) اسلامی عبادات کی حقیقت..... کے بغیر واضح نہیں ہو سکتی۔

### 3- حدیث کی جمع و تدوین

رسول اللہ ﷺ کو اپنی سنت یعنی اپنے اعمال اور ارشادات کی حفاظت کا خاص طور پر بڑا خیال تھا کیونکہ کے ذریعے حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات دوسروں تک پہنچ سکتی تھیں۔ آپ نے کئی موقعوں پر نصیحت فرمائی کہ: ”جو یہاں حاضر ہیں وہ میری بتائی ہوئی تعلیمات اور میری سنت کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں“

حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ دُعا فرمائی:

”اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد رکھی اور اسے دوسرے لوگوں تک پہنچایا۔“

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس شخص نے میری امت کے بگڑنے کے وقت میری سنت کو اپنا راہنما بنایا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔“

1- رسول اللہ ﷺ کو اپنی سنت کی حفاظت کا بڑا خیال تھا۔

2- آپ ﷺ نے فرمایا جو یہاں موجود ہیں وہ میری سنت کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں موجود

حضور اکرم ﷺ کے سمجھانے کا انداز نہایت عمدہ اور مؤثر تھا۔ آپ ﷺ ہر بات کو تین تین بار دہراتے تاکہ سننے والا اچھی طرح یاد رکھ سکے۔ چنانچہ صحابہ کرام ﷺ نے حضور اکرم ﷺ سے جو کچھ سیکھا اسے بعد والے لوگوں تک پہنچایا اور انہوں نے اپنے بعد آنے والے لوگوں کو سکھایا۔ یہاں تک کہ یہ قیمتی ذخیرہ ہم تک پہنچا۔

حضور اکرم ﷺ کی سنت کا قیمتی ذخیرہ ہم تک صحابہ کرام ﷺ کے ذریعے پہنچا۔

### 3.1 حدیث - عہدِ رسول ﷺ میں

حضور نبی کریم ﷺ نے بعض احادیث خود لکھ کر بعض صحابہ کرام ﷺ کو دیں اور بعض صحابہ کرام ﷺ اپنی ذاتی یادداشت کے لیے حدیثیں لکھ لیتے تھے مثلاً:

- 1- ابوشاہ ﷺ صحابی کی درخواست پر حضور اکرم ﷺ نے ایک حدیث لکھ کر انہیں دینے کی ہدایت فرمائی۔
- 2- بعض ضروری احکام پر مشتمل ایک مختصر رسالہ حضور اکرم ﷺ کے حکم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا کیا گیا۔
- 3- حضرت رافع بن خدیج ﷺ کو حضور اکرم ﷺ نے تمام احادیث لکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔
- 4- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷺ کو بھی آپ ﷺ نے اپنی تمام حدیثوں کے لکھنے کی اجازت دی تھی۔
- 5- رسول اللہ ﷺ نے کئی تاریخی دستاویزات لکھوائیں جن کا احادیث میں ذکر آتا ہے۔
- 6- حضور اکرم ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر صلح کی شرائط لکھوا کر قریبی سردار سہیل بن عمرو کو دی تھیں اور اس کی ایک نقل اپنے پاس رکھی تھی۔

7- ۱۰۰ کے ہود سے جو معاملہ ہوا تھا، اسے لکھوا کر خیرہ کے ہود لوان کو ایک صحابی کے قتل کر کے روخا،

- 8- رسول اللہ ﷺ نے مختلف حکمرانوں اور بادشاہوں کو خطوط لکھ کر اسلام کی دعوت دی تھی اور ان پر اپنی بھی لگائی تھی۔
- 9- رسول کریم ﷺ نے اپنے وصال سے کچھ عرصہ پہلے ”کتاب الصدقة“ کے نام سے زکوٰۃ کے مسائل کرا ایک جگہ جمع کرادیئے تھے تاکہ ماتحت حکام کو ارسال کیے جائیں۔
- 10- حضور ﷺ نے حدیثوں کی ایک تفصیلی کتاب حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی معرفت اہل یمن کو لکھوا کر بھیجی تھی جس میں بہت سے شرعی مسائل و احکام درج تھے۔

## اہم نکات

- 1- حضور اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں بعض احادیث خود لکھوا کر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیں۔
- 2- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حضور اکرم ﷺ کی اجازت سے احادیث لکھیں۔
- 3- حضور اکرم ﷺ کی بہت سی تحریروں کا ذکر تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

## 3.2 حدیث کی مشہور کتابیں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین نے رسول اکرم ﷺ کی احادیث پر مشتمل چھوٹی بڑی کتابیں تیار کیں۔ جن بنیاد پر آگے چل کر مشہور کتابیں لکھی گئیں۔ ان میں چھ کتابیں بہت مشہور ہوئیں۔ ان کو ”صحاح ستہ“ کہا ہے۔ یہ چھ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

### 1- صحیح بخاری

امام بخاری محمد بن اسماعیل نے 14 برس میں ترتیب دی ہے۔ اس میں 3450 باب ہیں۔ اس

## 2- صحیح مسلم

حدیثوں کا یہ مجموعہ امام مسلم بن حجاج قشیری نے ترتیب دیا ہے۔ اس میں مکرر حدیثوں سمیت کل احادیث کی تعداد 7275 ہے۔ امام مسلم نے 261 ھ میں نیشاپور میں وفات پائی۔

## 3- سنن ابی داؤد

یہ کتاب امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث نے تالیف کی۔ اس کتاب میں 4800 صحیح حدیثیں درج ہیں۔ اس کتاب میں اصول علم، احکام فقہ اور سنت نبوی ﷺ کا اہم جزو شامل ہے۔ امام ابو داؤد نے 275 ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

## 4- جامع ترمذی

اس کتاب کو امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نے ترتیب دیا ہے۔ آپ ترکستان کے شہر ”ترمذ“ میں 200 ھ میں پیدا ہوئے۔ ترتیب اور تہذیب کے لحاظ سے یہ کتاب بہت اہم ہے۔ اس میں 3956 صحیح احادیث ہیں۔ امام ترمذی نے 279 ھ میں وفات پائی۔

## 5- سنن نسائی

اس کتاب کے مؤلف امام نسائی ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب ہیں۔ آپ 215 ھ میں خراسان کے شہر ”نسا“ میں پیدا ہوئے۔ اس کتاب میں عبادات اور احکام کی حدیثوں کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ اس میں کل 5761 احادیث ہیں۔ امام نسائی نے 303 ھ میں 88 سال کی عمر میں وفات پائی۔

## 6- سنن ابن ماجہ

اس کتاب کو امام ابن ماجہ ابو عبد اللہ بن یزید قزوینی نے تالیف کیا۔ آپ ایران کے شہر ”قزوین“ میں 209ھ میں پیدا ہوئے اور 275ھ میں وفات پائی۔ اس کتاب میں 4000 حدیثیں ہیں۔

- 1- حدیث کی چھ مشہور کتب ”صحاح ستہ“ کہلاتی ہیں۔
- 2- صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کتب حدیث ہیں۔

## مشغلہ

صحاح ستہ کی ایک فہرست تیار کریں اور بتائیں کہ وہ کن کن کی تالیف ہیں، ان لوگوں کے مختصر کوائف اور علمی ذوق پر ضروری معلومات فراہم کریں۔ نیز ان کتابوں کی علمی افادیت واضح کریں۔

## 3.3 خود آزمائی نمبر 3

- 1- حضور اکرم ﷺ نے اپنی سنت کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے کیا ہدایت فرمائی تھی؟
- 2- حضور اکرم ﷺ کے سمجھانے کا انداز کیا تھا؟
- 3- حضور اکرم ﷺ کی سنت کا قیمتی ذخیرہ کن کے ذریعے ہم تک پہنچا؟
- 4- حضور ﷺ کے حکم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو مختصر سالہ لکھ کر دیا گیا اس میں کیا تھا؟
- 5- خیبر کے یہودیوں کو جو تم رب بھیجی گئی اس میں کما لکھا تھا؟

رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو ایک تفصیلی کتاب بھجوائی تھی، اس میں کیا درج تھا؟

صحاح ستہ میں کون کون سی کتابیں شامل ہیں؟

امام بخاریؒ کا پورا نام کیا تھا؟

- صحیح مسلم میں احادیث کی کل تعداد کتنی ہے؟

- سنن ابی داؤد کی احادیث میں کون سے اہم جز شامل ہیں؟

- سنن نسائی میں کس قسم کی احادیث کو اہمیت دی گئی ہے؟

- خالی جگہ پر کریں۔

(الف) رسول اکرم ﷺ کو اپنی..... کی حفاظت کا بڑا خیال تھا۔

(ب) آپ ﷺ ہر بات کو..... بار دہراتے تھے۔

(ج) صحیح بخاری میں حدیثوں کی مجموعی تعداد..... ہے۔

- مکمل کریں۔

(الف) جس شخص نے میری امت کو بگڑنے کے وقت میری سنت کو اپنا راہنما بنایا اس کو.....

شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

(ب) جو یہاں حاضر ہیں وہ میری..... کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں۔

## 4- منتخب احادیث

قرآن مجید کی حیثیت بنیادی ہے اور اس کی وضاحت اور تفہیم کے لیے احادیث مبارکہ سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: 7)

”جو چیز رسول اللہ ﷺ تم کو دے دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔“

یہاں ہم آپ کے مطالعے کے لیے بیس (20) منتخب احادیث ترجمہ و تشریح کے ساتھ دے رہے ہیں۔ انہیں بغور پڑھنے سے جہاں آپ کو اس کتاب کو سمجھنے میں مدد ملے گی وہاں آپ کو اپنے اعمال کی اصلاح اور معاشرے کے بہتر اور باعمل مسلمان بننے میں مدد ملے گی۔

1- ((قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِمَّ))

ترجمہ: ”کہو میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر ثابت قدم رہ۔“

تشریح:

اس حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان زبان سے اقرار کا نام نہیں ہے بلکہ اس یقین کو کہا جاتا ہے جو انسان کے رگ و ریشے میں بس جاتا ہے اور اس کا ہر عمل اس ایمان کو تقویت

اس طرح پختہ ہو کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کے قدم اکھاڑ نہ سکے۔ ثابت قدمی، ایمان کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ پختہ یقین والا ہی اللہ کے فضل و کرم کا حق دار ہے۔ کیونکہ اس نے ہر سخت مشکل وقت میں بھی ہمت نہیں چھوڑی اور دین و دنیا کی آزمائشوں اور مصیبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

2- ((مَنْ نَفَسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ الدُّنْيَا نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ))

”جس شخص نے ایک مومن کی دنیاوی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کو دور کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کو دور کرے گا۔“

ترجمہ:

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے انسانی ہمدردی اور حسن سلوک کا بہترین انداز میں سبق دیا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ یہ رشتہ بھائی چارے کا ہے۔ اس رشتے کے تعلق سے انسانی ہمدردی کے اظہار کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کی تکلیفوں، پریشانیوں، غموں اور رنج و مشقت کو دور کرنے کی کوشش کرے اور ہر وقت دوسروں کی ہمدردی کا خیال رکھے۔ اس لیے کہ اس کا بدلہ دنیا و آخرت دونوں میں انسان کو ملے گا۔ آخرت جہاں ہر شخص پریشانی کے عالم میں ہو گا اللہ تعالیٰ اس کی تکلیفوں اور رنج و مشقت کو اس طرح دور کرے گا کہ وہ خوش ہو جائے گا۔

3- ((الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ))

ترجمہ ”اچھی اور میٹھی بات بھی ایک صدقہ ہے۔“

تشریح:

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی کے ساتھ اچھی بات شیریں انداز میں کرنا، اس کے دل کی خوشی کا باعث ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کسی بندے کے دل کو خوش کرنا بلاشبہ بڑی نیکی ہے۔ یہ نیکی کی ایک ایسی قسم ہے جس پر بندہ اجر کا حقدار ہوتا ہے۔

4- ((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ))

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے۔

تشریح:

لعنت کے معنی ہیں ”اللہ کی رحمت سے دُور ہونا“ یعنی رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور لینے والے کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دُعا کی ہے کہ وہ اس کو اپنی رحمت سے دور اور رحم کی نگاہ سے محروم رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی پر بھی لعنت بھیجی جو رشوت کے لین دین میں معاون بنتا ہے۔ رشوت سے ظالم کی حوصلہ افزائی اور مظلوم کی رسوائی ہوتی ہے اور عدل و انصاف قائم نہیں رہ سکتا۔

5- ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِجَارِهِ أَوْ لَا خِيَةَ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

ترجمہ: ”کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے ہمسائے یا بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“

تشریح:

اس حدیث میں ہمسائے اور مومن بھائی کی خیر خواہی اور ان کے حقوق کی نگہداشت کی تلقین کی گئی ہے

معاشرے میں خیر خواہی اور خیر سگالی کے جذبات پیدا کیے جائیں اور دوسروں کی آسائشوں اور سہولتوں کو بھی مد نظر رکھا جائے۔ ان جذبات اور احساسات کو دین میں شامل کیا گیا ہے اور ایمان کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔

6- ((لَا يَقُمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنَ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ))

ترجمہ: ”کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس جگہ سے نہ اٹھائے کہ پھر وہ خود وہاں بیٹھ جائے۔“

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں مجلسی آداب سکھاتے ہوئے فرمایا کہ جب کوئی شخص مسجد میں یا کسی محفل میں بیٹھے تو بعد میں آنے والے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ پہلے آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھ جائے اگر کوئی آدمی اپنی جگہ سے اٹھ کر پانی پینے یا کسی اور ضرورت سے چلا گیا ہے تو اس کی جگہ پر بیٹھنے کا حقدار وہی ہے کسی اور کو اس کی جگہ پر بیٹھنا نہیں چاہیے بلکہ جب کوئی آدمی مسجد یا مجلس میں آ جائے تو بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے والوں کے لیے جگہ کھلی کر دیں اور کھل کر بیٹھیں تاکہ اور آنے والے بھی بیٹھ سکیں۔

7- ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ كُلَّ بَيْمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ

يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ))

ترجمہ: ”جب تم میں سے کوئی شخص کچھ کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب کچھ پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔“

تشریح:

روایات کو اپناتا ہے اس لیے کھانے پینے کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کرنا اسلامی روایات کے بالکل خلاف ہے۔ ہر قوم اور ملت کی اپنی تہذیبی اور ثقافتی روایات ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اسلامی روایات اور دستور زندگی کو اپنائیں اور غیر اسلامی ثقافت اور روایات سے بچنے کی کوشش کریں اور شیطان جو کہ انسان کا کھلا دشمن ہے اس کی مخالفت کریں۔

8- ((اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اِثْنَانِ دُونَ الْاِخْرِ))

ترجمہ: ”جب تم تین ہو تو ایک کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔“

تشریح:

اس حدیث میں جناب نبی اکرم ﷺ نے مجلس کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا کہ:

”اگر تین آدمی ہوں اور دو آدمی آپس میں سرگوشی کرنے لگیں اور تیسرے کو الگ تھلگ رکھیں تو وہ تیسرا اس بات کو برا محسوس کرے گا۔ اس کے ذہن میں باتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ وہ سمجھے گا کہ ان دو کو مجھ پر اعتماد نہیں۔ اس لیے انہوں نے مجھے الگ کر دیا ہے یا وہ دل میں کہے گا کہ کہیں یہ دونوں میرے خلاف کوئی سازش تو نہیں کر رہے ہیں۔“

9- ((يَسْلَمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ))

ترجمہ: ”چھوٹا بڑے کو سلام کہے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے لوگ بہتوں کو سلام کریں۔“

تشریح:

”اس حدیث میں حضرت رسول اکرم ﷺ نے میل میلاب کے آداب سکھائے ہیں کہ چھوٹا بڑے کو

حق ہے کہ چھوٹے اسے ”السلام علیکم“ کہیں۔ حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت کی خاطر اکثر اوقات بچوں کو خود پہلے سلام کہتے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کہے اور سوار پیدل چلنے والے کو سلام کہے۔ اس میں بھی یہ حکمت ہے کہ پیدل چلنے والا سوار، غرور و تکبر کا شکار نہ ہو جائے۔

10- ((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))

ترجمہ: ”علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔“

تشریح:

اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے علم کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ علم مومن کی میراث ہے، اس کو حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اس میں مرد اور عورتیں بھی شامل ہیں۔ علم سے مراد کسی چیز کا جاننا اور پہچاننا ہے۔ زندگی میں نفع دینے اور نقصان پہنچانے والی چیزوں میں فرق صرف علم ہی سے ہو سکتا ہے۔ علم ہی نیکی و بدی، جزا اور سزا وغیرہ میں امتیاز پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ علم کے بغیر ہم اللہ کو بھی نہیں پہچان سکتے۔ سب سے پہلی وحی میں علم ہی کا ذکر ہے۔ اس لیے علم اور حکمت جہاں سے بھی ملے، انہیں حاصل کیا جائے۔

11- ((لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ))

ترجمہ: ”جس شخص میں امانت نہیں وہ ایمان دار نہیں۔“

تشریح:

اس حدیث میں جناب نبی کریم ﷺ نے ایک ایسی صفت کا ذکر فرمایا ہے کہ جس کے بغیر ایمان میں خلل

عزیزوں اور رشتہ داروں وغیرہ کا حق ہو، عام مسلمانوں کا ہو یا عام انسانوں کا۔ دوستوں کا ہو خواہ دشمنوں کا، انسانوں کا ہو چاہے جانوروں کا۔ ایمان اور امانت دونوں کی اصل ایک ہے۔ مومن کو لازمی طور پر امانت دار ہونا چاہیے کیونکہ لین دین کے معاملات میں جو اخلاقی جوہر بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے وہ امانت اور دیانت داری ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے معاملات اور کاروبار میں ایمان دار ہو۔

## 12- ((لَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ))

ترجمہ: ”جس شخص میں عہد کی پابندی نہیں، اس میں دین نہیں۔“

ترجمہ:

اس حدیث میں ایک ایسی خوبی کا ذکر کیا گیا ہے کہ جس پر ہمارے دینی اور دنیاوی معاملات کا دار و مدار ہے۔ یہ خوبی عہد کی پابندی ہے۔

لوگ عام طور پر عہد کے معنی صرف قول و قرار کے لیتے ہیں، لیکن اسلام کی نظر میں اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں مذہب، اخلاق، معاشرت اور معاملات کی وہ تمام صورتیں شامل ہیں جن کی پابندی انسان پر شرعی، عقلی، قانونی اور اخلاقی طور پر فرض ہے اور ان کو نبھانا اور پورا کرنا ایک سچے انسان کی نشانی ہے۔

حدیث کا واضح مفہوم یہ ہے کہ جب عہد میں تمام باتیں شامل ہیں تو پھر اس کی پابندی نہ کرنا بے دینی ہے۔ اس شخص کا کوئی دین مذہب نہیں ہے جس کو وعدے کا پاس نہیں ہے۔

## 13- ((الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ))

ترجمہ: ”حیا ایمان ہی کی ایک شاخ ہے۔“

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے حیا پر زیادہ زور دیا ہے۔ حیا دراصل انسانی طبیعت کی اس کیفیت کا نام ہے کہ ہر ناپسندیدہ اور نامناسب عمل سے نفرت ہو اور اس پر عمل سے دکھ اور شرمساری ہو۔ شرم و حیا کو انسان کی سیرت سازی میں بہت زیادہ دخل ہے۔ یہی وہ خوبی ہے جو آدمی کو بہت سے برے کاموں اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ حیا اور ایمان میں ایک گہرا تعلق ہے۔ اگر کسی شخص میں سے ایک خوبی کو اٹھالیا جائے تو دوسری بھی اُٹھ جائے گی اس لیے یا تو یہ دونوں خوبیاں ہوں گی یا دونوں نہ ہوں گی۔

14- ((إِنَّ الصِّدْقَ يُنْجِي وَالْكَذِبَ يُهْلِكُ))

ترجمہ: ”سچ آدمی کو نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے۔“

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سچائی کو لازم پکڑ لو اور ہمیشہ سچ بولو کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جب ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچائی کو اختیار کر لیتا ہے تو وہ سچ بولنے والوں میں شمار ہونے لگتا ہے اور وہ نجات پا جاتا ہے۔

جھوٹ آدمی کو ہلاک کر دیتا ہے اس لیے جھوٹ سے بچو۔ کیونکہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو برائی کے راستے پر ڈال دیتی ہے اور برائی اس کو دوزخ تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جب جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے اور جھوٹ کو اختیار کر لیتا ہے تو انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔

## 15- ((اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ))

ترجمہ: ”آپس میں سلام پھیلاؤ۔“

تشریح:

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے سے محبت کریں اور محبت سے پیش آئیں۔ یہ ان کے ایمان اور اسلام کا مطالبہ ہے اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ ان کے آپس میں سلام کرنے کا رواج ہو جائے اس لیے فرمایا کہ آپس میں ”السلام علیکم“ کو رواج دو۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ہر اس شخص کو سلام کہو جس کو جانتے ہو یا جس کو نہیں جانتے ہو۔

سلام کے معنی ”رحمت“ کے ہیں۔ جب کوئی آدمی یہ محبت کا کلمہ کسی سے کہتا ہے تو گویا اس سے کہتا ہے کہ بھائی تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہر طرح کی آفتوں اور مصیبتوں سے بچائے اور وہ بھی اس کے جواب میں خیر و برکت کی دُعا دیتا ہے۔ یہ کلمہ کہنے کے ساتھ اس بات کا اعلان بھی ہوتا ہے کہ تم میری طرف سے اپنی جان اور آبرو کے بارے میں مطمئن رہو۔ میری طرف سے لڑائی جھگڑا، مال کا چھیننا اور بے عزتی کا خطرہ محسوس نہ کرو۔ اور دوسرا شخص بھی یہی اعلان کرتا ہے تو وہ ہر طرح محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس لیے حکم ہوتا ہے ”السلام علیکم“ کہہ کر خود اپنے آپ کو بھی اور دوسروں کو بھی مطمئن کرو۔

## 16- ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ))

ترجمہ: ”تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور اس کی تعلیم دے۔“

شرح:

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں تم میں سے بہترین مسلمان وہ ہے جو قرآنی علوم سے اپنے دل و دماغ کو روشن کرتے ہیں اور قرآن کی تعلیم اور تدریس میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے اور دنیا و آخرت دونوں میں اس کی رحمت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ قرآن ہے۔ کیونکہ اس قرآن کا ایک سرا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرابندوں کے ہاتھوں میں ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تم قرآن کو مضبوطی سے پکڑ لو گے اور اس سے راہنمائی حاصل کرو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

17- ((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا))

ترجمہ: ”مسلمانوں میں زیادہ کامل ایمان اُس کا ہے جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں۔“

شرح:

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کے کامل ہونے کا دار و مدار حسن اخلاق پر ہے۔ اس لیے جس کے اخلاق جتنے اچھے ہوں گے اسی لحاظ سے اس کا ایمان بھی کامل ہوگا۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس شخص کا ایمان جتنا کامل ہوگا اسی نسبت سے اس کے اخلاق بلند ہوں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی شخص کو ایمان کی نعمت تو حاصل ہو لیکن اس کے اخلاق اچھے نہ ہوں۔ کیونکہ ایمان اور اخلاق میں ایسی نسبت ہے کہ جس کا ایمان کامل ہوگا اس کے اخلاق لازمی طور پر بہت اچھے ہوں گے اس لیے کہ ہر عمل اور ہر نیکی کے لیے ایمان کو یا روح کی حیثیت رکھتا ہے۔

18- ((ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمَكُم مِّنْ فِي السَّمَاءِ))

ترجمہ: ”زمین پر بسنے والی اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر تم رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔“

تشریح:

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے زمین میں بسنے والی اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق پر رحم کرنے کی ہدایت فرمائی ہے جس میں انسانوں کے تمام طبقوں کے علاوہ جانور بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان ہی بندوں پر ہوگی جن کے دلوں میں رحمت کا جذبہ ہو اور جن کے دل سخت اور رحمت کے جذبہ سے بالکل خالی ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق نہیں ہیں۔

19- ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ))

ترجمہ: ”چغل خور آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث شریف میں ایک ایسے سنگین جرم اور عظیم گناہ (چغل خوری) سے بچنے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے جس کی وجہ سے آدمی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ یہ ایک ایسی گندی اور شیطانی عادت ہے جو آدمی کو جنت میں جانے سے رکاوٹ بنے گی۔ چغل خور پورے معاشرے کی بربادی اور تباہی کا سبب بنتا ہے وہ چغلیاں کھا کھا کر دوستوں میں پھوٹ ڈلواتا اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بدنام اور پریشان کرتا ہے اور لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔

چونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اس لیے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل نہیں کرے گا، ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کسی کو معاف کر کے یا اس کے جرم کی سزا دے کر اس کو پاک کر دے تو اس کے

بعد داخل ہو سکے گا۔

## 20- (( مَنِ احْتَكِرَ فَهُوَ خَاطِئٌ ))

ترجمہ: ”جس شخص نے ضرورت کی چیز روک لی تو وہ گنہگار ہے“

شرح:

احتکار کا معنی ہے ضرورت کی چیزوں کو روک لینا اور بازار میں نہ لانا اور قیمتوں کے خوب بڑھنے کا انتظار کرنا جب قیمتیں خوب چڑھ جائیں تو مال کو باہر نکالنا اور خوب پیسہ کمانا۔ یہ ذہنیت ایسے تاجروں کی ہوتی ہے جنہیں خدا کا خوف اور مخلوق خدا کا احساس بالکل نہیں ہوتا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس رجحان سے روکا کیونکہ ایسا کرنے سے آدمی سنگدل اور بے رحم ہو جاتا ہے جب کہ اسلام بنی نوع انسان کے لیے رحمت اور شفقت کا معاملہ کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ:

”جو شخص ضرورت کی چیز کو وقت پر بازار میں لاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ہے لیکن جو شخص مہنگا ہونے کی خاطر روک لیتا ہے وہ لعنت کا مستحق ہے کیونکہ اسے چیزیں سستی اور نرخ کم ہونے سے غم ہوتا ہے اور جب قیمتیں چڑھ جاتی ہیں تو وہ خوش ہوتا ہے۔“

## 4.1 خود آزمائی نمبر 4

- رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ایک حدیث کس کو لکھ کر دی گئی؟

- حضور اکرم ﷺ ہر بات کو تین تین بار کیوں دہراتے تھے؟

- سنن النسائی کن کی تالیف ہے؟

سنن النسائی کن کی تالیف ہے؟

- 5 امام مسلم کا پورا نام کیا تھا؟  
 -6 صحیح بخاری کتنے سال میں مکمل ہوئی؟  
 -7 امام بخاری نے کہاں وفات پائی؟  
 -8 امام ابو داؤد کا پورا نام کیا ہے؟  
 -9 امام نسائی نے کتنی عمر پائی؟  
 -10 مکمل کریں۔

(الف) قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ.....

(ب) اَلْكَلِمَةُ..... صَدَقَةٌ.....

(ج) يُسَلِّمُ..... عَلَى الْكَبِيرِ.....

(د) طَلَبُ الْعِلْمِ..... عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ.....

(هـ) لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا..... لَهُ.....

(و) اَلْحَيَاءُ..... مِنَ الْاِيْمَانِ.....

-11 خالی جگہ پر کریں۔

(الف) سچ آدمی کو نجات دیتا ہے اور..... ہلاک کر دیتا ہے۔

(ب) آپس میں..... پھیلاؤ

(ج)..... جنت میں داخل نہیں ہوگا

(د) پیدل چلنے والا..... کو سلام کرے۔

## 5- جوابات

### زمانی نمبر 1

- 1- بات یا کام۔
- 2- علم حدیث کا ماہر۔
- 3- گفتگو، کام، اور وہ کام جو سامنے کیا گیا اور آپ ﷺ خاموش رہے۔
- 4- گفتگو کو حدیث اور عمل کو سنت کہیں گے۔
- 5- (الف) الرسول (ب) الرسول
- 6- (الف) رسول ﷺ (ب) سنت
- (ج) قرآن (د) اللہ

### زمانی نمبر 2

- 1- ہر قسم کی
- 2- محمد رسول اللہ ﷺ
- 3- نبی اکرم ﷺ
- 4- تاکہ لوگ غور و فکر کریں

- 7- (الف) الذکر (ب) الزکوۃ  
(ج) اصلی (د) الراکعین
- 8- (الف) قرآن مجید (ب) زکوۃ  
(ج) سنت اور حدیث

### خود آزمائی نمبر 3

- 1- جو یہاں حاضر ہیں وہ ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔
- 2- ہر بات کو تین تین بار دہراتے تھے۔
- 3- صحابہ کرام ؓ کے ذریعے سے۔
- 4- بعض ضروری احکام۔
- 5- صحابی کے قتل کرنے پر خون بہا ادا کرنا۔
- 6- کتاب الصدقة۔
- 7- شرعی مسائل اور احکام۔
- 8- بخاری، مسلم، ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، ابن ماجہ۔
- 9- محمد بن اسماعیل البخاری۔
- 10- 7275 احادیث۔
- 11- اصول علم، احکام فقہ اور سنت نبوی ﷺ۔
- 12- علم الایمان

(ج) 9082

14- (الف) سو (ب) سنت

## آزمائی نمبر 4

1- ابو شاہ۔

2- تاکہ لوگ اچھی طرح سمجھ جائیں۔

3- امام عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی۔

4- چار ہزار۔

5- مسلم بن حجاج قشیری۔

6- 16 سال۔

7- بخارا میں۔

8- ابو داؤد سلیمان بن اشعث بختانی۔

9- 88 سال۔

10- (الف) استقم (ب) الطیبة

(ج) الصغیر (د) فريضة

(ه) امانة (و) شعبة

11- (الف) جموت (ب) سلام

(ج) حفا (د) عیش

یونٹ نمبر 3

# اسلامی عقائد

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی

منزہ خانم

اسٹنڈرڈ بکس

تحریر:

نظر ثانی:

# فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
○	یونٹ کا تعارف	98
○	یونٹ کے مقاصد	99
1	اسلامی عقائد	100
1.1	ایمان اور عقیدہ	100
1.2	عقائد	100
2	توحید	102
2.1	اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان	102
2.2	شرک اور اس کی اقسام	106

110	خود آزمائی نمبر 1	3
111	آخرت پر ایمان	4
112	4.1 عقیدہ آخرت کی اہمیت	
112	4.2 عقیدہ آخرت برائی سے روکتا ہے	
113	4.3 عقیدہ آخرت نیکی کی ترغیب دیتا ہے	
113	4.4 آخرت کی زندگی کے دو مرحلے	
116	رسالت و نبوت پر ایمان	5
119	کتابوں پر ایمان	6
120	6.1 قرآن حکیم کی خصوصیات	
122	فرشتوں پر ایمان	7
123	خود آزمائی نمبر 2	8
124	جوابات	9
124	9.1 خود آزمائی نمبر 1	
125		

# یونٹ کا تعارف

انسانی اعمال کا دار و مدار اس کی سوچ اور ارادے پر ہے۔ سوچ جب بہت پختہ ہو تو اسے عقیدہ کہتے ہیں۔  
عقیدہ کیا ہوتا ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو روئے زمین پر بھیجا تو اسے یونہی تاریکی میں بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑ دیا بلکہ یہ  
ایا کہ تمہارے پاس میری طرف سے گاہے بگاہے ہدایت آتی رہے گی چنانچہ انسان کو بنیادی ہدایات ہر دور میں  
قی رہیں۔ یوں بھی ہدایت کا ایک سرچشمہ انسان کی اپنی فکر بھی ہے۔ انسان کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ اللہ کو نہ  
نے اور پھر کائنات کے تمام سوالوں کے جواب دے سکے۔ قدم قدم پر ایسے سوالات سامنے آتے ہیں جن کا  
یک بنیادی جواب ہے اور وہ ہے اللہ پر ایمان۔

اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت سے انسان کی رہنمائی کرتا ہے اور اسے بتاتا ہے کہ یہ زندگی جو تم اس وقت  
نیا میں گزار رہے ہو درحقیقت تمہارے لیے امتحان کی زندگی ہے، اس زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اگر تم اس  
ہمت کو بہتر طرح استعمال کر سکتے تو اس سے دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں اور اگر تم نے اس کی  
ذر نہ کی اور اسے ضائع کر دیا، تم نے اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی ہدایات پر کان نہ دھرا تو ہمیشہ کی ناکامی تمہارا

بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ رسول اور نبی بھیجتا رہا جو اللہ تعالیٰ کے ان احکام کو جو اس نے اپنی مقدس کتاب میں نازل کیے عملی طور پر لوگوں کو سمجھاتے رہے اور وہ سب کام کر کے دکھاتے رہے جو بغیر ہنمائی کے سمجھ نہیں آتے۔

یہ وہ بنیادی عقائد ہیں جن پر ایمان کا دار و مدار ہے اس یونٹ میں انہیں عقائد کے بارے میں آپ پڑھیں گے۔

## یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ آپ:

- 1- عقیدے کا مفہوم بیان کر سکیں۔
- 2- توحید کا مطلب، عقیدہ توحید کی اہمیت، شرک کی اقسام اور عقیدہ توحید کے اثرات پر سیر حاصل تبصرہ کر سکیں۔
- 3- عقیدہ آخرت کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈال سکیں۔
- 4- نبوت اور رسالت کا مفہوم بتا سکیں، رسولوں کی بعثت کے مقصد، الہامی کتابوں کی ضرورت اور قرآن حکیم کی خصوصیات و مضمون قلم بند کر سکیں۔

# 1- اسلامی عقائد

## 1.1 ایمان اور عقیدہ

جو ہدایات اور احکام اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ کی طرف سے لائے ہیں ان پر دل سے یقین کرنے اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے۔

عقیدہ کا لفظ عقد سے بنا ہے اس کے معنی ہیں گرہ دینا۔ جب کسی چیز کا یقین دل میں اس طرح بیٹھ جائے جیسے گرہ لگ جاتی ہے یعنی یقین بہت پختہ اور مضبوط ہو تو اسے عقیدہ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعے سے انسانوں کو جو ہدایات اور احکام دیئے ہیں وہ دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جن کا تعلق ایسی چیزوں سے ہے جنہیں ہم ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، قیامت اور آخرت، فرشتوں پر یقین۔ ان کو عقائد کہتے ہیں۔ دوسرے وہ احکام جن کا تعلق ہمارے اعمال سے ہے جیسے نماز، روزہ، خرید و فروخت اور نکاح و طلاق وغیرہ کے احکام ان کو اعمال کہا جاتا ہے۔ مگر ایمان لانے اور یقین کرنے کے اعتبار سے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا ضروری ہے اسی طرح پانچ نمازوں کو فرض ماننا بھی ضروری ہے۔

## 1.2 عقائد

عقائد عام طور پر چار حصوں میں تقسیم کیے جاتے ہیں: 1. عقائد الہیہ 2. عقائد انبیائیہ 3. عقائد فرشتہ گانہ 4. عقائد قیامت و آخرت۔

انبیاء پر نازل کی اور وحی کی تکمیل خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی پر ہوگی۔ اب آپ ﷺ کے بعد قیامت تک وحی کا نزول نہیں ہو سکتا۔ وحی کے ذریعے ہمیں عالم غیب کے جن حقائق کا علم ہوا وہ یہ ہیں:

- 1- اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات۔
- 2- آخرت ..... قبر کی زندگی سے لے کر قیامت اور جنت و جہنم کے فیصلے تک
- 3- ملائکہ۔
- 4- اللہ تعالیٰ کی کتابیں۔
- 5- اللہ تعالیٰ کے رسول۔

ان سب باتوں پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ یہی پانچ بنیادی عقائد ہیں جن کا ماننا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے۔ قرآن حکیم نے بار بار ان پانچ چیزوں پر یقین رکھنے کی تاکید کی ہے۔

﴿وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّنَ﴾

(البقرہ: 177)

”لیکن نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتب پر اور انبیاء پر“۔

اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک چیز پر بھی ایمان نہ لائے یا ان کا انکار کرے تو وہ مسلمان نہیں رہے گا۔

﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكِتَابِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَامًا

بَعِيدًا﴾ (النساء: 136)

## 2- توحید

### 2.1 اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان

اللہ تعالیٰ کی ذات کا اقرار انسان کے ذہن میں اس طرح موجود ہے کہ شاید ہی کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ ذات کا انکار کیا ہوگا جو لوگ اکاؤ کا خدا کے منکر ہوئے ہیں ان کے ذہن کے بھی کسی نہ کسی گوشے میں خدا کا تقہ موجود ہوتا ہے اور وقت آنے پر اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔

مکے کے کافر بھی یہ مانتے تھے کہ بڑے بڑے کام اللہ تعالیٰ نے خود کیے ہیں مثلاً زمین و آسمان اس نے بنائے، سورج، چاند اور ستارے اس نے بنائے، بارش وہ برساتا ہے، زندگی اور موت اس کے ہاتھ میں ہے، الٰہ کائنات کو پیدا کرنے کے بعد اس کا نظام چلانے کا کام اس نے فرشتوں، کچھ نیک لوگوں اور دیوتوں کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ سوچ کر لوگ خدا کو چھوڑ کر انہی کی عبادت کرنے اور ان کو راضی کرنے میں مصروف ہو گئے اس طرح شرک کی گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ قرآن حکیم نے اس خیال کی سختی سے تردید کی ہے اور بتایا ہے کائنات پیدا بھی اسی نے کی ہے اور اس کا سارا نظم و نسق بھی وہی چلاتا ہے۔ اس میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔

آیت الکرسی ہم میں سے ہر ایک کو یاد ہوتی ہے۔ آئیے اسے ایک بار پھر دہراتے ہیں اور اس کے تر پر غور کرتے ہیں جس سے ہمیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں کیا عقیدہ دیا ہے۔

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ (البقرہ: 255)

”اللہ تعالیٰ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ زندہ ہے اور ساری کائنات کو تھامے ہوئے ہے۔ اس کو نہ تو اذگھ آتی ہے اور نہ نیند اسی کا ہے وہ سب کچھ جو زمین و آسمان میں ہے، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور سفارش کر سکے۔ وہ ان کی اگلی پچھلی ہر بات سے واقف ہے، لوگ اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے، ہاں جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے۔ آسمانوں اور زمین کی حفاظت اسے عاجز نہیں کرتی، اس کی ذات بہت بلند ہے بے پناہ عظمت والی۔

توحید کا یہی تصور سورۃ اخلاص میں ذہن نشین کرایا گیا ہے۔

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ

لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

”کہہ دو اللہ اکیلا ہے، وہ بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں، اس کی کوئی اولاد نہیں، نہ

قرآن حکیم نے بار بار اور مختلف انداز میں توحید کے اس تصور کو ذہن نشین کرایا۔ عام طور پر انسان نفع اصل کرنے اور نقصان سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے واسطوں اور وسیلوں کی طرف دیکھنے لگتا ہے۔ قرآن حکیم نے انسانی ذہن کی اس الجھن کو صاف کر دیا۔

﴿ مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكُ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ ﴾ (الفاطر: 2)

”اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا دروازہ لوگوں کے لیے کھول دے تو اسے کوئی بند نہیں کر سکتا اور اگر وہ بند کر دے تو اسے کوئی کھول نہیں سکتا۔“

اگر توحید کا یہ تصور پختہ ہو جائے تو انسان کی زبان بے اختیار پکار اٹھتی ہے۔

﴿ اَيَّاكَ نَعْبُدُ وَاَيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾

”اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں“

قرآن اور حدیث میں اللہ تعالیٰ کے کئی نام گنوائے گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ قرآن مجید نے کہا ہے کہ اللہ کے بہت سے خوبصورت نام ہیں، ان ناموں سے اللہ تعالیٰ کو پکارو۔ ذیل میں چند ایک نام یے جاتے ہیں جن سے اس شک کو دور کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں کسی کے ذہن میں پیدا ہو سکتا ہے۔

الاحد، الواحد	اکیلّا، ایک
الرحمن، الرحيم	بے حد مہربان، نہایت رحم کرنے والا
الرحمن، الرحيم	بے حد مہربان، نہایت رحم کرنے والا

الخالق	پیدا کرنے والا
البارئ	پیدا کرنے کے بعد اس میں خوبصورتی پیدا کرنے والا
المعز	عزت دینے والا
المذل	ذلیل کرنے والا
السمیع	ہر بات سننے والا
البصیر	ہر چیز دیکھنے والا
الصمد	جو سب سے بے نیاز ہو اور ہر کوئی اس کا محتاج ہو، جس کے پاس ساری ضروریات پیش کی جائیں، جس پر پورا اعتماد اور بھروسہ کیا جائے۔
القادر	ہر چیز پر قدرت رکھنے والا
النافع	نفع دینے والا
الضار	نقصان پہنچانے کی قدرت رکھنے والا
الحی	ہمیشہ زندہ رہنے والا
القیوم	ساری کائنات کو تھامنے والا
السلام	ہر عیب اور نقص سے پاک

اگر اللہ تعالیٰ کے ان خوبصورت ناموں کے معانی کو ذہن نشین کر لیا جائے تو توحید کا تصور اچھی طرح دل

## 2.2 شرک اور اس کی اقسام

قدیم ترین زمانے سے لے کر آج تک تمام مشرک اقوام ایک بڑے قادر و خالق کو مانتی رہی ہیں مگر اس کے ساتھ ہی وہ لوگ یہ بھی سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کاموں کی تکمیل کے لیے کچھ فرشتوں اور نیک لوگوں کو شریک کر لیا ہے۔ مخلوق میں سے کچھ چیزوں کے بارے میں یہ تصور پیدا ہو گیا کہ ان میں بھی نفع و نقصان کی قدرت موجود ہے۔ کچھ لوگ ایسے طاقتور یا مقرب ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو تبدیل کر دے سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی بات ماننے کا پابند ہے۔ کہیں یہ سمجھا جاتا ہے کہ جس طرح کسی بڑی شخصیت سے بات کرنے اور اپنی درخواست پیش کرنے کے لیے ماتحت عملے کا ذریعہ اختیار کرنا پڑتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی عرض پیش کرنے کے لیے واسطوں اور وسیلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

شرک کی یہی قسمیں رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت رائج تھیں اور آج بھی مشرک قوموں میں ان کا رواج ہے۔ قرآن حکیم نے ان تمام صورتوں کا بار بار مختلف انداز سے ذکر کر کے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات کسی کو نہیں دیئے۔ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کسی کو نہ نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے سامنے کسی کی سفارش نہیں کر سکتا اور اس کے دربار میں حاضری کے لیے کسی واسطے اور وسیلے کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص براہ راست اللہ تعالیٰ سے گفتگو کر سکتا ہے۔ براہ راست اپنی درخواست پیش کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کہہ سکتا ہے:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

”ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔“

جب مکہ معظمہ کے مشرکین اپنے بزرگوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرتے جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ

﴿ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى ﴾ (الزمر: 3)

”ہم ان کی پوجا اس لیے کرتے ہیں کہ یہ نیک لوگ ہم کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے۔“

قرآن حکیم نے اس کو بھی شرک قرار دیا ہے۔ آج کچھ لوگ اس طرح کے کاموں کے بارے میں جواب دیتے ہیں۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ مسلمان قرآن سے، رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے، اور دین و اولیاء کرام کی تعلیمات سے دُور ہٹ گئے ہیں اور انہوں نے اپنے جاہلانہ خیالات کو ہی دین سمجھ لیا۔ قرآن حکیم نے شرک کو عظیم ظلم قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ شرک ایسا گناہ ہے جس کی مغفرت نہیں۔

﴿ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴾ (لقمان)

”شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

﴿ إِنْ اللَّهُ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونُ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ﴾

(النساء: 116)

”اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ ہر گناہ معاف کر دے گا۔“

## 2.3 عقیدہ توحید کے اثرات

توحید کامل کے معانی یہ ہیں کہ انسان خدا کے سوا کسی قوت کو کارساز اور حاجت روا نہ مانے اور کس باتھ میں اپنا نفع اور نقصان نہ سمجھے۔ اس تصور سے انسان ہر قسم کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ توحید درجہ انسانی شرف اور عظمت کا سنگ بنیاد ہے۔ توحید کا عقیدہ یہ واضح کرتا ہے کہ دنیا کی ساری مخلوق کا خالق و ایک ذات واحد ہے۔ اس کے سامنے ساری مخلوق اور دنیا کی تمام طاقتیں بالکل عاجز ہیں۔ زندگی اور صحت اور بیماری، نفع و نقصان سب اسی کے اختیار میں ہے، اس میں کسی مخلوق کو کوئی دخل نہیں۔ اس کے حصہ

شرک کا بڑا سبب بعض برگزیدہ ہستیوں کی عقیدت میں حد سے تجاوز کرنا اور ان میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھنا اور بعض خدائی اختیارات کا حامل قرار دینا ہے۔ قرآن حکیم نے خاص طور پر پیغمبروں کے مقام اور ب کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے تاکہ کسی کو اس بارے میں کوئی شبہ نہ رہے۔ قرآن حکیم نے جا بجا تمام اور بالخصوص رسول اکرم ﷺ کے ذکر کے ساتھ آپ کی عبدیت اور بندگی کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔

قرآن حکیم نے بتایا کہ:

- 1- پیغمبروں نے اپنی امتوں کو بتایا کہ وہ بھی ان کی طرح انسان ہیں۔ (ابراہیم: 11)
- 2- رسول اکرم ﷺ نے بھی لوگوں کو بتایا کہ میں بھی تمہاری طرح کا انسان ہوں البتہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ (الکہف: 110)

توحید کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو عزت و شرف کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ت روا کار ساز اور نفع و نقصان کا مالک نہیں تو انسان قدرتی طور پر ہر غلامی سے آزاد ہو گیا، کسی کا بندہ اور نہیں رہا۔ قرآن حکیم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عزت اور برتری عطا فرمائی خشکی اور تری کی تمام اس کے تابع کر دیں۔ سورج، چاند، ستارے، زمین و آسمان اس کے کام میں لگا دیئے اور کائنات کی تمام ن کو جن کی وہ نا سمجھی سے پوجا کرتا رہا تھا، اس کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ عقیدہ توحید نے انسانوں رنگ و نسل، زبان اور وطن، حسب و نسب، ادنیٰ اور اعلیٰ طبقوں کی بنیاد پر تقسیم ختم کر کے تمام انسانوں کو برابر کر سب انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ایک اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ مخلوق ہونے میں کسی کو کسی پر برتری نہیں، ہاں اگر کوئی شخص برتری حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے تقویٰ اختیار کرے، اللہ تعالیٰ کو راضی ے، اس کے احکام پر زیادہ سے زیادہ عمل کرے تو دوسرے لوگوں پر برتری حاصل کر لے گا۔

عقیدہ توحید نے خدا اور بندے کے درمیان سے واسطے اور وسیلے ختم کر دیئے۔ دوسرے مذاہب میں تعالیٰ تک پہنچنے اس کا قرب حاصل کرنے اور نجات و مغفرت کے لیے انسانی وسیلوں کی ضرورت تھی۔ ان کے کوئی انسان خدا تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور ان کی سفارش کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی تھی حتیٰ کہ مذہبی رسوم اور عباد ادا کرنے کے لیے بھی مخصوص مذہبی طبقے کی ضرورت ہوتی تھی۔ دین اسلام میں اس طرح کے واسطے اور ضروری نہیں ہیں نہ کسی کو مغفرت اور نجات کا اختیار ہے نہ کسی کو سفارش اور شفاعت کا۔ مذہبی رسوم ادا کرنے کے لیے کسی مخصوص طبقے کی ضرورت نہیں۔ انسانوں اور خدا کے درمیان صرف نبی کا واسطہ ہے اور یہ وسیلہ اس ضروری ہے کہ نبی پر وحی نازل ہوتی ہے، اسی لیے نبی کا اتباع فرض ہے اور نجات کے لیے اسوۂ رسول پر عمل ہونا ضروری ہے۔ جہاں تک سفارش کی بات ہے تو انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت اور مشیت سفارش فرمائیں گے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ﴾ (یونس: 3)

”اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔“

نجات اور مغفرت صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

﴿وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (آل عمران: 135)

اللہ تعالیٰ کے سوا کون گناہ معاف کر سکتا ہے۔“

عقیدہ توحید کا ایک اثر یہ ہے کہ ہر شخص خود ہی اپنے اعمال کا ذمہ دار اور جواب دہ ہوتا ہے۔ کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، نجات کا دار و مدار ایمان اور اعمال صالحہ پر ہے۔ قرآن حکیم میں بار بار آتا ہے ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے جس نے اچھے اعمال کیے اس کا فائدہ اسی کو ہے جس نے گناہ کیے ان نقصان اسی کو ہے۔

﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ (الانعام: 164)

”کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“

## - خود آزمائی نمبر 1

عقیدہ کا لفظی معنی کیا ہے؟

عقائد کن چیزوں پر ایمان لانے کو کہتے ہیں؟

عقائد میں کتنی چیزیں شامل ہیں؟

آیت الکرسی زبانی یاد کریں۔

سورۃ اخلاص میں کتنی آیات ہیں؟

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کا ترجمہ لکھیں

آپ کسی کتاب میں اللہ تعالیٰ کے جو صفاتی نام ہیں ان میں سے کوئی سے پانچ نام لکھیں۔

ترجمہ کریں۔

(الف) ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

(ب) ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾

اللہ تعالیٰ کے دربار میں کون سفارش کر سکے گا؟

- اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والا کون ہے؟

- ترجمہ کریں۔

(الف) ﴿وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ﴾

## 4- آخرت پر ایمان

عقیدہ توحید کے بعد دوسری اہم چیز جس پر ہر مسلمان کو ایمان لانا اور اس پر پختہ یقین رکھنا ضروری ہے وہ عقیدہ آخرت ہے۔ آخری کا معنی ہے بعد میں آنے والی چیز۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا ہے، دنیا کے معنی ہیں قریب والی چیز۔ جو ہماری موجودہ زندگی ہے یہ قریب ہے۔ اس وقت ہم اس میں سے گزر رہے ہیں اس لیے اس کو دنیا کہتے ہیں اور جو اس زندگی کے بعد آنے والی زندگی ہے اس کو آخرت۔

دنیا اور آخرت کی زندگیوں میں فرق یہ ہے کہ یہ چند روزہ ہے اور وہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے۔ دوسرے یہاں عمل ہے حساب کتاب نہیں ہے وہاں حساب کتاب ہوگا، عمل نہیں۔ ہماری دنیا کی زندگی امتحان کی تیاری کا عرصہ ہے۔ آپ خود طالب علم ہیں اس لیے آپ جانتے ہیں کہ جو طالب علم امتحان کی تیاری یا پڑھائی کے عرصے میں اپنے وقت کو بہتر طریقے سے استعمال کرتا ہے، اپنی کتاب توجہ سے پڑھتا ہے، اسباق کی تیاری کرتا ہے، امتحان کے لیے سوالات کے جواب یاد کرتا ہے، مشقی اور عملی کام پر پوری توجہ دیتا ہے اسے امتحان کی کوئی فکر نہیں ہوتی بلکہ کسی وجہ سے امتحانات ملتوی یا مؤخر ہو جائیں تو وہ پریشان ہوتا ہے کہ اگر بروقت امتحان ہو گئے ہوتے تو میں اگلی جماعت میں چلا گیا ہوتا۔ یہی مثال ہماری دنیا اور آخرت کی زندگی کی ہے ہماری دنیا کی زندگی آخرت کے امتحان کی تیاری کی مہلت ہے۔ یہاں جو کچھ ہم کاشت کریں گے آخرت میں کاٹ لیں گے۔ جو لوگ اس دنیا میں نیکو کار ہیں وہ خدا تعالیٰ کی ابدی نعمتوں سے نوازے جائیں گے اور جو لوگ اس دنیا میں برے ہیں وہ خدا کے عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿الدُّنْيَا مَزْرَعَةٌ الْآخِرَةُ﴾

”دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔“

## 4.1 عقیدہ آخرت کی اہمیت

قرآن حکیم نے جس طرح عقیدہ توحید کا ذکر بار بار کیا اسی طرح عقیدہ آخرت کے ذکر سے قرآن حکیم کا کوئی صفحہ خالی نہیں ملے گا۔ آدم علیہ السلام سے رسول اکرم ﷺ تک جتنے انبیاء تشریف لائے سب نے عقیدہ توحید اور عقیدہ آخرت پر زور دیا۔ درحقیقت آخرت کے عقیدے کے بغیر دوسرے تمام عقائد اور اعمال بے معنی ہو جاتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ انسان کی صرف اسی دنیا کی زندگی ہو اور اسے اچھے اور برے اعمال کی جزایا سزا کی فکر نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کو کیوں مانے؟ اچھے کام کیوں کرے؟ ظلم اور برائیوں سے کیوں رکے؟ حرام اور حلال کا فرق کیوں کرے؟ دنیا کی زندگی سرے سے بے معنی ہو جاتی ہے انسان اور حیوان میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ رَحِیقَتِ انسان کی انسانیت عقیدہ آخرت سے قائم اور وابستہ ہے۔ آخرت پر ایمان لائے بغیر دین کا کوئی تصور نہیں ہے۔

## 4.2 عقیدہ آخرت برائی سے روکتا ہے

توحید کے بیان میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے وہ عادل اور قادر ہے۔ اس دنیا میں ہم بہت سے کام کرتے ہیں جن کا کسی کو علم نہیں ہوتا، ان میں اچھے کام بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ اچھے کاموں کی ہمیں کوئی جزا اور برائیوں کی کوئی سزا نہیں ملتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔ اس کے علم، اس کی قدرت اور اس کے عدل کا پورا پورا ظہور آخرت میں ہو گا اور وہ ہر چھوٹے بڑے عمل کے بارے میں اس روز فیصلہ فرمائے گا۔ قرآن حکیم میں ہے۔

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾

”جو شخص ذرہ برابر اچھا کام کرے گا تو اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ بھرا برائی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔“

یہی نہیں بلکہ قیامت کے روز انسان کی زبان، اس کے ہاتھ، پاؤں، اس کا بدن اس کے اپنے بارے میں گواہی دیں گے۔ جب یہ عقیدہ راسخ ہو کہ میرا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں اور وہ قادر و عادل ہے۔ یوم جزا کے موقع پر مجھے اس کے سامنے جواب دہی کے لیے حاضر ہونا ہے تو انسان سات پردوں میں چھپ کر بھی گناہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر کبھی بشری تقاضے سے اس سے غلطی سرزد ہو جائے تو جب تک رو رو کر اپنے رب سے معافی نہ مانگ لے اور اسے راضی نہ کر لے اسے چین نہیں آتا۔

### 4.3 عقیدہ آخرت نیکی کی ترغیب دیتا ہے

اسی طرح آخرت کا عقیدہ نیکی پر ابھارتا ہے۔ جس طرح ایک طالب علم کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اگر وہ چند سال دن رات محنت کر کے اعلیٰ تعلیم حاصل کر لے تو اس کے بعد ساری زندگی پھر اس کے لیے عزت، راحت اور سکون ہے۔ اسی طرح عقیدہ آخرت کی بدولت انسان یہ سمجھتا ہے کہ دنیا کی زندگی امتحان گاہ ہے۔ اگر یہ عرصہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گزار لیا جائے تو اس کے بعد ہمیشہ کی زندگی میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی کے حاشیہ خیال میں گذریں۔

### 4.4 آخرت کی زندگی کے دو مرحلے

آخرت کی زندگی کے دو مرحلے ہیں:

1- برزخ کی زندگی

2- جہنم کی زندگی

مرکز دوبارہ جی اٹھنے کے بعد کی زندگی برزخ کی زندگی ہے۔ برزخ کی زندگی آخرت کی منزلوں میں پہلی منزل ہے اگر اس میں نجات ہوگئی تو اگلا مرحلہ آسان ہوگا اور اگر اس میں کامیابی نہ ہوئی تو اگلا مرحلہ اور بھی سخت ہوگا۔

آخرت کی زندگی اس وقت شروع ہوگی جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور تمام لوگ اپنی قبروں سے نکل کر میدانِ حشر میں جمع ہو جائیں گے پھر حساب کتاب ہوگا اور اچھے لوگ جنت میں اور برے دوزخ میں جائیں گے۔

مکہ معظمہ کے مشرکین حیران ہوتے تھے کہ جب ہم مرجائیں گے اور مٹی کے ساتھ مٹی ہو جائیں گے تو دوبارہ کیسے اٹھائے جائیں گے؟ قرآن حکیم نے کہا کہ جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا اس کے لیے دوبارہ اٹھانا کون سا مشکل کام ہے۔ تمہارے سامنے ایک تجربہ ہر سال ہوتا ہے۔ خزاں کے موسم میں زمین مردہ ہو جاتی ہے درخت خشک ہو جاتے ہیں، گھاس سوکھ جاتی ہے، پودے بے جان ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے۔ موسم بہار کا آغاز ہوتا ہے اور تمام چیزوں میں نئے سرے سے زندگی آ جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ کریں گے۔

آخرت کے مناظر جو قرآن حکیم نے بیان کیے ہیں اس قدر ہولناک ہیں کہ انسان کی قوت برداشت جواب دے جاتی ہے۔ اس روز بہن، بھائی، ماں باپ، میاں بیوی، اولاد والدین، قوم قبیلہ سب ایک دوسرے سے لاتعلقی ہوں گے۔ کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ اگر کوئی چیز کام آئے گی تو اپنے اعمال۔ جن میں سے ہر عمل کا حساب دینا ہوگا۔ جو لوگ ایمان والے ہوں گے اور ان کے اعمال اچھے ہوں گے وہ جنت میں جائیں گے۔ جو کافر و مشرک ہوں گے انہیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

اس روز رسول اکرم ﷺ اہل ایمان کی سفارش کریں گے۔ اس سلسلے میں وہ بات ذہن میں رکھنی ضروری

کی طرف سے اجازت ہوگی اس لیے آدمی کو کسی گھمنڈ میں نہیں رہنا چاہیے۔

آخرت پر ایمان کو ہم رسول اکرم ﷺ کی ایک حدیث پر ختم کرتے ہیں:

”آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا، تمہیں پتہ ہے مفلس کون ہے؟ لوگوں نے کہا مفلس وہ ہے جس کے پاس روپے پیسے نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز آئے گا اس کے پاس نمازیں، روزے اور زکوٰۃ سب کچھ ہوگا لیکن اس نے کسی کو گالیاں دی ہوں گی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ اب اس کی نیکیاں ان لوگوں میں تقسیم کر دی جائیں گی۔ جب نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور اس کے ذمے لوگوں کے حقوق باقی ہوں گے تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کے افلاس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

## 5- رسالت و نبوت پر ایمان

یہ تو آپ جان چکے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم ایسے کام کریں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور ایسے کاموں سے بچیں جن سے وہ ناراض ہو۔ لیکن ہمیں یہ پتہ کیسے چلے کہ اللہ تعالیٰ کن کاموں سے راضی ہوتا ہے اور کن سے ناراض۔ اللہ تعالیٰ براہ راست ہم سے بات نہیں کرتا۔ ہم اس سے براہ راست پوچھ نہیں سکتے وہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ آخر کیا کیا جائے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے ہی کچھ افراد منتخب کئے۔ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت اور اپنے احکام بندوں تک پہنچائے۔ ان افراد کو نبی یا رسول کہتے ہیں۔ یوں تو اللہ تعالیٰ جن افراد سے نبوت اور رسالت کا کام لیتا ہے وہ ہمارے جیسے انسان ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی فطرت اور اپنے اخلاق و کردار کے اعتبار سے ہر زمانے کے سارے انسانوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ ان کے مرتبے کو جو چیز سب سے اونچا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسانوں کی ہدایت کے لیے احکام نازل کرتا ہے۔

انسانوں کی ہدایت کا یہ سلسلہ اس وقت شروع ہو گیا تھا جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ میری طرف سے ہدایت آتی رہے گی۔ جو کوئی اس ہدایت پر چلے گا اسے نہ خوف ہوگا اور نہ غم۔

یہاں تھوڑی دیر رک کر غور کریں کہ دنیا میں انسان کے لیے دو ہی پریشانیاں ہیں۔ ایک تو اسے ماضی کے بارے میں غم ہوتا ہے کہ مجھے فلاں، جی، نہ، کیا فلاں، جی، نہ، کھو گیا، دورے اسے مستقبل کے نقصانات کا خوف ہوتا

اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ میری ہدایت پر چلو تو نہ ماضی کا غم نہ مستقبل کا خوف۔

اس کے بعد اللہ نے ہر قوم اور ہر ملک میں رسول بھیجے۔ یہ سلسلہ ہزاروں سال چلتا رہا اور تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ سے زائد انبیاء اور رسول وقتاً فوقتاً لوگوں کی ہدایت کے لیے آئے۔ ان میں سے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ پچیس انبیاء اور رسول ایسے ہیں جن کے نام قرآن حکیم میں آئے ہیں۔ آئیے ہم بھی ان کے نام جان لیں۔

1- حضرت آدم علیہ السلام	2- حضرت نوح علیہ السلام
3- حضرت ادریس علیہ السلام	4- حضرت ایوب علیہ السلام
5- حضرت یونس علیہ السلام	6- حضرت ابراہیم علیہ السلام
7- حضرت اسماعیل علیہ السلام	8- حضرت اسحاق علیہ السلام
9- حضرت یعقوب علیہ السلام	10- حضرت یوسف علیہ السلام
11- حضرت موسیٰ علیہ السلام	12- حضرت ہارون علیہ السلام
13- حضرت یحییٰ علیہ السلام	14- حضرت زکریا علیہ السلام
15- حضرت الیاس علیہ السلام	16- حضرت یسع علیہ السلام
17- حضرت ہود علیہ السلام	18- حضرت صالح علیہ السلام
19- حضرت شعیب علیہ السلام	20- حضرت لوط علیہ السلام
21- حضرت ذوالکفل علیہ السلام	22- حضرت داؤد علیہ السلام
23- حضرت سلیمان علیہ السلام	24- حضرت عزیر علیہ السلام

جب ایسا وقت آ گیا کہ دنیا میں ایک بڑی تبدیلی کا آغاز شروع ہوا اور دنیا سٹ کر ایک دوسرے کے قریب ہو جائے۔ سفر اور مواصلات کے ذرائع، رسل و رسائل کے ذرائع بڑھ جائیں اور ساری دنیا ایک بڑے شہر کی مانند ہو جائے۔ اس تبدیلی کا آغاز ایک آخری پیغمبر کی بعثت سے ہوا جو پوری بنی نوع انسان کے لیے اور قیامت تک کے لیے رسول اور نبی بنا کر بھیجے گئے اور ان پر دین مکمل ہو گیا، اور نبوت ختم ہو گئی، وہ ہیں حضرت محمد ﷺ۔

اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ فرشتوں کو بھی رسول بنا کر بھیج سکتا تھا لیکن نبی اور رسول امت کے لیے نمونہ ہوتے ہیں قرآن حکیم میں ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: 21)

”تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نمونہ ہے۔“

بنی نوع انسان کے لیے نمونہ وہی ہو سکتا ہے جس کی اپنی ضرورتیں انسانوں کی طرح ہوں اور وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق پورا کرے۔ فرشتے انسانوں کے لیے نمونہ نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کو نہ کھانے کی حاجت ہے نہ پہننے کی۔ ان کے والدین ہیں نہ بیوی بچے۔ ان کو روزی کمانے کی ضرورت ہے نہ خوشی اور غم کا احساس۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی تافرمانی کی معجائش ہی نہیں تو وہ کیونکر ہمارے لیے نمونہ بن سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے رسول بنائے تاکہ لوگوں کو بتایا جائے کہ یہ وہ افراد ہیں جن کی تمام ضرورتیں تمہاری طرح ہیں لیکن وہ تمہارے لیے معیار ہدایت اور زندگی گزارنے کا نمونہ ہیں۔

رسالت اور نبوت کے بارے میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ نبوت ایسی چیز نہیں جو کسی محنت یا کوشش سے حاصل کی جاسکے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام ہے وہ جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی اگر چاہے کہ وہ اپنی کوشش سے یہ مقام حاصل کرے تو ایسا ممکن نہیں۔

رسول اور نبی لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ اس لیے ان کی اطاعت اسی طرح ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے اور وہی کچھ بتلاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا ہوتا ہے اس لیے ان کی اطاعت ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں

## 6- کتابوں پر ایمان

آپ پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے ذریعے تمام انسانوں سے وعدہ کیا تھا کہ تمہارے لیے میری ہدایت آتی رہے گی۔ یہ ہدایت انبیاء کے ذریعے سے بھی آئی اور کتابوں کے ذریعے سے بھی۔ پرانے زمانے میں جو کتابیں نازل ہوتی رہیں وہ ہم تک نہیں پہنچیں۔ ان میں سے اکثر کتابوں کا تذکرہ بھی کہیں نہیں ملتا۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ آیا ہے کہ یہ باتیں پرانے صحیفوں میں بھی تھیں۔ البتہ قرآن حکیم نے پانچ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

- |                |          |
|----------------|----------|
| 1- صحف ابراہیم | 2- تورات |
| 3- انجیل       | 4- زبور  |
| 5- قرآن حکیم   |          |

قرآن حکیم کے علاوہ جو کتابیں نازل ہوئیں ان میں بنیادی عقائد تو وہی تھے جو قرآن حکیم میں ہیں، البتہ بہت سے احکام وقتی اور مقامی ضرورتوں کے پیش نظر دیئے گئے تھے، نیز زمانہ گزرنے کے ساتھ ان میں لوگوں نے تبدیلیاں کر دیں۔ قرآن حکیم نے ایک تو ان ہدایات کو از سر نو صحیح طریقے سے بیان کیا اور لوگوں نے جو تبدیلیاں کر دی تھیں ان کو نکال کر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو صحیح اور اصل حالت میں پھر سے لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ اس کے علاوہ ہدایت کا پیغام مکمل اور ابدی شکل میں پیش کیا تا کہ قیامت تک آنے والے لوگ اس سے رہنمائی حاصل

قرآن حکیم نے خود کہا ہے کہ وہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور جہاں کہیں لوگوں نے ترمیم یا اضافہ کر دیا ہے اس کو ختم کر کے ان کو اصلی شکل میں پیش کرتا ہے، اس لیے اگر دوسری قومیں اپنی کتابوں پر عمل کرنا چاہیں تو اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ قرآن حکیم پر عمل کریں کہ یہ کتاب ان کی کتابوں کی تصدیق بھی کرتی ہے اور ان کا جدید ایڈیشن بھی ہے جو ہر طرح کی غلطی سے پاک ہے۔

## 6.1 قرآن حکیم کی خصوصیات

1- قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب ہے۔ یہ کتاب ایک معجزہ ہے۔ اپنی فصاحت و بلاغت، اپنی زبان و بیان، اپنی تعلیمات اور ہدایت کے اعتبار سے معجزہ ہے۔ پھر اس میں جو کائنات کے حقائق بیان کیے گئے ہیں، آئندہ کے واقعات کی پیش گوئیاں کی گئیں، علوم و معارف کے موتی بکھیرے گئے۔ مختلف علوم پر روشنی ڈالی گئی، ان میں سے ہر بات معجزہ ہے۔

2- قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی پہلی اور آخری کتاب ہے جس کا ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ اسی طرح محفوظ ہے جس طرح وہ نازل ہوا۔ اس کتاب کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ کیا۔

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: 9)

”ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

3- قرآن حکیم جتنا نازل ہوتا آپ ﷺ اسے لکھوا دیا کرتے، خود زبانی یاد فرما لیتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یاد کرتے، نمازوں میں پڑھا جاتا۔ اسی طرح آج تک امت اسے لکھ پڑھ بھی رہی ہے اور یاد بھی کر رہی ہے۔

4- کوئی بھی کتاب ہو اُسے ایک دو بار پڑھنے کے بعد طبیعت اکتا جاتی ہے لیکن قرآن حکیم جتنی بار پڑھا جائے لطف میں اضافہ ہوتا ہے۔

- 6- قرآن پاک جتنی تعداد میں چھپتا اور پڑھا جاتا ہے دنیا میں کوئی کتاب اتنی چھپتی ہے نہ پڑھی جاتی ہے۔
- 7- قرآن حکیم کے دنیا میں جتنے حفاظ ہیں کسی دوسری کتاب کے اتنے حفاظ نہیں ملیں گے۔ اگر خدا نخواستے قرآن حکیم کے سارے نسخے دنیا سے ناپید ہو جائیں تو لاکھوں لوگ اسے دوبارہ چند گھنٹوں میں لکھوائے ہیں۔
- 8- قرآن پاک عربی میں ہے مگر ہر زبان بولنے والا اسے آسانی سے پڑھ سکتا ہے۔
- 9- قرآن پاک انسانوں کی ہدایت کا واحد مستند سرچشمہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے نازل فرمایا۔

## 7- فرشتوں پر ایمان

اسلامی عقائد میں پانچویں چیز جس پر ایمان لانا ضروری ہے فرشتے ہیں۔ فرشتوں کو عربی میں ملائکہ کہتے ہیں۔ ملائکہ ملک کی جمع ہے۔ اس کے معنی پیغام پہنچانے والا ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور حکم لے کر دنیا میں آتے ہیں اور ہر کام اس کے حکم کے مطابق انجام دیتے ہیں۔

فرشتوں سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی مگر اللہ تعالیٰ اس کائنات کا نظام چلانے کے لیے انہیں جو حکم دیتا ہے وہ اسے نافذ کرتے ہیں۔ ان کا اپنا کوئی اختیار اور ارادہ نہیں ہوتا وہ بلا چوں و چرا اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کرتے ہیں۔ ان کی خواہشات ہوتی ہیں نہ آرزوئیں۔ وہ مرد ہوتے ہیں نہ عورت۔ ان کی وصیت یہ ہے کہ:

﴿لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (تحریم: 6)

”اللہ تعالیٰ ان کو جو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔“

فرشتوں کے مختلف کام ہیں مثلاً:

- 1- وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر انسانوں اور دوسری مخلوق کے پاس جاتے ہیں۔
- 2- وہ روح قبض کرتے ہیں۔
- 3- وہ خوشخبری لے کر بھی آتے ہیں اور عذاب بھی۔

- 5- کچھ فرشتے ”انسان کی حفاظت“ کے لیے ساتھ رہتے ہیں۔
- 6- کچھ فرشتے ذکر اور علم کی محفلوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔
- 7- کچھ فرشتے نیک لوگوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔
- 8- کچھ فرشتے مرنے کے بعد مردے سے سوال جواب کرنے پر مقرر ہیں ان کو منکر نکیر کہا جاتا ہے
- 9- کچھ فرشتے جنت اور دوزخ کے انتظام پر مقرر ہیں۔
- 10- کچھ فرشتے عرش کے آس پاس اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر کھڑے رہتے ہیں۔
- 11- کچھ فرشتے ہر وقت عبادت اور تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے ہیں۔
- 12- صبح و شام فرشتوں کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ صبح والے فرشتے شام کو اور شام والے صبح کو واپس چلے جاتے ہیں۔ فرشتوں کی تعداد کی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہیں البتہ چار فرشتے مشہور ہیں:

(i) حضرت جبریل علیہ السلام

جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انبیاء کی طرف وحی لے کر آتے ہیں۔

(ii) حضرت میکائیل علیہ السلام

یہ بارش برسانے اور رزق کے ذرائع پر مقرر ہیں۔ ان کے ماتحت بہت سے فرشتے ہیں۔

(iii) حضرت اسرافیل علیہ السلام

یہ صور پھونکیں گے جس سے قیامت آجائے گی اور دوبارہ صور پھونکیں گے تو سب جی اٹھیں گے

(iv) حضرت عزرائیل علیہ السلام

یہ جانداروں کی روح نکالنے پر مامور ہیں۔ ان کے ماتحت بیسار فرشتے ہیں۔

قرآن حکیم میں صرف جبریل اور میکائیل علیہم السلام کا نام آیا ہے۔ باقی دو فرشتوں کے نام احادیث

میں آئے ہیں۔

## 8- خود آزمائی نمبر 2

عربی بتائیں ”دُنیا آخرت کی کھیتی ہے“  
قرآن حکیم نے توحید کے بعد کس عقیدے پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔

آخرت کی زندگی کے دو مرحلے کون کون سے ہیں؟

حدیث کی رو سے مفلس کسے کہتے ہیں؟

انسان کی دو پریشانیاں کون سی ہیں؟

قرآن حکیم میں کتنے انبیاء کے نام آئے ہیں؟

قرآن حکیم میں کتنی آسمانی کتابوں کا تذکرہ ہے؟

”ملائکہ“ کی واحد کیا ہے؟

قبر میں سوال و جواب کے لیے آنے والے فرشتوں کو کیا کہا جاتا ہے؟

حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ذمہ داری کیا ہے؟

قرآن میں کون سے دو فرشتوں کے نام آئے ہیں؟

## 9- جوابات

### 9. خود آزمائی نمبر 1

گرہ لگانا

جو چیزیں ہمیں ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعے بتائی ہیں۔

پانچ

چار -5

اپنے کسی ساتھی کو سنائیں

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

الحمد، الحمد، الحمد، الحمد، الحمد، الحمد، الحمد، الحمد

9- (ب) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔

10- متقی

11- (الف) اللہ تعالیٰ کے سوا کون گناہ معاف کر سکتا ہے؟

(ب) کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

## 9.2 خود آزمائی نمبر 2

1- قریب 2- بعد میں آنے والی

3- الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ 4- عقیدہ آخرت۔

5- برزخ کی زندگی اور آخرت کی زندگی۔

6- وہ شخص جس نے اچھے اعمال کیے ہوں لیکن لوگوں پر ظلم و زیادتی بھی کی ہو۔ قیامت کے روز اس کے اعمال

ان لوگوں کو دے دیئے جائیں جن پر اس نے ظلم کیا اور ان کے گناہ اس کے سر ڈال دیئے جائیں اور انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے۔

7- ماضی کا غم اور مستقبل کا خوف 8- چھینیں

9- پانچ 10- ملک

11- منکر نکیر 12- قیامت کے روز صور پھونکیں گے۔

13- جبریل اور میکائیل علیہم السلام



پونٹ نمبر 4

# ارکانِ اسلام

(نماز\_\_روزہ)

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی

منزہ خانم

اسٹنٹ پروفیسر

تحریر:

نظر ثانی:

## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	
○	پونٹ کا تعارف	130
○	پونٹ کے مقاصد	131
-1	ارکان اسلام	132
1.1	توحید و رسالت کا اقرار	132
2	نماز	133
2.1	نماز کی اہمیت	133
3	وضو	135
3.1	وضو کا طریقہ	135
3.2	وضو کے فرائض	137
3.3	فرائض کا حکم	137
3.4	وضو کی سنتیں	137
3.5	مسواک	138
3.6	وضو کے آداب	138
4	غسل	139
4.1	غسل کرنے کا طریقہ	139
4.2	غسل کے فرائض	139

141	تیمم	5
141	تیمم کے معنی	5.1
141	تیمم کے فرائض	5.2
142	تیمم کا مسنون طریقہ	5.3
142	کن چیزوں سے تیمم جائز ہے	5.4
142	تیمم کب کرنا چاہیے	5.5
144	خود آزمائی نمبر 1	6
145	نماز کے ارکان و شرائط	7
145	شرائط نماز	7.1
146	ارکان نماز	7.2
146	نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ	7.3
150	نماز کے بعد کی دعائیں	7.4
151	وتر کی نماز	7.5
152	روزہ	8
152	روزہ کی فضیلت و اہمیت	8.1
154	روزہ کے مکروہات	8.2
155	قضا اور کفارہ	8.3
155	خود آزمائی نمبر 2	9
157	جوابات	10
157	خود آزمائی نمبر 1	10.1

# یونٹ کا تعارف

قرآن حکیم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نجات کا دار و مدار ایمان اور عمل صالح پر ہے۔ ایمان کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ پانچ چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے:

- اللہ پر ایمان
- آخرت پر ایمان
- کتابوں پر ایمان
- رسولوں پر ایمان
- فرشتوں پر ایمان

اعمال صالحہ جنہیں اسلام کے ارکان کہتے ہیں وہ بھی پانچ ہیں:

- اقرار توحید و رسالت
- نماز
- روزہ
- زکوٰۃ
- حج

اقرار توحید و رسالت کے بارے میں تفصیل سے پچھلے یونٹ میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ یہ یونٹ ارکان اسلام میں سے نماز اور روزے کے بارے میں ہے۔

نماز کی اس قدر اہمیت ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔ نماز کی اہمیت کیا ہے؟ نماز کے مسائل کیا ہیں؟ یوں تو نماز کے بہت مسائل ہیں اگر سارے مسائل لکھے جاتے تو اس کے لیے ایک یونٹ کیا، ساری کتاب بھی کافی نہیں تھی۔ اس یونٹ میں آپ کو نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے تاکہ آپ اس کے مطابق نماز پڑھیں۔

اس کے علاوہ روزے کی اہمیت اور اس کے مسائل پر مختصر گفتگو کی ہے۔ آپ کو ان کے علاوہ کوئی مسئلہ درپیش ہو تو آپ خود کتابوں سے تلاش کریں یا کسی مستند عالم دین سے پوچھیں۔ پڑھنے اور پوچھنے سے علم بڑھتا ہے۔

## یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ کو اس قابل ہونا چاہیے کہ:

- 1- نماز کی اہمیت پر گفتگو کر سکیں
- 2- وضو، غسل اور تیمم صحیح طریقے سے کر سکیں
- 3- نماز کی شرائط اور ارکان کا خیال کرتے ہوئے پورے آداب کے ساتھ نماز پڑھ سکیں۔
- 4- روزے کی اہمیت پر تبصرہ کر سکیں۔

# 1- ارکانِ اسلام

عقیدے کے بعد عملی زندگی کا آغاز ہوتا ہے، جس میں ایک مسلمان کی عملی تربیت ہوتی ہے۔ ایمان اور عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اگر عمل ایمان کے مطابق نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کمزور ہے۔ مثلاً کے طور پر ہمیں یقین ہے کہ آگ جلا کر بھسم کر دیتی ہے اور زہر کھانے سے آدمی مر جاتا ہے۔ یقین اس قدر پختہ ہے کہ کوئی شخص محض اس خیال سے تجربہ نہیں کرتا کہ شاید اس دفعہ آگ ٹھنڈی ہو جائے یا زہر بے اثر ہو جائے اس درجے کے یقین کو ایمان کہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ اور یوم قیامت پر ایمان پختہ ہو تو آدمی کا عمل اس کے مطابق ہوتا ہے۔

مسلمان کی عملی زندگی میں چند چیزیں بہت اہم ہیں جو باقی ساری زندگی کا رخ متعین کرتی ہیں، انہیں ارکانِ اسلام کہتے ہیں اور ان کی تعداد پانچ ہے۔

- |   |      |   |                     |
|---|------|---|---------------------|
| ○ | نماز | ○ | اقرار توحید و رسالت |
| ○ | روزہ | ○ | زکوٰۃ               |
| ○ | حج   |   |                     |

## 1.1 توحید و رسالت کا اقرار

پچھلے یونٹ میں آپ توحید و رسالت پر ایمان کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ دل سے توحید اور رسالت یقین رکھنے کا تعلق عقیدے سے ہے اور زبان سے اقرار کرنا اسلام کا رکن ہے۔ جب تک کوئی شخص دل سے عقیدے کا زبان سے اظہار نہ کرے اس وقت تک دوسرے لوگوں کو کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ اس شخص کے دل میں

## 2- نماز

اسلامی عبادات میں نماز کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ عبادت کی روح یہ ہے کہ بندہ خدا کے سامنے انتہائی ت اور انتہائی پستی کے ساتھ جھک جائے اور اللہ تعالیٰ سے اس طرح ہم کلام ہو کہ اس کے اور خدا کے درمیان کی پردہ نہ رہے۔

نماز کو عربی زبان میں صلوٰۃ کہتے ہیں۔ صلوٰۃ کے لفظی معنی دُعا کے ہیں۔ نماز کو دُعا اس لیے کہا گیا ہے کہ اس کے ذریعے بندہ اپنے مالک اور آقا کی بڑائی اور اپنی عاجزی کا اظہار کرتا ہے، اس کے ذریعے سے بندگی پر م رہنے کی دُعا مانگتا ہے اور سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق چاہتا ہے۔ گویا نماز بندے کو آقا تک پہنچانے کا ذریعہ ہے اور دُعا کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے۔

## 2. نماز کی اہمیت

یوں تو جتنی عبادتیں اسلام میں فرض کی گئی ہیں وہ سب اپنی جگہ ضروری اور اہم ہیں، مگر نماز کو ایک خاص بت حاصل ہے۔ یہ اسلام کا ایک ایسا رکن ہے جو ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب اور ہر لت میں فرض ہے خواہ انسان تندرست ہو یا بیمار، کمزور ہو یا طاقتور، مقیم ہو یا مسافر، حالت جنگ میں ہو یا امن حالت میں ہو۔ آدمی کے ہوش و حواس جب تک درست ہیں مرتے دم تک نماز معاف نہیں۔ اگر کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھے، بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو لیٹ کر پڑھے۔ اگر لیٹ کر بدن کو حرکت نہ دے سکتا ہو تو

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو اسے نماز پڑھاؤ اور اگر دس سال کا ہو کر بھی نہ پڑھے تو اسے ڈانٹ کر پڑھاؤ۔

قرآن حکیم میں نماز کی بار بار تاکید آئی ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ نماز مسلمانوں پر وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے۔ نماز میں سستی کرنے والوں کو قرآن نے منافق قرار دیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس نے ٹھیک سے وضو کیا اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھی، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ بخش دے گا اور اسے جنت میں جگہ دے گا۔

رسول اکرم ﷺ نے کبھی نماز ترک نہیں فرمائی۔ فرض نمازوں کے علاوہ آپ ﷺ نفل نمازیں اتنی دیر تک پڑھتے تھے کہ نماز پڑھتے پڑھتے آپ کے پیروں پر درم آ جاتا تھا۔

آپ ﷺ کی وفات سے ایک سال پہلے بنو ثقیف کا وفد آپ کی خدمت میں اسلام قبول کرنے کے لیے آیا مگر اسلام قبول کرنے سے پہلے انہوں نے آپ ﷺ سے نماز چھوڑنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں۔“

ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

”بندے اور کفر کے درمیان نماز حائل ہے۔“ (بخاری و مسلم)

یعنی جس نے نماز چھوڑ دی گویا وہ کفر کی حد میں داخل ہو گیا۔ دوسری حدیث میں ہے:

”جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔“ (بخاری و مسلم)

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ آپ نے وفات سے تھوڑی دیر پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ج آخری وصیت فرمائی وہ یہی تھی کہ نماز کا خیال رکھنا۔

نماز پڑھنے سے پہلے کچھ شرطیں پوری کرنا ضروری ہے۔ انہی شرائط میں سے ایک شرط طہارت ہے۔ طہارت کا معنی ہے یا کی اور صفائی۔ یوں تو اسلام میں ہر وقت یا ک صاف رہنے کا حکم ہے لیکن نماز سے پہلے

### 3- وضو

وضو کا لفظی معنی ہے روشن چہرے والا۔ وضو میں جسم کے چند اعضاء خاص ترتیب سے دھوئے جاتے ہیں۔ وضو کرنے سے جہاں صفائی اور پاکی حاصل ہوتی ہے وہاں اس کی افادیت رسول اکرم ﷺ کے فرمان سے معلوم ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن میری امت کی ایک خاص پہچان یہ ہوگی کہ ان کے وہ اعضاء چمکتے ہوں گے جن کو انہوں نے وضو میں روزانہ پانچ وقت دھویا ہے۔ میں ان کے چہروں اور ہاتھ پیر کی چمک سے ان کو پہچان لوں گا۔“

جو شخص پورے آداب کے ساتھ وضو کرتا ہے اس کے جسم کے تمام چھوٹے چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

#### 3.1 وضو کا طریقہ

آنحضرت ﷺ نے نہ صرف وضو کی تعلیم دی بلکہ خود وضو کر کے بھی دکھایا۔ آپ ﷺ سے وضو کا طریقہ جو ثابت ہے وہ یہاں لکھا جاتا ہے۔

وضو کرنے سے پہلے دل میں اس کی نیت کرنی چاہیے۔ پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر دونوں ہاتھ گٹھوں تک تین بار دھوئے پھر تین بار منہ میں پانی ڈال کر کلی کرتے وقت مسواک کر لے۔ حدیث میں مسواک کرنے کی بڑی فضیلت بتائی گئی ہے۔ مسواک نہ ہونے انگار سے دانت صاف کرنا اور منہ میں رائی لکر غارہ کرنا حلقہ

ڈال کر بائیں ہاتھ سے صاف کرے۔ پھر اس کے بعد تین بار منہ دھوئے۔ منہ دھونے کا مطلب یہ ہے کہ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک جتنا حصہ ہے وہ سب تین بار دھوئے۔ اگر گھنی داڑھی ہو تو انگلیوں سے اس میں غلال کرے تاکہ بالوں کی جڑ تک پانی پہنچ جائے۔ ہلکی داڑھی میں تو خود ہی پانی پہنچ جاتا ہے۔ پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین بار دھوئے۔ پہلے دایاں ہاتھ پھر بایاں ہاتھ دھوئے۔ اگر ہاتھ میں انگوٹھی ہو یا عورتوں کے ہاتھ میں چوڑی ہو تو اس کو ہلا لینا چاہیے تاکہ اس کے نیچے تک پانی پہنچ جائے، اس کے ساتھ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر غلال کرے۔ پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے، پھر کان کا مسح کرے۔ گردن کا مسح ضروری نہیں ہے۔ مسح کے بعد دونوں پیر ٹخنوں تک تین تین بار دھوئے۔ اس میں بھی ہاتھ کی طرح پہلے اپنا داہنا پیر دھوئے پھر بایاں۔ اور پیر کی انگلیوں کے درمیان ہاتھ کی چھوٹی انگلی ڈال کر غلال کرے تاکہ پانی کی انگلیوں کے درمیان پہنچ جائے۔

وضو کرتے ہوئے یہ خیال رہے کہ ایک عضو کے دھونے میں اتنی تاخیر نہ ہو کہ دوسرا عضو خشک ہو جائے۔ وضو کرنے کے بعد یہ دُعا پڑھنی چاہیے:

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ“

وضو کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اس میں بعض چیزیں فرائض کا درجہ رکھتی ہیں کہ اگر وہ چھوٹ جائیں تو وضو نہیں ہوگا، جب کہ بعض چیزیں ایسی ہیں جو اگر چھوٹ جائیں تو وضو ہو جائے گا لیکن جان بوجھ کر ایسا کرنا اچھا نہیں۔ انہیں وضو کی سنتیں کہتے ہیں۔ بعض ایسی ہیں کہ ان کے کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا ان کو وضو کے آداب یا مستحبات کہتے ہیں۔

## 3.2 وضو کے فرائض

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں:

- 1- پورے منہ کا دھونا۔
- 2- دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔
- 3- سر کا مسح کرنا۔
- 4- دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھونا۔

## 3.3 فرائض کا حکم

اگر ان چاروں اعضاء میں سے کوئی عضو بال کے برابر بھی سوکھا رہ جائے گا تو وضو درست نہ ہوگا۔ اس وضو کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ان چاروں اعضاء کو دھوتے وقت کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔

## 3.4 وضو کی سنتیں

وضو میں پندرہ چیزیں سنت موكده ہیں:

- 1- وضو کی نیت کرنا۔
- 2- بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر وضو کرنا۔
- 3- ہاتھوں کا گٹوں سمیت دھونا۔
- 4- کلی کرنا۔
- 5- مسواک کرنا۔
- 6- ناک میں پانی ڈالنا۔
- 7- داڑھی میں خلال کرنا۔
- 8- ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا۔
- 9- ہر عضو کو تین تین بار دھونا۔
- 10- پورے سر کا مسح کرنا۔
- 11- اس ترتیب سے وضو کرنا جو ترتیب اوپر بتائی گئی ہے۔
- 12- کانوں کا مسح کرنا۔
- 13- ے درے اعضاء کا دھونا یعنی ایک عضو خشک نہ ہونے مانے کہ دوسرا دھولیا جائے۔

15- ہر عضو کو دھوتے وقت اس کو مل لینا تاکہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔

### 3. مسواک

وضو کے وقت مسواک کرنے کی حدیث شریف میں بہت تاکید آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر ہمیشہ عمل لایا ہے۔ مسواک کسی درخت کی ہونی چاہیے۔ مثلاً نیم کی، بول کی یا پیلو کی، اگر یہ نہ ملے تو انگلی یا کپڑے سے صاف کر لینا چاہیے۔ ٹوتھ پیسٹ اور برش وغیرہ سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے۔

### 3. وضو کے آداب

وضو کے آداب یا مستحبات یہ ہیں:

- 1- کسی اونچی جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا تاکہ جسم اور کپڑے پر چھینٹے نہ پڑیں۔
- 2- قبلہ رخ ہو کر وضو کرنا
- 3- وضو کرنے میں بغیر کسی مجبوری کے کسی سے مدد نہ لینا یعنی خود سے وضو کا پانی لینا اور وضو کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص خود سے پانی دے دے یا وضو کے لیے کنویں یا حوض سے پانی نکال دے تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن بغیر عذر کے اس کی توقع رکھنا یا انتظار کرنا کہ کوئی اور پانی دے تو وضو کریں، مکروہ ہے۔
- 4- ناک میں اچھی طرح پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے اسے صاف کرنا چاہیے۔
- 5- وضو کے درمیان باتیں نہ کرنا۔
- 6- اگر ہاتھ یا پیر میں انگوٹھی یا چھلایا ناک میں کیل یا کوئی اور زیور ہو تو وضو کے وقت اسے ہلا لینا چاہیے تاکہ اس کے نیچے پانی پہنچ جائے۔ اگر انگوٹھی، چھلایا چوڑی یا کیل بہت تنگ ہو تو اس کا ہلانا بہت ضروری یعنی واجب ہے۔
- 7- وضو کے بعد وہ دُعا رُہنا جو اوپر لکھی گئی ہے۔

## 4- غسل

کبھی طہارت حاصل کرنے کے لیے غسل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اب ہم آپ کو غسل کرنے کا طریقہ بتائیں گے اور یہ بھی کہ غسل کے فرائض کیا ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ ان میں سے کوئی چیز چھوٹ گئی تو غسل ہوگا۔

### 4.1 غسل کرنے کا طریقہ

غسل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹوں سمیت دھوئے پھر جسم پر یا کپڑے پر جہاں نجاست لگی ہو اسے دھو ڈالے، پھر پورا وضو کر لے۔ اگر کسی تختے یا پختہ زمین پر نہا رہا ہے تو وضو میں پیر کو بھی دھو ڈالے اور کسی کچی جگہ پر نہا رہا ہے تو پھر پیروں کو آخر میں دھوئے۔ وضو کرنے کے بعد سارے بدن پر تین بار پانی بہائے۔ پہلی بار پانی بہانے کے بعد سارے بدن پر ہاتھ پھیرے تاکہ جسم کا کوئی حصہ سوکھا جائے۔ پھر دوسرے جسم پر پانی بہائے۔

### 4.2 غسل کے فرائض

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں:

2- ناک میں پانی ڈالنا

3- سارے بدن پر ایک بار اس طرح پانی بہانا کہ جسم کا کوئی حصہ بال برابر بھی خشک نہ رہ جائے  
حتیٰ کہ ناخنوں کے اندر بھی پانی پہنچ جائے۔

## ، عورت کے بالوں کا حکم

اگر عورت کے بال کھلے ہوئے ہوں تو ایک ایک بال کا دھونا اور ان کی جڑوں میں پانی پہنچانا ضروری ہے  
لر بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کی جڑوں میں پہنچ جانا کافی ہے۔ اگر بغیر کھولے بال کی جڑوں میں پانی  
سکے تو ان کا کھولنا ضروری ہے۔

اگر کان، ہاتھ یا پیر میں کوئی انگٹھی یا چھلایا کوئی تنگ زیور ہو تو نہاتے وقت اس کو ہلا لے تاکہ اس کے اندر کا  
لٹک نہ رہ جائے۔

غسل میں جتنی چیزیں فرض ہیں اگر ان میں سے کوئی چیز چھوٹ گئی تو غسل نہ ہوگا یعنی نہانے والا ناپاک  
ہے گا۔ مثلاً کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا بھول جائے یا پورے بدن میں پانی نہ پہنچے تو غسل نہیں ہوگا۔

## 5- تیمم

گذشتہ صفحات میں پانی سے پاکی کا طریقہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اب مٹی کے ذریعہ پاکی حاصل کر۔  
طریقہ لکھا جاتا ہے۔ خدا کی یہ بڑی نعمت ہے کہ اگر کسی کو پانی نہ ملے یا پانی تو موجود ہو مگر اس کے استعمال  
نقصان پہنچنے یا بیمار پڑ جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو اس نے تیمم کی اجازت دی ہے۔

### 5.1 تیمم کے معانی

تیمم کے لغوی معنی ارادہ اور قصد کرنے کے ہیں اور شریعت میں پاک مٹی سے پاکی حاصل کرنے  
ارادے کو تیمم کہتے ہیں۔ وضو اور غسل کی طرح تیمم میں بھی کچھ چیزیں فرض اور کچھ سنت ہیں۔

### 5.2 تیمم کے فرائض

تیمم میں تین چیزیں فرض ہیں:

1- نیت کرنا۔

2- دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر منہ پر اچھی طرح پھیرنا تاکہ بال برابر بھی جگہ باقی نہ رہ جائے

## 5. یتیم کا مسنون طریقہ

یتیم کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر یتیم کی نیت کرے، یتیم کی نیت کا مطلب یہ ہے دل میں پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے۔ پھر ہاتھوں کو ہتھیلی کی طرف سے مٹی پر مارے، اور پھر ہاتھوں کو منہ ل ڈالے۔ اگر ہاتھ میں مٹی زیادہ لگ گئی ہو تو اس کو جھاڑ ڈالے۔ پھر دوبارہ ہاتھوں کو ہتھیلی کی طرف سے مٹی پر کر ہاتھوں کو کہنیوں سمیت خوب اچھی طرح ملے۔ ہاتھ ملتے وقت پہلے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے ملے پھر میں ہاتھ کو داہنے ہاتھ سے ملے۔ منہ پر ہاتھ پھیرتے وقت ڈاڑھی میں خلال کر لینا بھی سنت ہے۔

وضو اور غسل دونوں کے لیے ایک ہی طرح یتیم کیا جائے گا اور ایک ہی یتیم دونوں کے لیے کافی ہے۔

## 5. کن چیزوں سے یتیم جائز ہے

پاک مٹی، پتھر، کنکر، ریت، چونا، مٹی کی یا کچی اینٹ، گبر، مٹی، پتھر یا اینٹ کی دیوار اور مٹی کے کچے پکے ن، اگر ان پر روغن نہ چڑھایا گیا ہو۔ اگر کسی لکڑی یا کپڑے اور پاک چیز پر گرد پڑ گئی ہو تو اس سے بھی یتیم کیا جاتا ہے۔

## 5. یتیم کب کرنا چاہیے

یتیم ہر وقت جائز نہیں ہے بلکہ اس کے جائز ہونے کے لیے ان شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

- پانی ایک میل یا اس سے زیادہ دُور ہو۔

- کنواں موجود ہو لیکن اس سے پانی نکالنے کا کوئی سامان نہ ہو۔

4- اگر ریل یا ہوائی جہاز یا موٹر پر سوار ہو اور اس پر پانی نہ مل سکتا ہو یا وضو کرنے کا موقع نہ ہو یا اگر کر پانی میں سواری کے چھوٹ جانے کا ڈر ہو، ٹرین وغیرہ پر اگر کوئی پانی میسر نہ ہو تو اگر اس کی دیواروں وغیرہ گرد پڑی ہو تو اس پر تیمم کرنا جائز ہے۔

5- پانی کے استعمال سے مرض کے بڑھنے یا پیدا ہو جانے یا صحت پر بہت برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہو مگر اس سلسلہ میں خواہ مخواہ وہم کی بنا پر تیمم نہیں کرنا چاہیے۔ تیمم اس وقت کرنا چاہیے جب مرض بڑھ جانے یا ہونے کا یقین یا تجربہ ہو۔ مثلاً بعض لوگوں کو جاڑوں میں ٹھنڈے پانی کے استعمال سے نقصان پہنچتا۔ ایسے لوگوں کو گرم پانی سے وضو یا غسل کرنا چاہیے۔ اگر یہ نہ مل سکے یا اس سے بھی نقصان کا اندیشہ ہو تو کیا جاسکتا ہے۔

6- تھوڑا سا پانی ہو اگر اس سے وضو کر لیتا ہے تو پیا سا رہ جائے گا یا کھانے پکانے میں تکلیف کا اندیشہ ہو۔

7- پانی موجود ہو مگر وہ خود اٹھ کر نہ لے سکتا ہو اور دوسرا دینے والا بھی موجود نہ ہو۔

8- وضو یا غسل کرنے میں کسی ایسی نماز کے چلے جانے کا اندیشہ ہو جن کی قضا نہیں ہے مثلاً عیدین، نماز جنازہ ان تمام صورتوں میں وضو یا غسل کے بجائے تیمم کیا جاسکتا ہے۔

## 6- خود آزمائی نمبر 1

- 1- ارکان اسلام کی تعداد کیا ہے؟
- 2- ایمان اور اقرار میں کیا فرق ہے؟
- 3- صلوٰۃ کا معنی کیا ہے؟
- 4- بچے کو کتنی عمر سے نماز سکھانی چاہیے؟
- 5- نماز میں سستی کرنے والے کو قرآن مجید نے کیا نام دیا ہے؟
- 6- وضو کا لفظی معنی کیا ہے؟
- 7- وضو کے فرائض کتنے ہیں؟
- 8- وضو کی سنتیں کتنی ہیں؟
- 9- غسل کے کتنے فرائض ہیں؟
- 10- تیمم میں کتنی چیزیں فرض ہیں؟
- 11- کیا وضو اور غسل کے لیے تیمم کا الگ الگ طریقہ ہے؟

## 7- نماز کے ارکان و شرائط

نماز میں تیرہ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں کوئی چیز چھوٹ ہو جائے تو نماز نہیں ہوگی۔ ان میں سے سات چیزیں نماز سے پہلے ہیں انہیں شرائط نماز کہتے ہیں اور چھ چیزیں نماز کے اندر ہیں انہیں ارکان اسلام کہتے ہیں۔

### 7.1 شرائط نماز

شرائط نماز سات ہیں اگر ان ساتوں چیزوں میں سے کوئی چیز چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوگی۔

- 1- نماز وقت پر پڑھنا۔ اگر وقت سے پہلے یا بعد میں نماز پڑھی گئی تو نماز ادا نہیں ہوگی۔
- 2- بدن کا پاک ہونا یعنی نماز کے بدن کا نجاست سے پاک ہونا۔ اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے اگر غسل کی ضرورت ہو تو غسل کرے اور اگر کوئی نجاست لگی ہو تو دھو ڈالے۔
- 3- کپڑوں کا پاک ہونا یعنی اگر نمازی کے کپڑے پر نجاست ہو تو اس کو دھو ڈالے
- 4- جس جگہ نماز پڑھی جائے وہ پاک ہونی چاہیے اور جس چٹائی یا جائے نماز پر نماز پڑھے اس کو پاک ہونا چاہیے۔
- 5- ستر یعنی نمازی کے بدن کا لباس سے چھپا ہونا۔ مرد کا بدن کھٹنے سے لے کر ناف تک چھپا ہوا ہو اور عورتوں کو ایسا لباس پہننا چاہیے کہ دونوں ہاتھ کے پہنچوں، دونوں پیروں اور چہرہ کے علاوہ پورا بدن چھپ

6- قبلہ کی طرف منہ کرنا

7- نماز کی نیت کرنا۔ نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے نیت کرنا لازمی نہیں ہے اگر کسی نے زبان سے نیت نہ کی بلکہ صرف دل میں ارادہ کر لیا کہ میں فلاں نماز پڑھتا ہوں تو بس اتنا کافی ہے لیکن اگر نیت زبان سے بھی کر لی جائے تو بہتر ہے۔ اس سے دل کی توجہ میں مدد ملتی ہے۔

## 7.2 ارکان نماز

نماز میں جو چیزیں ضروری ہیں انہیں ارکان نماز کہا جاتا ہے اور ان کی تعداد چھ ہے:

1- تکبیر تحریمہ یعنی نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

2- قیام یعنی اگر کوئی عذر نہ ہو تو سیدھے کھڑے ہونا۔

3- قراءت یعنی قرآن کریم کی کم سے کم چھوٹی چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھنا۔

4- رکوع کرنا۔

5- دونوں سجدے کرنا۔

6- آخری قعدہ میں جتنی دیر تشہد پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔

## 7.3 نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ

نماز کے فرائض، واجبات اور سننیں اور اس کو فاسد اور مکروہ کرنے والی چیزوں کا بیان ہو چکا ہے۔ اب

یہاں نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔

نماز شروع کرنے سے پہلے نمازی کو چاہیے کہ جس طرح اس نے اپنے بدن اور کپڑے کو پاک و صاف کیا

اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری تو دی لیکن اس کا دل دُنیا کے کاموں میں لگا رہا تو اس کو نماز کا پورا فائدہ حاصل نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ مقصد حاصل ہوگا جس کے لیے نماز پڑھی گئی ہے۔ اپنی توجہ کو خدا تعالیٰ کی طرف پھیرنے کے لیے یہ دُعا پڑھ لی جائے تو بہتر ہے۔

﴿إِنِّي وَجْهْتُ وَجْهِيَ لِلدُّنْيَا فَطَرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (انعام)

”میں نے اپنی توجہ اس ذات کی طرف کی جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں اس میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔“

اس کے بعد سیدھے کھڑے ہو کر نیت کرے کہ یہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے اور کتنی رکعت پڑھ رہا ہے۔ نیت دل سے کرنا ضروری ہے۔ زبان سے بھی کرے تو بہتر ہے۔ کھڑے ہونے میں یہ خیال رہے کہ اس کی گردن جھکی ہوئی نہ ہو اور نہ بالکل تنی ہوئی ہو اور دونوں پیروں کے درمیان کم سے کم چار انچ کا فاصلہ ضرور ہو، زیادہ ہو تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ نگاہ سجدہ کی جگہ پر رہے، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک لے جائے اور پھر ناف کے قریب باندھ لے۔ یہ خیال رہے کہ ہاتھ اٹھاتے وقت دونوں ہتھیلیاں قبلہ رخ ہیں اور ہاتھ اس طرح باندھے جائیں کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر داہنے ہاتھ کی ہتھیلی رہے اور داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کے گئے کو پکڑ لیا جائے اور یہ بھی خیال رہے کہ دونوں ہاتھ اٹھانے کے بعد پھر سیدھا نیچے کی طرف چھوڑ نہ دیا جائے بلکہ فوراً باندھ لیا جائے۔ ہاتھ باندھنے کے بعد فوراً یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

﴿سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ﴾ (مسلم، دارقطنی، مسند احمد)

”تو پاک ہے اے اللہ! اور تو ہی تعریف کے لائق ہے۔ بلند اور برکت والا ہے تیرا نام اور

یہ دعا پڑھنے کے بعد تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے پھر اس کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ شروع کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا چاہیے۔ سورۃ فاتحہ ختم کر کے آہستہ سے آمین کہے پھر قرآن حکیم کی کوئی سورت یا کم از کم تین آیتیں پڑھے۔ بہتر ہے کہ سورۃ فاتحہ اور سورت پڑھتے وقت اس کے معنی پر غور کرتا جائے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے۔ رکوع اس طور پر کرے کہ اس کی پشت اور سر سب تختی کی طرح برابر رہیں۔ سر کو بہت جھکا دینا یا اونچا رکھنا صحیح نہیں ہے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو پھیلا کر دونوں گھٹنوں کو انگلیوں سے پکڑ لے اور دونوں بازوؤں کو خوب پہلو سے ملائے رکھے۔ پھر اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ تین بار یا پانچ بار یا سات بار پڑھے۔ البتہ امام کو تین ہی بار پڑھنا بہتر ہے۔ حدیث میں یہ دُعا بھی آئی ہے جس کا جی چاہے اس کو پڑھے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي (بخاری و مسلم)

”اے اللہ! تو پاک ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری تعریف کرتے ہیں۔ اے اللہ!

مجھے بخش دے۔“

اگر نماز میں امام ہو تو ان میں سے کوئی ایک دعا پڑھے اور تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو بہتر ہے کہ دونوں کو پڑھ لے۔ رکوع کے بعد قومہ کرے، یعنی سمح اللہ لمن حمدہ (خدا نے اس شخص کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی) کہتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جائے اور کھڑے ہو کر پھر تحمید یعنی رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ دونوں کہے اور مقتدی کو صرف تحمید کہنا چاہیے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے۔ پیشانی کے ساتھ ناک بھی زمین پر یعنی ضروری ہے۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھنی چاہیے۔ اس طور پر سجدہ میں جانے کے بعد اطمینان سے تین بار سبحان ربی الاعلیٰ (میرا بلند پروردگار پاک) پڑھے۔ پھر پہلا سجدہ کرتے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہوئے دوزانو ہو کر بیٹھ جائے۔

پھر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسرا سجدہ اسی طرح کرے جس طرح پہلا سجدہ کیا ہے اور تین بار سبحان ربی الاعلیٰ

پیشانی اٹھے، پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر ران کے اوپر رکھے، پھر دونوں گھٹنوں کو اٹھائے یعنی سجدہ کرتے وقت جو عضو زمین پر پہلے رکھا گیا تھا وہ بعد میں اور بعد میں جو رکھا گیا تھا وہ پہلے اٹھایا جائے۔ یہ ایک رکعت پوری ہوگئی۔ دوسری رکعت میں پہلے بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ پڑھے اور آمین کہہ کر کوئی سورت یا کم از کم تین آیتیں پڑھے، پھر تکبیر کہہ کر اسی طرح رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ کرے، پھر دونوں سجدوں کے بعد قعدہ کرے یعنی اس طرح بیٹھے کہ داہنا پیر کھڑا رہے اور اس کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں اور بایاں پیر موڑ کر اس پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ کر تشہد پڑھے جس کے الفاظ یہ ہیں:

﴿التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ﴾

”تمام زبان کی عبادتیں اور تمام بدن کی عبادتیں اور تمام پاک مالک کی عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہیں، اے نبی ﷺ آپ پر سلام اور خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ ہم پر سلام اور تمام خدا کے نیک بندوں پر سلام۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

اگر چار رکعت والی نماز ہو تو تشہد پڑھنے کے بعد فوراً اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑا ہو جائے، رکوع کر دے اور اگر سنت یا نفل نماز ہے تو سورۃ فاتحہ کے بعد دونوں رکعتوں میں کوئی سورت پڑھ کر پھر رکوع اور سجدہ کرنا چاہیے۔ اگر دو رکعت والی نماز ہو تو قعدہ میں تشہد کے بعد اور چار رکعت والی نماز ہو تو چوتھی رکعت میں دوسرے قعدہ میں تشہد کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھے۔ اس درود کو خود نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا تھا۔

﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ

”اے اللہ! رحمت بھیج محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی اولاد پر جس طرح رحمت بھیجی تو نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر بے شک تو ہی تعریف کے لائق اور بزرگ ہے۔ اے اللہ! برکت دے تو محمد ﷺ کو اور محمد ﷺ کی اولاد کو جیسی برکت تو نے ابراہیم علیہ السلام کو اور ان کی اولاد کو بے شک تو ہی تعریف کا مستحق اور بزرگ ہے۔“

اس دعا کے پڑھنے کے بعد دائیں طرف سلام پھیر دے اور سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے پھر اسی طرح بائیں طرف سلام پھیر دے۔

## 7.4 نماز کے بعد کی دُعا تیں

نماز کے بعد عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے۔ نماز کے بعد اور دوسرے اوقات میں نبی اکرم ﷺ سے بہت سی دعائیں ثابت ہیں۔ صرف دو دعائیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (مسلم)

”اے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی ہر طرح کی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔“

”اے اللہ! تو تمام نقصان اور عیب سے محفوظ اور سلامت ہے اور تیری ہی طرف سے ہر طرح کی سلامتی اور حفاظت ہے۔“

”اے پروردگار! تیری ذات بابرکت ہے اور اے احسان اور بڑائی والے تو ہی بلند اور بالا ہے۔“

فرض نماز کے بعد نبی ﷺ آیت الکرسی اور 33 بار سبحان اللہ اور 33 بار الحمد للہ اور 34 بار اللہ اکبر پڑھنے کی

## 7.5 وتر کی نماز

عشاء کے فرض اور سنتیں پڑھنے کے بعد آخر میں وتر پڑھے جاتے ہیں۔ وتر کی نماز واجب ہے یعنی بہت ضروری ہے۔ وتر نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں دو رکعت تو اور نمازوں کی طرح پڑھے لیکن تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورت ملانے کے بعد رکوع میں جانے کے بجائے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور پھر ہاتھ باندھ لے۔ اس کے بعد دعائے قنوت پڑھے دعائے قنوت یہ ہے:

﴿اللَّهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِي  
عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتَرَكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اللَّهُمَّ  
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَآلَيْكَ تَسْعَى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ  
وَنَخْشَى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ﴾ (مصنف ابن ابی شیبہ)

”اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے ہی بخشش چاہتے ہیں۔ تیرے اوپر ایمان رکھتے ہیں اور تیری اچھی سے اچھی تعریف کرتے ہیں۔ تیرے شکر گزار ہیں اور تیری نافرمانی نہیں کرتے۔ ہم ان کو چھوڑ دیں گے جو تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے ہم نماز پڑھتے ہیں اور تیرے ہی سامنے ہم اپنی پیشانی جھکاتے ہیں اور تیری ہی طرف ہم دوڑتے ہیں اور تیز چلتے ہیں اور تیری رحمت کی امید کرتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں اور تیرا عذاب ناشکروں کو آنے والا

## 8- روزہ

روزے کو عربی زبان میں صوم کہتے ہیں۔ صوم کے معنی کھانے پینے وغیرہ سے رک جانے کے ہیں۔ صبح صادق سے سورج ڈوبنے تک کھانا پینا چھوڑنے اور بری باتوں سے رک جانے کو روزہ کہتے ہیں۔

### 8.1 روزے کی اہمیت و فضیلت

قرآن حکیم اور احادیث میں روزے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرہ)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔“

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”ہر نیکی کا ثواب بندوں کے اعمال نامے میں دس گنا سے سات سو گنا تک لکھا جاتا ہے لیکن روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا۔“

نیز روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے:

روزے اور دوسری عبادتوں میں ایک بنیادی فرق ہے۔ دوسری عبادتیں ایسی ہیں کہ ان کا دوسرے لوگوں کا بھی علم ہوتا ہے۔ اگر آپ نماز پڑھتے ہیں تو کئی لوگ آپ کو نماز پڑھتے دیکھتے ہیں۔ جب آپ زکوٰۃ دیتے ہیں کم از کم زکوٰۃ لینے والے کو تو علم ہوتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ حج میں تو بہت لوگوں ساتھ ہوتا ہے لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا صرف بندے کو اور اس کے رب کو پتہ ہوتا ہے۔ اگر عبادت میں خلوص بہت زیادہ ہے اس لیے اس کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔

لیکن اس خلوص کے باوجود بعض کام ایسے ہیں جو روزہ کے خلوص کو خراب کر دیتے ہیں اور روزہ دار اس کے ثواب سے محروم ہو جاتا ہے مثلاً روزہ میں لڑائی جھگڑا کرنا، گالی گلوچ پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرنا، چغلی کھانا، رشوت لینا، جھوٹ بولنا، حرام کھانا وغیرہ۔ جو لوگ ان باتوں سے نہیں بچتے ان کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ”جو شخص جھوٹ اور گناہ کا کام کرنا نہ چھوڑے اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔“

آپ ﷺ نے ایک دوسرے موقع پر فرمایا:

”کتنے روزے دار ہیں جن کو بھوکا پیاسا رہنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“

ہر چیز کی ایک شکل و صورت ہوتی ہے اور ایک اس کی روح ہوتی ہے۔ جب دونوں جمع ہوں تو وہ چیز مکمل ہوتی ہے۔ جیسے جسم کی صورت میں انسان کی ایک شکل ہے اور دوسرے اس کی روح ہے۔ جب دونوں ملتے ہیں انسان زندہ ہوتا ہے اور جب بدن اور روح الگ ہو جاتے ہیں تو وہ انسان نہیں بلکہ انسان کی لاش رہ جاتی ہے۔ اسی طرح عبادات ہیں ایک ان کی ظاہری شکل ہے مثلاً نماز میں رکوع، سجدہ وغیرہ اور روزے میں بھو

رمضان کے مہینے میں قرآن حکیم نازل ہوا۔ اسی ماہ میں لیلۃ القدر ہے جس کی ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس لیے اس ماہ میں اپنا کوئی وقت بے کار کاموں اور فضول باتوں میں نہیں گنوانا چاہیے۔ بلکہ جتنا وقت ملے قرآن حکیم کی تلاوت، نفل نمازوں اور نیک کاموں میں صرف کرنا چاہیے۔ بعض لوگ روزہ رکھ کر سب کام چھوڑ دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو شدید گرمی کے مہینے میں روزے رکھے اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور تبلیغ فرمائی۔

## 8. روزہ کے مکروہات

روزے میں کھانا پینا اور مباشرت ترک کرنا فرض ہے، ان کے ارتکاب سے روزہ ٹوٹ ہی نہیں جاتا بلکہ ب روزہ کے بدلے دو مہینے مسلسل روزے رکھنے پڑیں گے۔ بعض چیزیں ایسی ہیں جن سے روزہ ٹوٹتا نہیں مگر مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔ وہ یہ ہیں:

- پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرنا اور چغلی کھانا، گالی گلوچ کرنا، سخت کلامی کرنا، چیننا چلانا، فضول باتیں کرنا، لڑائی جھگڑا کرنا۔

- بھوک پیاس کی وجہ سے گھبراہٹ اور بے چینی ظاہر کرنا

- کسی چیز کا منہ میں رکھنا یا چبانا خواہ وہ کھانے کا چیز ہو یا نہ ہو۔

- کوئی کھانے کی چیز چکھنا، اگر کسی عورت کا شوہر یا ملازم کا مالک چڑچڑا اور بد مزاج ہو تو ان کو زبان کی نوک سے نمک چکھ لینے کی اجازت ہے تاکہ اس کے بارے میں کوئی جھگڑا نہ ہو۔

- روزے کی حالت میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں اتنا زیادہ مبالغہ کرنا کہ حلق تک پانی چلا جائے

- 7- کونکہ چبا کر منجن وغیرہ سے دانت صاف کرنا۔ یہی حکم ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا بھی ہے۔
- 8- منہ میں بہت سا تھوک جمع کر کے نکل جانا یا دانت میں چنے سے کم کوئی چیز انگی ہو تو اس کو نکل جانا۔

### 8.3 قضا اور کفارہ

اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑ دیا اسے قضا اور کفارہ دونوں ادا کرنا پڑیں گے۔ قضا تو ہے کہ روزے کی جگہ روزہ رکھے اور کفارہ یہ ہے کہ ایک روزے کے بدلے مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے۔ اگر کسی میں لگا تار دو مہینے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو دو دنوں وقت کھانا کھلائے۔ اگر کسی شخص کو کوئی ایسی بیماری ہے یا اتنا بوڑھا اور ضعیف ہے کہ وہ سرے سے روزے رکھ ہی نہیں سکتا تو فدیہ دے۔ فدیہ ہر روزے کے بدلے پونے دو کلو گرام یا اس کی قیمت ہے۔

## 9- خود آزمائی نمبر 2

- 1- شرائط نماز کتنی ہیں؟
- 2- نماز کے ارکان کتنے ہیں؟
- 3- کیا نیت زبان سے کرنا ضروری ہے؟
- 4- قیام کی حالت میں نگاہ کہاں رہنی چاہیے؟

- 7- تسمیہ کا مطلب کیا ہے؟
- 8- تعویذ کسے کہتے ہیں؟
- 9- نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کتنی بار پڑھنا چاہیے۔
- 10- دعائے قنوت کون سی نماز میں پڑھی جاتی ہے اور کس رکعت میں؟
- 11- عربی میں روزے کو کیا کہتے ہیں؟
- 12- روزے کی روح کیا ہے؟
- 13- حضور ﷺ نے روزہ رکھ کر کیا کیا کام کیے؟
- 14- اگر جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑ دیا جائے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟
- 15- ایک روزے کا فدیہ کیا ہے؟

## 10- جوابات

### 10.1 خود آزمائی نمبر 1

- 1- پانچ
- 2- ایمان کا تعلق دل سے ہے اور اقرار کا زبان سے
- 3- دعا
- 4- سات سال
- 5- منافق
- 6- روشن چہرے والا
- 7- چار
- 8- پندرہ
- 9- تین
- 10- تین
- 11- ایک ہی طریقہ ہے۔

### 10.2 خود آزمائی نمبر 2

- 1- سات۔
- 2- چھ۔
- 3- نہیں کرے تو بہتر ہے۔
- 4- سجدے کی جگہ پر۔
- 5- سبحان ربی العظیم۔
- 6- سبحان ربی الاعلیٰ۔
- 7- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
- 8- اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔
- 9- 33 بار، 33 بار، 34 بار۔
- 10- وتر کی تیسری رکعت میں۔
- 11- صوم۔
- 12- گناہوں سے بچنا۔
- 13- جہاد فرمایا، تبلیغ کی۔
- 14- دو مہینے کے لگا تار روزے۔
- 15- بونے دو کلو گندم ماہ 12 کی قیمت۔

01-

NYC

100-100000

100-100000

100-100000

100-100000

100-100000

100-100000

100-100000

100-100000

100-100000

100-100000

100-100000

100-100000

100-100000

100-100000

100-100000

یونٹ نمبر 5

# ارکانِ اسلام زکوٰۃ - حج

تحریر : حافظ عبدالغفار احمد  
نظر ثانی: پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی

# فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
○	پونٹ کا تعارف	162
○	پونٹ کے مقاصد	163
1-	زکوٰۃ	164
1.1	زکوٰۃ کی تعریف	164
1.2	اسلام میں زکوٰۃ کی حیثیت	164
1.3	زکوٰۃ ادا کرنے کا باقاعدہ حکم	166
1.4	زکوٰۃ کا نصاب اور شرح	167
1.5	زکوٰۃ کے مصارف	168
1.6	زکوٰۃ ادا کرنے کے اصول	169
1.7	زکوٰۃ کے چند فائدے	169
1.8	خود آزمائی نمبر 1	170

171	ج	2-
171	ج کے معنی	2.1
171	ج کی فرضیت	2.2
172	ج واجب ہونے کی شرطیں	2.3
173	احرام باندھنا	2.4
173	احرام باندھنے کی جگہ	2.5
174	وقوف عرفات	2.6
174	طواف زیارت	2.7
175	صفا اور مروہ کے درمیان سعی	2.8
175	ج کے واجبات	2.9
175	ج کے فائدے	2.10
176	خود آزمائی نمبر 2	2.11
177		

## یونٹ کا تعارف

اسلام کے پانچ ارکان ہیں، ان میں سے ایک زکوٰۃ ہے اور ایک حج۔ زکوٰۃ ادا کرنا ہر مالدار مسلمان پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت، فرض ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ سال میں ایک مرتبہ اپنے مال کا ایک مقررہ حصہ نکال کر اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے غریبوں، مسکینوں میں تقسیم کر دے۔ زکوٰۃ ادا کرنا اسلام کی ایک بنیادی عبادت ہے، جسے نماز کے بعد دوسرا درجہ دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ نکالنے سے انسان کا باقی مال پاک ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں دولت کی محبت، لالچ، کنجوسی اور خود غرضی کی جو اخلاقی برائیاں پائی جاتی ہیں، انہیں دور کرنے میں مدد ملتی ہے۔ زکوٰۃ سے معاشرے میں اطمینان اور سکون کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں زکوٰۃ کی ادائیگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو دنیا اور آخرت میں بڑے بڑے انعامات کی خوش خبری سنائی گئی ہے اور جو لوگ مالدار ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کریں انہیں سخت عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

زکوٰۃ کی طرح حج بھی اسلام کا ایک رکن ہے۔ حج کے لیے لوگوں کو مکہ مکرمہ اور دوسرے بابرکت مقامات کو جانا پڑتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ ہے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا گھر ہے۔ حاجی وہاں جا کر اس کے گھر کے گرد چکر کاٹتے ہیں جسے طواف کہا جاتا ہے وہ وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی پاکی اور بڑائی بیان کرتے ہیں۔

مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلے پر عرفات کا میدان ہے۔ حج کے مہینے کی نو (9) تاریخ کو حاجی وہاں جاتے ہیں اور کچھ دیر ٹھہرتے ہیں ”اسے“ ”وقوف“ کہا جاتا ہے۔ یہ حج کا سب سے اہم رکن ہے۔ حاجی عرفات کے میدان میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی اور دلی مرادیں پوری ہونے کی دعائیں مانگتے

## یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ آپ:

- 1- یہ بیان کر سکیں کہ زکوٰۃ کیا ہے اور اس کا ادا کرنا کیوں ضروری ہے؟
- 2- یہ جان سکیں کہ زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے آدمی/عورت کے پاس کتنا مال ہونا ضروری ہے؟
- 3- ان آٹھ قسم کے لوگوں کی نشاندہی کر سکیں جنہیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔
- 4- زکوٰۃ کے فائدے تحریر کریں۔
- 5- یہ بتا سکیں کہ حج کسے کہتے ہیں، یہ کس مقام پر اور کس طرح ادا کیا جاتا ہے؟
- 6- اسلامی شریعت میں حج کی حیثیت واضح کر سکیں۔
- 7- حج کے ارکان اور اس کے واجبات کی تعداد بیان کر سکیں۔

## 1- زكاة

اسلام کی عبادات میں نماز پہلی اور زکوٰۃ دوسری عبادت ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں زکوٰۃ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا اس کا ادا کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے، لیکن زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطیں ہیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ آدمی بالغ ہو، دوسری یہ کہ ہوش مند ہو پاگل یا دیوانہ نہ ہو، اور تیسرے یہ کہ مالدار ہو۔

## 1.1 زکوٰۃ کی تعریف

عربی زبان میں زکوٰۃ کے معنی پاک کرنے، بڑھانے اور ترقی دینے کے ہیں۔ لیکن شریعت (اسلام قانون) میں اس سے مراد وہ مقررہ مال ہے جو مقررہ وقت پر مقررہ شرطوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نام پر ناداروں اور مسکینوں وغیرہ کو دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے اپنے مال کا ایک حصہ نکال کر غریبوں مسکینوں کو دے دینے سے آدمی کا مال پاک ہو جاتا ہے اس لیے اسلام میں زکوٰۃ ادا کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

## 1.2 اسلام میں زکوٰۃ کی حیثیت

اسلام میں نماز کے بعد جس فرض کے ادا کرنے پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے، وہ زکوٰۃ ہے۔ نماز،

﴿فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلْسَائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾ (الحارج: 24-25)

”جن کے مال میں مانگنے والے اور محروم کا ایسا حق ہے جو مفقود ہے“

اسلام میں جب نماز اور زکوٰۃ کو ایک دوسرے کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے اور دونوں کے ادا کرنے پر برابر وردیا جاتا ہے تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ بندوں کے حقوق کا می پورا خیال رکھا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی 82 آیات میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ساتھ ساتھ آیا ہے مثلاً حکم دیا گیا کہ:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾ (البقرہ: 43)

”نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔“

حضور نبی کریم ﷺ کی پاک زندگی میں جب کوئی شخص آ کر آپ ﷺ سے اسلام کے احکام اور مسئلے پوچھتا تو آپ ﷺ ہمیشہ نماز کے بعد زکوٰۃ کو پہلا درجہ دیتے۔ آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی حضرت جریر رضی اللہ عنہ ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ سے تین کاموں کا وعدہ لیا،

○ میں ہمیشہ نماز پڑھوں گا۔

○ جب مجھ پر زکوٰۃ واجب ہوگی تو زکوٰۃ ادا کروں گا

○ میں تمام مسلمانوں کی بھلائی چاہوں گا۔

9 ہجری میں جب حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اسلام کا مبلغ بنا کر یمن بھیجا تو ان سے فرمایا وہاں جا کر پہلے لوگوں کو توحید کی دعوت دینا، پھر انہیں نماز کے فرض سے آگاہ کرنا اور پھر یہ بتانا کہ

”اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے دولت مندوں سے لے کر ان

اسی طرح ایک اور حدیث میں حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اپنی پانچوں وقت کی نماز پڑھو اور تمہارا ماہ رمضان آئے تو روزہ رکھو اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی پیروی کرو تو جنت میں جاؤ گے۔“

قرآن مجید اور حدیث شریف میں جس طرح زکوٰۃ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور بڑے بڑے انعامات کی خوش خبری سنائی گئی ہے، اسی طرح زکوٰۃ نہ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کے غضب اور دوزخ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اور جو دبا کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پس نہیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے۔“ (سورہ توبہ: 34)

### 1.3 زکوٰۃ ادا کرنے کا باقاعدہ حکم

اگرچہ مسلمانوں کو صدقہ اور خیرات کی تعلیم ابتداء ہی سے دی جا رہی تھی لیکن جب 8 ہجری میں مکے کی فتح کے بعد پورا عرب مسلمان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے تمام مال دار مسلمانوں کے لیے زکوٰۃ ادا کرنا فرض قرار دیا۔

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ (التوبہ: 103)

”اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے مال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کرو کہ اس کے ذریعے سے تم ان کو پاک و صاف کر سکو۔“

اس کے بعد نئے سال یعنی 9 ہجری میں زکوٰۃ کی وصولی کے قانون بنائے گئے، تمام عرب میں افسر مقرر ہوئے اور باقاعدہ بیت المال بنایا گیا۔

## 1.4 زکوٰۃ کا نصاب اور شرح

اسلامی شریعت کے مطابق زکوٰۃ سال میں صرف ایک مرتبہ واجب ہوتی ہے اور جن چیزوں پر لگائی جائی ہے ان کی تعداد پانچ ہے۔

1- گھروں میں پالے جانے والے چوپائے جیسے اونٹ، گائے، بھینس اور بھیڑ بکری وغیرہ۔ لیکن ایسے

گھریلو جانوروں پر کوئی زکوٰۃ نہیں جنہیں چراگاہ کے بجائے گھر میں چارے پر پالا گیا ہو۔

اگر اونٹوں کی تعداد پانچ یا اس سے زیادہ یعنی نو تک ہو تو ان پر ایک بکری بطور زکوٰۃ دینا ہوگی اور در سے چودہ تک دو بکریاں۔ اسی طرح اونٹوں کی تعداد جتنی بڑھتی جائے گی ان پر زکوٰۃ کی شرح بھی بڑھتی جائے گی۔

گائے، بیل، بھینس وغیرہ اگر تیس یا اس سے زیادہ لیکن چالیس سے کم ہوں تو ان پر دو سال کا ایک بچھڑا زکوٰۃ واجب ہوگی۔ چالیس پر تین سال کا ایک بچھڑا۔

بھیڑ بکریوں کی تعداد اگر چالیس یا اس سے زیادہ ہو لیکن ایک سو بیس سے کم ہو تو ان پر زکوٰۃ ایک بکری ہے گی۔ ایک سو بیس سے دو سو تک دو بکریاں۔

اونٹوں کی تعداد اگر پانچ سے کم، گائے بھینس کی تعداد تین سے کم اور بھیڑ بکریوں کی تعداد چالیس سے کم ہو تو ان پر کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی۔

2- اگر سونے کی مقدار ساڑھے سات تولے یا اس سے زیادہ اور چاندی کی مقدار ساڑھے باون تولے

اس سے زیادہ ہو، خواہ وہ کسی صورت میں ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ جتنا سونا یا چاندی موجود ہے اس کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالنا پڑے گا۔

اسی طرح اگر سکوں، کاغذی نوٹوں یا سامان تجارت کی مالیت ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون

جتنا مال موجود ہوگا اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ کے طور پر دینا پڑے گا۔

3۔ کانوں سے نکالی ہوئی اشیاء اور دینیوں پر زکوٰۃ کے بجائے غنم (پانچواں حصہ) عائد کیا جاتا ہے جب کہ زرعی پیداوار غلہ، پھل وغیرہ میں زکوٰۃ کا حکم یہ ہے کہ:

”جو زمین بارش یا پہاڑی ندی نالے سے سیراب ہوتی ہو اس کی پیداوار پر زکوٰۃ کل پیداوار کا دسواں حصہ (عشر) واجب ہوگی۔ اور جس زمین کو کنویں، رہٹ یا نہر کے پانی سے سیراب کیا جائے اس کی پیداوار پر زکوٰۃ کل پیداوار کا بیسواں حصہ ہوگی۔“

قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا بڑے ثواب کا کام ہے آپ اس سلسلے میں قرآن کریم کی کسی ایک آیت کا حوالہ دیجئے۔

## 1. زکوٰۃ کے مصارف

مصارف، مصرف کی جمع ہے۔ زکوٰۃ کے مصارف کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کن کن جگہوں پر خرچ کرنی ہے۔ قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم مندرجہ ذیل آٹھ قسم کے لوگوں پر صرف کی جائے گی یعنی:

- 1- فقیر۔
- 2- مسکین۔
- 3- وہ سرکاری ملازم جو زکوٰۃ وصول اور تقسیم کریں۔
- 4- وہ لوگ جن کے دلوں میں دین کی الفص پیدا کرنی ہو۔
- 5- غلاموں اور قیدیوں کو چھڑانے کے لیے۔

7- اللہ تعالیٰ کی راہ یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں۔

8- ناداروں/مسافروں کی امداد میں۔

## 1.6 زکوٰۃ ادا کرنے کے اصول

1- زکوٰۃ سال میں ایک مرتبہ واجب ہوتی ہے البتہ غلہ پر زکوٰۃ ہر دفعہ کی پیداوار پر دی جاسکتی ہے۔

2- قریبی رشتہ داروں جیسے ماں باپ، بیٹی، بیٹا، شوہر، بیوی وغیرہ کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

3- مسجد کی تعمیر پر زکوٰۃ کی رقم نہیں لگائی جاسکتی۔

4- زکوٰۃ کی رقم سے ضرورت کی اشیاء بھی خرید کر دی جاسکتی ہیں۔

5- جن لوگوں کو زکوٰۃ دی جائے انہیں یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے۔

6- زکوٰۃ دینے والے کو زکوٰۃ ادا کرتے وقت یہ نیت کرنی چاہیے کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے جو میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ادا کر رہا ہوں۔

## 1.7 زکوٰۃ کے چند فائدے

زکوٰۃ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کا دل دولت کی محبت، کنجوسی اور لالچ جیسی اخلاقی برائیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

○ زکوٰۃ کی وجہ سے معاشرے کا کوئی طبقہ اپنی بنیادی ضروریات جیسی زندگی سے محروم نہیں رہتا۔

○ زکوٰۃ سے چوری چکاری، ڈاکہ زنی، لوٹ مار اور رشوت جیسی برائیوں میں کمی آتی ہے۔

○ زکوٰۃ بے روزگاروں، بوڑھوں، یتیموں اور بیواؤں کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے میں مدد دیتی ہے۔

## 1.8 خود آزمائی نمبر 1

1- خالی جگہ مناسب الفاظ سے پر کریں۔

- (i) اسلام کی پہلی عبادت نماز اور دوسری ..... ہے۔
  - (ii) نماز اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور زکوٰۃ ..... کا۔
  - (iii) زکوٰۃ ہر عاقل ..... اور مال دار مسلمان پر فرض ہے۔
  - (iv) زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم قرآن مجید میں بھی دیا گیا ہے اور ..... میں بھی۔
- 2- قرآن مجید کی کتنی آیات میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ساتھ ساتھ آیا ہے؟
- 3- حضور اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کون سے تین کاموں کا وعدہ لیا کرتے تھے؟
- 4- زکوٰۃ سال میں کتنی مرتبہ دی جاتی ہے؟
- 5- گائے بھینسوں کی کم از کم کتنی تعداد پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟
- 6- اگر کسی کے پاس ایک سو بھینس بکریاں ہوں تو اسے کتنی زکوٰۃ دینی پڑے گی؟
- 7- سونے اور چاندی کی مقررہ مقدار بیان کیجئے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔
- 8- قرآن مجید میں زکوٰۃ کے مستحق لوگوں کی کون سی آٹھ قسمیں بیان ملی گئی ہیں۔
- 9- کیا زکوٰۃ کی رقم نقد دینے کی بجائے اس کی چیزیں بھی خرید کر دی جاسکتی ہیں۔
- 10- کیا ذاتی رہائش اور ذاتی استعمال کی گاڑی پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی؟
- 11- اگر کوئی چھوٹا بچہ نابالغ بچہ مال دار ہو تو کیا اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی؟
- 12- زکوٰۃ کا سب سے بڑا فائدہ کیا ہے؟
- 13- کیا زکوٰۃ بھائی بہن کو بھی دی جاسکتی ہے؟

## 2- حج

حج اسلام کی ایک بنیادی عبادت ہے۔ چنانچہ زندگی میں ایک بار حج کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کے ضروری ہے۔ لیکن اس کی کچھ شرطیں ہیں۔ اگر کسی شخص میں یہ شرطیں موجود نہ ہوں تو اس کے لیے حج کرنا ضروری نہیں۔ یہ شرطیں اگلے صفحات میں بیان کی جائیں گی۔

### 2.1 حج کے معنی

عربی زبان میں حج کے معنی کسی بڑے مقصد کا ارادہ کرنے کے ہیں لیکن اسلام میں اس سے مراد وہ خاص اعمال ہیں جو سال کے مخصوص دنوں میں خاص جگہوں پر خاص طریقے سے ادا کیے جاتے ہیں۔ حج کے ان خاص اعمال کو مناسک کہا جاتا ہے یعنی وہ کام جو حج میں کیے جاتے ہیں۔

### 2.2 حج کی فرضیت

حج کا فرض ہونا قرآن مجید سے اور حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاتِمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ (البقرہ: 196)

”اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے لیے۔“

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (آل عمران: 97)

”اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت (طاقت) رکھتے ہوں۔“

حج کا فرض ہونا حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث سے بھی ثابت ہے جیسا کہ آپ ﷺ کی احادیث سے بھی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے“

- 1- اس امر کی گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔
- 2- نماز قائم کرنا۔
- 3- زکوٰۃ دینا۔
- 4- رمضان کے روزہ رکھنا۔
- 5- حج کرنا۔

## حج واجب ہونے کی شرطیں

(الف) حج واجب ہونے کی پہلی شرط مسلمان ہونا ہے۔

(ب) دوسری شرط جوان ہونا ہے۔

(ج) تیسری شرط عقل مند ہونا ہے۔

(د) چوتھی شرط استطاعت والا ہونا ہے۔

استطاعت سے مراد یہ ہے کہ حاجی کے پاس سفر کے اخراجات کے لیے ضروری رقم موجود ہو اس کے علاوہ لہر والوں کو بھی اتنی رقم دے کر جائے جو اس کی واپسی تک ان کی ضروریات کے لیے کافی ہو۔

عورت پر حج واجب ہونے کی ایک خاص شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ امن کا شوہر یا کوئی محرم (جس کے نکاح نہ ہو سکتا ہو) موجود ہو۔

## 2.4 احرام باندھنا

حج یا عمرہ احرام باندھنے سے شروع کیا جاتا ہے۔ احرام دو آن سلی سفید چادروں پر مشتمل ایک خاص ہوتا ہے۔ ان چادروں میں سے ایک کو تہہ بند کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور دوسری سے جسم کا اوپر کا ڈھانپا جاتا ہے اس طرح کہ اس کا ایک سرادائیں بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر اور دوسرا بائیں بغل سے نکال کر دائیں کندھے پر لٹکایا جاتا ہے۔

عورتوں کے لیے احرام کا کوئی خاص لباس نہیں، وہ اپنے عام لباس کے ساتھ سر کے بالوں کو ڈھانپنے کے لیے اوڑھنی یا رومال استعمال کر سکتی ہیں لیکن اس سے ان کا چہرہ نہیں چھپنا چاہیے۔

## 2.5 احرام باندھنے کی جگہ

پاکستان اور ہندوستان سے جو لوگ حج کے لیے جاتے ہیں ان کے لیے احرام باندھنے کی جگہ یلملم چنانچہ جب لوگ خشکی کے راستے سفر کرتے ہوئے یلملم پہنچتے ہیں تو وہاں حج یا عمرہ کی نیت کر کے احرام لیتے ہیں۔ جو لوگ ہوائی جہاز یا پانی کے جہاز میں سفر کرتے ہوئے یلملم کی سیدھ میں پہنچتے ہیں تو وہاں پہنچنے پہلے احرام باندھ لیتے ہیں، کیونکہ اگر آدمی حج یا عمرہ کے لیے جا رہا ہو تو احرام باندھنے بغیر یلملم سے گزرنا ہے۔

احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا سنت ہے۔ غسل کرنے کے بعد احرام باندھنے اور احرام باندھنے بعد دو رکعت نماز سنت پڑھے اور زبان اور دل سے یہ الفاظ کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ / اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فِیْسِرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ

اس کے بعد تلبیہ کہے۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ  
وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ

تلبیہ کسی قدر بلند آواز سے کہنا چاہیے۔ تلبیہ کے بعد آہستہ آواز سے درود شریف پڑھے۔

## 2.6 وقوف عرفات

حج کا پہلا رکن حاجی کا عرفات کے میدان میں موجود ہونا ہے، خواہ حالت بیداری میں ہو یا خواب (نیند) میں، بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر، ٹھہر کر یا گزرتے ہوئے، راہ چلتے ہوئے۔ اسے وقوف عرفات کہتے ہیں اور یہی حج کا سب سے اہم رکن ہے۔

وقوف عرفات کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ شریعت کے مقرر کردہ وقت کے اندر ہو، یعنی نویں ذوالحجہ کے دن سورج ڈھلنے کے بعد یوم نحر (عید الاضحیٰ کے دن) کی فجر تک۔ اس میں نہ نیت شرط ہے نہ ہوش میں ہونا۔ نانچہ جو شخص مقررہ وقت میں میدان عرفات پہنچ گیا اس کا حج درست ہو گیا۔ خواہ اس نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ رخواہ وہ یہ جانتا ہو کہ وہ میدان عرفات میں ہے یا نہ جانتا ہو یا حالت جنون میں ہو یا بے ہوشی کی حالت میں، سو باہو یا جاگ رہا ہو۔

## 2.7 طواف زیارت

طواف زیارت جسے طواف افاضہ کہا جاتا ہے، 10 رذوالحجہ کو منیٰ سے واپسی کے بعد حرم شریف میں کیا جاتا ہے۔ حج کے دوار کا (1) میں سے ایک ہے۔

## 2.8 صفا اور مروہ کے درمیان سعی

طواف زیارت کے بعد حاجی صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگاتے ہیں۔ یہ چکر لگانا واجب ہے۔ لہذا اگر کوئی حاجی کسی وجہ سے سعی نہ کر سکا، چکر نہ لگا سکا، تو اس کا حج صحیح ہو جائے گا البتہ اسے ایک بکری کی قربانی دینی پڑے گی۔ یہ سعی طواف کے بعد کی جاتی ہے پہلے نہیں۔

## 2.9 حج کے واجبات

حج کے بنیادی واجبات پانچ ہیں:

- 1- صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ سات پھیرے لگانا۔
- 2- فجر سے پہلے مزدلفہ میں آنا ہے، خواہ گھڑی بھر کے لیے ہو۔ (میدان عرفات میں وقوف کے بعد
- 3- جمرات کے مقام پر (شیاطین کو) کنکریاں مارنا ہے۔
- 4- سرمنڈوانا یا بال کتر وانا ہے۔
- 5- واجب طواف صدر ہے۔

اسی طرح یہ امر بھی واجب ہے کہ پہلے شیاطین کو کنکریاں ماری جائیں اور پھر سرمنڈوا یا جائے۔

حج کے آخر میں منی کے مقام پر 10 رزوالحجہ کو قربانی کی جاتی ہے یہ بھی ایک واجب امر ہے۔ قربانی سے پہلے بال منڈوانا جائز نہیں، عورتیں اپنے بالوں کی صرف ایک لٹ کترتی ہیں۔

بال منڈوانے کے بعد حج کے مناسک ختم ہو جاتے ہیں اور احرام کھول دیا جاتا ہے۔

## 2.10 حج کے فائدے

2- حج کے ذریعے مسلمانوں کا اپنے مالک اور اس کے سب سے پہلے گھر یعنی خانہ کعبہ سے تعلق زیادہ گہرا اور مضبوط ہو جاتا ہے۔

3- حج کے ذریعے انسان کو بے مثال روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

4- حج کے ذریعے انسان کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ بالکل پاک ہو جاتا ہے۔

5- حج کے ذریعے ساری دنیا کے مسلمانوں میں اخوت اور بھائی چارہ کے احساسات ابھرتے ہیں۔

## 2.11 خود آزمائی نمبر 2

1- کیا حج کا فرض ہونا صرف قرآن سے ثابت ہے یا احادیث سے بھی؟ کسی ایک حدیث کا حوالہ دیجئے۔

2- وہ پانچ چیزیں کون سی ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے؟

3- حج واجب ہونے کی تین اہم شرطیں بیان کیجئے

4- اگر عورت کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو تو کیا وہ اکیلی حج کر سکتی ہے؟

5- کیا عورتوں کے لیے احرام کا کوئی خاص لباس ہوتا ہے؟

6- تلبیہ کیا ہے؟

6- کیا احرام باندھنے بغیر ”میقات“ سے گذرنا صحیح ہے؟

8- وقوف عرفہ سے کیا مراد ہے؟ کیا اس کے لیے نیت کرنا ضروری ہے؟

9- اگر کوئی حاجی بیماری کے باعث لیٹ کر میدان عرفات پہنچے تو کیا اس کا حج ہو جائے گا؟

## 3- جوابات

### خود آزمائی نمبر 1

1- (i) زکوٰۃ (ii) بندوں (iii) بالغ (iv) حدیث شریف

2- بیسی آیات میں

3- نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا

4- صرف ایک مرتبہ

5- گائے بھینسوں کی زکوٰۃ کا نصاب میں ہے۔ اس سے کم تعداد پر زکوٰۃ واجب نہیں

6- صرف ایک بکری

7- سونا = ساڑھے تولے ، چاندی = 52 تولے

8- (i) فقیر (ii) مسکین

(iii) وہ لوگ جو زکوٰۃ کے وصول اور تقسیم کرنے کے سرکاری طور پر ذمہ دار ہوں۔

(iv) وہ لوگ جن کے دلوں میں دین کی الفت ڈالنی ہو۔

(v) غلاموں اور قیدیوں کو چھڑانے کے لیے۔

(vi) قرض، عداوت، کافروں کی خدمت، کفر، کفر

(viii) نادار مسافروں کی امداد کے لیے۔

9- چیزیں بھی خرید کر دی جاسکتی ہیں۔

10- نہیں۔

11- نہیں۔

12- زکوٰۃ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کا دل دولت کی محبت، کنجوسی اور لالچ جیسی اخلاقی برائیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

13- دی جاسکتی ہے۔

14- ضروری ہے۔

## خود آزمائی نمبر 2

1- قرآن کے علاوہ حدیث سے بھی ثابت ہے۔ مثلاً وہ حدیث جس میں پانچ چیزوں کو اسلام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے یعنی

(i) شہادت و توحید و رسالت۔

(ii) نماز قائم کرنا۔

(iii) زکوٰۃ دینا۔

(iv) رمضان کے روزے رکھنا۔

2- (i) شہادت و توحید و رسالت۔

(ii) نماز قائم کرنا۔

(iii) زکوٰۃ دینا۔

(iv) رمضان کے روزے رکھنا۔

(v) حج کرنا۔

3- مسلمان ہونا، جوان (بالغ ہونا)، استطاعت والا ہونا۔

4- محرم کے بغیر عورت پر حج واجب نہیں۔

5- کوئی خاص لباس نہیں ہوتا۔

6- تلبیہ کے الفاظ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ  
لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ

7- احرام باندھے بغیر یلملم (میقات) سے گزرنا حرام ہے۔

8- وقوف عرفہ سے مراد حاجی کا یوم عرفہ کو شریعت کے مقرر کردہ وقت میں میدان عرفات میں موجود ہونا ہے،  
خواہ تھوڑی دیر کے لیے ہو۔ اس کے لیے نیت شرط نہیں۔

9- اس کا حج ہو جائے گا۔

10- سعی طواف کے بعد کی جاتی ہے۔ اگر پہلے کر لی تو دوبارہ کرنا پڑے گی۔



پونٹ نمبر 6

# سیرتِ طیبہ

نظر ثانی: منزہ خانم  
اسٹنٹ پروفیسر

# فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
○	یونٹ کا تعارف	185
○	یونٹ کے مقاصد	185
1	ولادت سے بعثت تک	186
1.1	حضور اکرم ﷺ کی ولادت	187
1.2	زمان رضاعت اور پرورش	188
1.3	شام کا سفر	189
1.4	حرب فجار میں شرکت	189
1.5	حلف الفضول میں شرکت	189
1.6	تجارتی سفر	190
1.7	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	190
1.8	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی	190
1.9	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی اولاد	191

192	1.11 غارِ حرا میں عبادت
193	2 بعثت اور مکہ معظمہ میں تبلیغ اسلام
193	2.1 وحی کی ابتداء
194	2.2 تبلیغ کا آغاز
194	2.3 اعلانیہ اسلام کی دعوت
195	2.4 کفار کی ایذائیں
195	2.5 اللہ کا پیغام
195	2.6 حضرت ابوطالب کے ذریعے حضور اکرم ﷺ پر دباؤ
196	2.7 غریب مسلمانوں پر کفار کا ظلم و ستم
197	2.8 ہجرت حبشہ
197	2.9 شعب ابی طالب
198	2.10 غم کا سال
198	2.11 طائف کا سفر
198	2.12 مدینہ منورہ میں اسلام
199	2.13 خود آزمائی نمبر 2
201	3 ہجرت مدینہ (13 ربوی)
201	3.1 قبائلی قیام
202	3.2 مدینہ روانگی اور ابویوب انصاری کے گھر قیام

202	3.4	مواخات مدینہ
203	3.5	بیثاق مدینہ
204	3.6	خود آزمائی نمبر 3
205	4	غزوہ بدر سے غزوہ تبوک تک (2 ہجری سے 9 ہجری)
205	4.1	غزوہ بدر
206	4.2	غزوہ احد
207	4.3	غزوہ خندق
208	4.4	صلح حدیبیہ
209	4.5	بادشاہوں کے نام خطوط
209	4.6	فتح خیبر
210	4.7	جنگ موتہ
211	4.8	فتح مکہ
213	4.9	غزوہ حنین
213	4.10	غزوہ تبوک
214	5	حجۃ الوداع
214	5.1	خطبہ حجۃ الوداع
216	6	وصال
216	6.1	خود آزمائی

## یونٹ کا تعارف

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم ﷺ تک تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء گزرے۔ انبیاء صرف اپنے علاقوں اور اپنی اپنی قوموں کے لیے ہدایت کا پیغام لے کر آئے تھے۔ مگر ہمارے پیارے حضرت محمد ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ صرف کسی ایک قوم اور ایک علاقے کے لیے پیغمبر بنا کر نہیں گئے۔ قرآن و سنت کی شکل میں جس ہدایت کے ساتھ آپ ﷺ کو بھیجا گیا اس میں پوری دنیا کے لیے اور قیامت آنے والی نسل انسانیت کے لیے ہدایت موجود ہے۔

اس یونٹ میں حضور اکرم ﷺ کے حالات زندگی مختصر طور پر بیان کیے گئے ہیں اور یہ بتایا گیا۔ آپ ﷺ نے اسلام پھیلانے کے لیے کیسی کیسی تکلیفیں اٹھائیں، گھر بار چھوڑا، کفار سے جنگیں لڑیں اور ا کے پیغام سے دنیا کو روشناس کرایا۔

## یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ آپ:

- 1- یہ بتا سکیں کہ نبی اکرم ﷺ نبوت ملنے سے پہلے مکہ معظمہ میں بہت عزت و احترام کے حامل تھے۔
- 2- بعثت نبوی کا واقعہ بیان کر سکیں اور وہ مشکلات گنوا سکیں جو اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں آپ کو مکہ معظمہ پیش آئیں۔

- 3- ہجرت مدینہ کے واقعات، مختلف غزوات اور اہل مدینہ کے ساتھ صلح و صلح کے حالات۔

# 1- ولادت سے بعثت تک

بہت مدت پہلے عرب کے شہر مکہ معظمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت یسٰی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک گھر تعمیر کیا جسے بیت اللہ یعنی اللہ کے گھر کا نام دیا گیا۔ یہ گھر بدکی علامت تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس گھر کو اسلام کی (کا مرکز بنایا۔ لوگوں کو بتایا کہ اللہ ایک ہے، وہی سب جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہی سب کو پالتا ہے۔ رح کا نفع اور نقصان اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اچھے کام کرنے سے خوش ہوتا ہے اور اس پر انعام دیتا ہے اور بے کام پر ناراض ہوتا ہے اور سزا دیتا ہے۔

مدت تک عرب کے باشندے اسی عقیدے پر قائم رہے لیکن بعد میں ان میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا شروع ہو گئیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے بت بنا کر ان کو خدا کی ولادت قرار دیا۔ ان کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا یہ سمجھا اور اللہ تعالیٰ کے اختیارات ان سے منسوب کر دیے۔

عقیدے میں خرابی کا اثر یہ ہوا کہ ان کی زندگیوں میں ہر طرح کی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ لڑائی جھگڑے، قتل و غریبوں اور مجبور لوگوں پر ظلم کرنا، بچیوں کو زندہ دفن کر دینا، عورتوں اور بچوں کو اغوا کر کے بیچ دینا یا ان کو مہربان لیا۔ غرض ان کی زندگی ایسی تھی کہ اس کا نقشہ حضور اکرم ﷺ کے چچا زاد حضرت جعفر طیار ؓ نے حبشہ کی ت کے موقع پر نجاشی کے دربار میں ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

”اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے، بت یوحنا تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں

جب کبھی انسان سیدھے راستے سے بھٹک جاتے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہدایت کے لیے انہی لوگوں میں سے کسی بابرکت، نیک اور معزز شخصیت کو منتخب کر کے ان کے لیے رسول یا نبی بنا دیتا تا کہ وہ بھٹکے ہوئے لوگوں کو دوبارہ اللہ سے جوڑ دیں۔ پہلے وقتوں میں آبادیاں دور دور تھیں۔ آمدورفت کے ذرائع نہ ہونے کے برابر تھے۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ ہر علاقے اور ہر قوم میں نبی بھیجتا رہا۔

جب دنیا ترقی کر گئی، آمدورفت کے ذرائع بڑھ گئے اور وہ وقت قریب آ گیا کہ پوری دنیا ایک بستی یا ایک شہر کی طرح ہو جائے تو ایک ایسے رسول کی ضرورت تھی جو کہ پوری دنیا کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہو۔ اگر لیے اللہ تعالیٰ نے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو دنیا کے تمام انسانوں کے لیے اور قیامت تک کے لیے رسول بنا کر بھیجا تا کہ ساری دنیا کے انسان ایک امت بن جائیں۔

آخری رسول کی پیدائش کے لیے اللہ تعالیٰ نے وہ خاندان منتخب کیا جو دنیا میں سب سے زیادہ باعزت تھا۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاندان اور وہ شہر منتخب کیا جہاں اللہ تعالیٰ کا گھر تھا یعنی مکہ معظمہ۔

## 1.1 حضور اکرم ﷺ کی ولادت

حضور ﷺ مشہور روایت کے مطابق 12 ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ اپریل 571ء کی 22 تاریخ تھی اور پچ کا دن تھا۔ اس سال کو عرب عام الفیل کہتے ہیں۔ عام الفیل کا مطلب ہے ہاتھیوں والا سال۔ اس سال یمن کے ایک عیسائی بادشاہ ابرہہ نے خانہ کعبہ گرانے کے لیے ہاتھیوں کا لشکر لے کر مکہ معظمہ پر حملہ کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ خود تباہ و برباد ہو گیا۔ اس وجہ سے اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں۔

قرآن حکیم کے آخری پارے کی سورہ الفیل کا ترجمہ اور تفسیر پڑھیں اور ابرہہ کے واقعہ کا خلاصہ لکھیں

حضور ﷺ کے والد کا نام عبد اللہ تھا اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی آمنہ تھا۔ آپ ﷺ کے والد آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ آپ ﷺ کے دادا کا نام عبد المطلب تھا۔ جنہوں نے آپ ﷺ کے والد کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی سرپرستی کی۔ آپ ﷺ کے دادا نے آپ ﷺ کا نام محمد ﷺ رکھا۔

## 1.2 زمانہ رضاعت اور پرورش

سب سے پہلے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے دودھ پلایا۔ چند روز کے بعد آپ ﷺ کے چچا ابولہب کی باندی ثویبہ نے دودھ پلایا۔

اس زمانے میں عرب کے معزز گھرانوں کے بچے دیہات میں پرورش پاتے تھے، گاؤں کی عورتیں شہر آتیں اور بچوں کو دودھ پلانے اور پالنے کے لیے اپنے ساتھ لے جاتیں۔ انہی عورتوں میں قبیلہ بنو سعد کی ایک خوش قسمت عورت حضرت حلیمہ سعدیہ تھیں جو آپ ﷺ کو ساتھ لے گئیں۔ چار برس تک آپ ﷺ حلیمہ سعدیہ کے پاس رہے پھر واپس اپنی والدہ صلبہ کے پاس آ گئے۔

جب آپ ﷺ چھ برس کے ہوئے تو آپ ﷺ کی والدہ آپ ﷺ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ گئیں اور وہاں ایک ماہ قیام کیا۔ واپسی پر ایک مقام ابواء پر بیمار پڑ گئیں اور وہیں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے والد کی ایک باندی ام ایمن تھیں جو آپ ﷺ کو ساتھ لے آئیں اور آپ ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب کے سپرد کر دیا۔

والدہ محترمہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی پرورش آپ ﷺ کے دادا نے کی لیکن جب آپ ﷺ آٹھ سال کے ہوئے تو آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب بھی انتقال کر گئے۔ انہوں نے اپنے پوتے کو اپنے بیٹے ابوطالب کے سپرد کر دیا۔ ابوطالب نے آپ کی بہت محبت سے پرورش کی۔

### 1.3 شام کا سفر

جب آپ کی عمر بارہ برس ہوئی تو آپ ﷺ کے چچا ابوطالب تجارت کی غرض سے ملک شام جانے لگے تو آپ ﷺ نے بھی ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے لیا۔

### 1.4 حربِ فجار میں شرکت

جب حضور اکرم ﷺ پندرہ برس کے ہوئے تو اس وقت عرب کے دو قبیلوں قبیلہ قریش اور قبیلہ بن قیس میں جنگ چھڑ گئی جسے حربِ فجار کہا جاتا ہے۔

اس جنگ میں آپ ﷺ نے بھی شرکت کی آپ ﷺ چونکہ بہت رحمدل تھے اس لیے آپ ﷺ نے خود کسی پر بھی تیر نہیں چلایا لیکن تیر اندازوں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے رہے۔

### 1.5 حلف الفضول میں شرکت

قریش کے لوگ آئے دن کی لڑائیوں سے پریشان تھے اس لیے انہوں نے ایک معاہدہ کیا کہ امن و امان قائم رکھنے کی کوشش کریں گے اور غریبوں، بے کسوں اور مظلوموں کی مدد کیا کریں گے۔ اس معاہدے میں نبی کریم ﷺ نے بھی شرکت کی۔

عربی زبان میں معاہدے کو حلف کہتے ہیں اور اس معاہدے کے بانیوں کے ناموں میں اتفاق سے فضل کا لفظ تھا جس کی جمع فضول آتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ ”حلف الفضول“ کہلایا۔ یعنی ایسا معاہدہ جو فضل نام کے آدمیوں کے درمیان ہوا۔

## 1.6 تجارتی سفر

جوان ہو کر آپ ﷺ نے بھی اپنے خاندان کے باقی لوگوں کی طرح تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ ﷺ لوگوں کا مال لے کر شام اور یمن جاتے تھے۔ لوگ آپ ﷺ کی سچائی اور امانت داری سے بہت متاثر ہوئے اس لیے آپ ﷺ کو صادق اور امین کا لقب دیا گیا۔

## 1.7 حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ کی ایک مالدار خاتون تھیں۔ وہ گھر میں کسی مرد کے نہ ہونے کی وجہ سے اپنے کاروبار کی خود ہی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ اور جن لوگوں کو ہوشیار اور معتبر سمجھتیں ان کو اپنا مال منافع کی نرکت پر تجارت کی غرض سے دیا کرتی تھیں۔

اس دور میں آپ ﷺ کی امانت و دیانت کا بہت شہرہ تھا۔ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تک آپ ﷺ کی دیانت و سچائی کی شہرت پہنچی تو انہوں نے اپنا مال آپ ﷺ کے سپرد کیا اور ساتھ ہی ایک غلام میسرہ کو ہمراہ بھیجا۔ اس دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پہلے سے دو گنا منافع ہوا۔

## 1.8 حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے آپ ﷺ کے اخلاق و کردار کی کچھ اس طرح تعریف کی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود حضور اکرم ﷺ کو شادی کا پیغام بھیجا جسے آپ ﷺ نے منظور کر لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر 25 سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر 40 سال تھی۔

## 1.9 حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی اولاد

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ کے بیٹے ۲ میں ہی وفات پا گئے۔ بیٹیوں کے نام ہیں:

- 1- حضرت زینب رضی اللہ عنہا
- 2- حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا
- 3- حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا
- 4- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

## 1.10 حجر اسود نصب کرنے کا واقعہ

خانہ کعبہ کی عمارت پرانی تھی اس لیے قریش نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر کی جائے۔ قبیلوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کر دی۔ جب حجر اسود نصب کرنے کا وقت آیا تو ہر قبیلے نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس مبارک پتھر کو لگانے کی سعادت اسے ہی حاصل ہو۔ بات لڑائی تک پہنچنے لگی تو ایک بوڑھے سردار نے تجویز پیش کی کہ کل سب سے پہلے جو شخص خانہ کعبہ میں موجود ہوا اس کے فیصلے کو سب تسلیم کریں گے۔ سب اس تجویز کو تسلیم کر لیا۔ اگلے روز اتفاق سے حضور اکرم ﷺ سب سے پہلے خانہ کعبہ پہنچ گئے۔ سب نے آپ ﷺ اعتماد کا اظہار کیا۔ اس مسئلے کا آپ ﷺ نے یہ حل نکالا کہ ایک چادر منگوا کر حجر اسود اس پر رکھا اور تمام قبیلوں کے سرداروں سے کہا کہ چادر کے کونے پکڑ کر پتھر نصب کرنے والی جگہ پر لے جائیں۔ جب پتھر اس جگہ پر پہنچا کہ آپ ﷺ نے خود پتھر اٹھا کر اسے اس کی جگہ نصب کر دیا۔ اس طرح آپ ﷺ کے فیصلے سے سب قبیلے

## 1.1 غارِ حرا میں عبادت

نبوت ملنے سے کچھ عرصہ پہلے آپ اکثر کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر ایک غار میں چلے جاتے اور غور و فکر اور عبادت کرتے تھے۔ اس غار کا نام غارِ حرا ہے۔

### 1. خود آزمائی نمبر 1

- 1- بیت اللہ کی بنیاد سب سے پہلے کس نے رکھی؟
- 2- حضور اکرم ﷺ قریش کے کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے؟
- 3- حضور اکرم ﷺ کی تاریخ پیدائش بتائیے؟
- 4- قبیلہ بنو سعد کی کس خاتون نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا؟
- 5- دادا کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی پرورش کس نے کی؟
- 6- جب آپ ﷺ کی عمر 15 سال تو تو آپ نے کس جنگ میں شرکت فرمائی؟
- 7- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی کتنی اولاد ہوئی؟
- 1- حضور اکرم ﷺ کے دادا کا نام..... تھا۔
- 2- آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ..... کے مقام پر دفن ہیں۔
- 3- آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تجارت کے لیے جب شام گئے تو آپ ﷺ کی عمر..... سال تھی۔
- 4- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے وقت آپ ﷺ کی عمر..... تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر..... سال تھی۔
- 5- محمد اسد نصیر کے زکریا کے وقت آپ ﷺ کی عمر..... سال تھی۔

## 2- بعثت اور مکہ معظمہ میں تبلیغ

### 2.1 وحی کی ابتداء

ایک دن آپ ﷺ اپنے معمول کے مطابق غار حرا میں عبادت میں مصروف تھے کہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کو نظر آیا اور آپ ﷺ سے کہا ”پڑھیے“ آپ ﷺ نے جواب دیا ”میں پڑھنا نہیں جانتا“۔ فرشتے نے یہ سن کر آپ ﷺ کو اپنے سینے کے ساتھ زور سے بھینچا اور کہا:

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ

الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾

”اپنے رب کا نام لے کر پڑھیے جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھیے اور آپ کا رب بہت کرم کرنے والا ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہ جانتا تھا۔“

اس عجیب و غریب واقعہ کے بعد آپ ﷺ بہت پریشان ہوئے اور گھر آ کر اپنی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا ”مجھے کپڑا اوڑھا دو“۔ آپ ﷺ نے غار حرا میں ہونے والا واقعہ سنایا اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور کہا:

”اللہ آپ کو نقصان نہیں پہنچے دے گا۔ کیونکہ آپ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک

کرتے ہیں۔ دوسرے کے کام آتے ہیں۔ غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ مہمانوں کی خاطر

## 2.2 تبلیغ کا آغاز

حضور اکرم ﷺ نے ابتداء میں اپنے گھر والوں اور قریبی دوستوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ پہلے آپ ﷺ نے اپنے خاندان عبدالمطلب کی دعوت کی اور لوگوں کو دین اسلام کی بنیادی باتیں بتائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ لوگ خاموش رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”گو میری آنکھیں دکھتی ہیں، میری ٹانگیں کمزور ہیں، میں نوعمر ہوں لیکن میں آپ ﷺ کا ساتھ دوں گا۔“

○ سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

○ مردوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

○ بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

○ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ پر ایمان لائے۔

تین سال تک چپکے چپکے ہی اسلام کی دعوت جاری رہی۔

## 2.3 اعلانیہ اسلام کی دعوت

تین سال کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو اعلانیہ تبلیغ کا حکم ملا۔ یہ حکم ملتے ہی آپ ﷺ ایک دن کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو اکٹھا کر کے اللہ تعالیٰ کا پیغام ان کو پہنچایا۔ اس پر آپ ﷺ کے چچا ابولہب

## 2.4 کفار کی ایذائیں

اس کے بعد کفار نے آپ ﷺ کی مخالفت شروع کر دی۔ اسلام کی تعلیم میں جتنی باتیں تھیں ان سے کفار کو دولت و منصب گھٹنے کا ڈر تھا۔ کفار آپ ﷺ کو ہر طرح کی تکلیفیں دیتے آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھاتے، نماز کی حالت میں پشت پر نجاست ڈال دیتے۔ ابولہب جو آپ ﷺ کا چچا تھا وہ آدراہ لڑکوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیتا جو آپ ﷺ کو پتھر مار کر لہو لہان کر دیتے۔ آپ ﷺ کی گردن میں چادر ڈال کر کھینچتے جس سے آپ ﷺ کا دم گھٹنے لگتا۔ آپ ﷺ نے تمام تکالیف برداشت کیں لیکن اللہ تعالیٰ کا پیغام برابر لوگوں تک پہنچاتے رہے اور ثابت قدم رہے۔

## 2.5 اللہ تعالیٰ کا پیغام

حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچایا کہ:

”تم صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، کسی اور کو اللہ کا شریک نہ بناؤ، بتوں کی پوجا نہ کرو، برائیوں سے بچو، کسی پر ظلم نہ کرو، غریبوں اور کمزوروں پر رحم کرو، ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرو۔ سب کے ساتھ محبت سے پیش آؤ، رشتہ داروں، عزیزوں، ضعیفوں اور یتیموں سے اچھا سلوک کرو۔ اسلام میں سب لوگ برابر ہیں، اچھے کام کا بدلہ اچھا اور برے کام کا بدلہ برا ہوگا۔“

## 2.6 حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ذریعے حضور اکرم ﷺ پر دباؤ

کفار نے دباؤ بھرا کر کہا کہ اگر آپ ﷺ اسلام قبول کرنا نہ چاہتے ہیں تو ہم آپ ﷺ کو مار ڈالیں گے۔

کفار پہلے آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور انہیں کہنے لگے کہ:

”آپ اپنے بھتیجے کو منع کریں کہ وہ ہمارے بتوں کو برا نہ کہے اور باپ دادا کے مذہب کو غلط نہ کہے ورنہ ہم سے لڑنے کے لیے تیار ہو جائے۔“

ابوطالب نے حضور اکرم ﷺ سے کہا:

”بھتیجے مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں اٹھانہ سکوں۔“

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”چچا جان! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں تب بھی میں یہ کام نہ چھوڑوں گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا دین پھیل جائے یا اس کوشش میں میری جان چلی جائے۔“

یہ سن کر ابوطالب نے حضور اکرم ﷺ کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔

## 2.7 غریب مسلمانوں پر کفار کا ظلم و ستم

قریشی سردار جب آپ ﷺ کو نقصان نہ پہنچا سکے تو انہوں نے غریب مسلمانوں پر ظلم و ستم شروع کر دیا۔ انہیں مارتے پیٹتے، دوپہر کے وقت دھوپ میں کھڑا کر دیتے اور ہاتھ پاؤں رسیوں سے باندھ دیتے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ، امیہ بن خلف کے غلام تھے جو انہیں دوپہر کے وقت گرم ریت پر لٹا دیتے اور سینے بھاری پتھر رکھ دیتے۔ کبھی گلے میں رسی ڈال کر لڑکوں کے حوالے کرتا جو انہیں گھسیٹتے رہتے تھے۔ آخر کار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔

## 2.8 ہجرت حبشہ

نبی اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ مکہ معظمہ میں مسلمانوں پر بے پناہ ظلم و ستم ہو رہے ہیں تو انہوں نے کچھ مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ نبوت کے پانچویں سال گیارہ مردوں اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ کفار مکہ اس بات پر بہت ناراض ہوئے اور انہوں نے اپنے دو آدمیوں کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا کہ وہ مسلمانوں کو واپس کر دے۔ نجاشی کو دین اسلام کی باتیں اچھی لگیں اس لیے اس نے مسلمانوں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

کچھ دن بعد یہ افواہ پھیل گئی کہ مکہ والوں نے اسلام قبول کر لیا ہے یہ سن کر کچھ مسلمان مکہ معظمہ واپس لوٹ آئے۔ مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر یہ پتہ چلا کہ یہ خبر غلط ہے۔ کچھ مسلمان وہیں سے واپس چلے گئے۔ لیکن کچھ مکہ معظمہ آ گئے۔ کفار نے ظلم و ستم میں اضافہ کر دیا۔ دوسری بار 101 لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی جن میں 83 مرد اور 18 عورتیں شامل تھیں۔

## 2.9 شعب ابی طالب

قریش نے اپنا غصہ دکھانے کے لیے ایک معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ کی دیوار پر لٹکا دیا۔ اس معاہدہ میں لکھا تھا کہ بنو ہاشم سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھا جائے گا اور نہ ان کے ساتھ خرید و فروخت کی جائے گی۔

ابو طالب یہ دیکھ کر اپنے خاندان کو لے کر ایک گھائی میں چلے گئے۔ اس گھائی کو شعب ابی طالب کہا جاتا ہے۔ یہاں آپ ﷺ کے خاندان نے بہت دکھ اٹھائے۔ درختوں کے پتے اور سوکھا چڑا اُبال کر کھاتے۔ مین سال تک آپ ﷺ اور آپ ﷺ کا خاندان اس گھائی میں رہے۔

## 2.10 غم کا سال

10 ربوی کو آپ ﷺ کو 2 بڑے صدموں کا سامنا کرنا پڑا آپ ﷺ کے چچا ابوطالب اور آپ ﷺ کی رفیقہ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ اس سال کو ”عام الحزن“ یعنی غم کا سال کہتے ہیں۔

## 2.11 طائف کا سفر

جب مکہ معظمہ والوں نے اسلام قبول نہ کیا تو آپ ﷺ مکہ کی ایک قریبی بستی طائف میں دعوت اسلام کے لیے گئے۔ طائف والوں نے بھی اسلام قبول نہ کیا بلکہ آپ پر پتھر برسائے۔ یہاں تک کہ آپ کے جوتے خون سے بھر گئے اور آپ ﷺ نے ایک باغ میں پناہ لی اور اس کے بعد آپ واپس مکہ معظمہ لوٹ آئے۔

## 2.12 مدینہ منورہ میں اسلام

مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب تھا۔ اس وقت اس میں دو قبائل ”اوس“ اور ”خزرج“ آباد تھے۔ ان کے علاوہ یہودیوں کے بھی تین قبائل آباد تھے۔

اہل کتاب ہونے کی وجہ سے یہودی آخری نبی کے آنے کے بارے میں جانتے تھے۔ وہ دوسرے کو بھی بتاتے رہتے تھے کہ جو شخص بھی اس آخری نبی کا ساتھ دے گا وہی کامیاب ہوگا۔

10 ربوی کو اوس اور خزرج قبیلے کے کچھ لوگ مکہ معظمہ آئے۔ مکہ معظمہ کے باہر عقبہ (پھاڑ کی گھاٹی) میں حضور اکرم ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور یہ وعدہ بھی کیا کہ واپس جا کر دوسرے لوگوں کو بھی اسلام کی تبلیغ کریں گے۔

دوسرے سال 12 آدمی مکہ معظمہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اسے بیعت عقبہ اولی کہتے ہیں۔ اولیٰ کا مطلب ہے پہلی۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو تعلیم و تبلیغ کے لیے ان کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا۔

تیسرے سال حج کے موقع پر بہتر (72) آدمی حضور اکرم ﷺ سے ملنے آئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اسے بیعت عقبہ ثانیہ یعنی دوسری بیعت کہا جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ مدینہ میں اچھا خاصا اسلام پھیل گیا۔ مدینہ منورہ کے مسلمانوں نے آپ ﷺ کو مدینہ منورہ لے جانا چاہا۔ اس موقع پر حضرت عباسؓ جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے، انہوں نے انصار سے خطاب کر کے کہا:

”اے گروہ انصار! آپ ﷺ کو مدینہ لے جانا آسان نہیں کیونکہ آپ ﷺ کے دشمن بہت ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مشکل وقت آئے تو تم لوگ ان کا ساتھ چھوڑ دو۔“

مدینہ منورہ کے لوگوں نے کہا:

”ایسا کبھی نہ ہوگا ہم ہر حالت میں رسول اکرم ﷺ کا ساتھ دیں گے“

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

”میرا مرنا اور جینا اب تمہارے ساتھ ہوگا۔“

## 2.13 خود آزمائی نمبر 2

(الف) مختصر جواب دیجئے۔

1- آپ ﷺ کو جب نبوی عطا ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ کی عمر کیا تھی؟

3- کفار نے ابوطالب کے ذریعے جب آپ ﷺ کو اسلام کی دعوت روکنے کی کوشش کی تو آپ ﷺ نے کیا جواب دیا؟

4- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کس طریقے سے تکلیف دی جاتی تھی؟

5- پہلی دفعہ حبشہ کی طرف کتنے مردوں اور عورتوں نے ہجرت کی؟

6- شعب ابی طالب سے کیا مراد ہے؟

7- بیعت عقبہ ثانیہ میں کتنے افراد نے اسلام قبول کیا۔

(ب) خالی جگہیں مناسب الفاظ کے ساتھ پر کریں

1- آپ ﷺ پر پہلی وحی میں سورت ..... کی آیتیں نازل ہوئیں۔

2- دعوت اسلام ..... سال تک چپکے چپکے جاری رہی۔

3- اعلانیہ تبلیغ کا حکم ملتے ہیں آپ ﷺ ..... پر تشریف لے گئے

4- حضرت بلال رضی اللہ عنہ ..... کے غلام تھے۔

5- دس نبوی کو ..... کا سال کہا جاتا ہے۔

6- مدینہ منورہ کا پرانا نام ..... تھا۔

### 3- ہجرتِ مدینہ (13 نبوی)

مدینہ کے مسلمانوں کی دعوت پر حضور اکرم ﷺ نے مدینہ ہجرت کرنے کا ارادہ کر لیا۔ آپ ﷺ مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ مسلمان چھپ چھپ کر مدینہ منورہ جانے لگے۔ کافران ظلم و ستم کرتے رہے۔ لیکن ایک ایک دودو کر کے مدینہ منورہ میں ان کی تعداد 200 کے قریب ہو گئی۔

جب کافروں نے دیکھا کہ ان کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو رہی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ تمام قبیلوں ایک ایک شخص مل کر حضور اکرم ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کر دیں۔ یہ تجویز ابو جہل نے پیش کی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس لوگوں کی امانت تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے انہیں بستر پر لٹا دیا۔ اگرچہ اس وقت آپ ﷺ قتل کرنے کے لیے کافر آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور حضور اکرم ﷺ محاصرہ کرنے والوں کے بچ سے نکل کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ گئے۔ اور وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

راستے میں تین دن غارتور میں قیام کیا۔ کافروں نے آپ ﷺ کو تلاش کرنے کی بہت کوششیں کیں لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔

#### 3.1 قبائلی قیام

تقریباً آٹھ دن کے سفر کے بعد آپ ﷺ مدینہ منورہ کے قریب ایک بستی قبائلی پہنچے آپ ﷺ نے یہاں

### 3. مدینہ منورہ روانگی اور ابوایوب انصاری کے گھر قیام

مدینہ منورہ میں مسلمان آپ ﷺ کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ ہر مسلمان کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ کے گھر قیام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے کہا کہ میری اونٹنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہے جہاں بری وہاں میں قیام کروں گا۔ آپ ﷺ کی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے رک گئی اور آپ ﷺ ان کے مہمان ہوئے۔

### 3. مسجد نبوی کی بنیاد

آپ ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔ آپ ﷺ کی قیام گاہ کے سامنے کچھ خالی زمین پڑی تھی۔ جو اس مقصد کے لیے منتخب کی گئی۔ یہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی۔ انہوں نے آپ ﷺ کو وہ زمین مفت دینی چاہی۔ لیکن آپ ﷺ بچوں کو پیار سے سمجھایا اور اس کی قیمت ادا کر دی۔ اس جگہ بہت سادگی سے مسجد نبوی تعمیر کی گئی۔ آپ ﷺ بھی سب لوگوں کے ساتھ مل کر اس کی تعمیر میں حصہ لیا مسجد کے ساتھ ہی ایک چبوترہ بنوایا گیا جو ”صفہ“ کے نام سے مشہور ہوا یہ ان لوگوں کے لیے تھا جو اسلام لائے تھے اور ان کا کوئی گھر بار نہ تھا۔

مسجد کی تعمیر کے بعد اذان کا طریقہ رائج ہوا اور نماز باجماعت ادا ہونے لگی۔ مسجد کے ایک طرف ازواج ہرات کے لیے حجرے بھی تعمیر کیے گئے جو کچی اینٹوں سے بنے ہوئے تھے۔

### 3. مواخات مدینہ

مکہ معظمہ سے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے اسلام کی خاطر بہت تکلیفیں اٹھائی تھیں وہ گھر، رشتہ دار، مال و دولت سب کچھ چھوڑ کر یہاں پہنچے تھے ان میں سے کچھ بہت دولت مند بھی تھے۔ جو اپنی

آپ ﷺ نے مہاجرین کی بے سروسامانی کو ختم کرنے کے لیے مدینہ منورہ کے ایک ایک انصار اور ایک مہاجر کو آپس میں بھائی بنا دیا۔ یہ بھائی چارے کا رشتہ اس قدر مضبوط ہوا کہ مدینہ منورہ کے انصار نے دولت، کاروبار، کھیتی باڑی سب میں سے آدھا آدھا مہاجرین کو دے دیا۔ مہاجرین نے ساتھ ساتھ اپنا آہستہ آہستہ شروع کر دیا جب ان کے حالات سنبھل گئے تو انہوں نے انصار کی زمینیں واپس کر دیں۔

### 3.5 میثاق مدینہ

مدینہ منورہ میں یہودیوں کے تین بڑے قبیلے آباد تھے۔ بنو قریظہ، بنو قریظہ اور بنو نضیر۔

آپ ﷺ نے یہ کوشش کی کہ یہودیوں کے یہ قبیلے مسلمانوں کے ساتھ امن و چین سے رہیں اس یہودیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جسے میثاق مدینہ کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے کی اہم شرائط یہ ہیں:

- 1- یہودی اور مسلمان ان قوموں کے مقابلے میں جن سے کوئی معاہدہ نہیں ایک قوم مانے جائیں گے۔
  - 2- یہودیوں اور مسلمانوں کو مذہبی آزادی ہوگی۔
  - 3- خون بہا اور فدیہ کا پرانا طریقہ رائج رہے گا۔
  - 4- ظلم کرنے والوں کا مقابلہ یہودی اور مسلمان مل کر کریں گے۔
  - 5- باہر کے کسی دشمن کے حملہ آور ہونے کی صورت میں یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔
  - 6- مکہ معظمہ کے قریش کو یہودی پناہ نہیں دیں گے۔
  - 7- کسی بات پر آپس میں اختلاف پیدا ہوا تو آخری فیصلہ آپ ﷺ کریں گے۔
- اس معاہدے سے مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم ہو گئی جس کے سربراہ آپ ﷺ ہوئے۔

مشغلہ:

- |     |    |
|-----|----|
| -2  | -1 |
| -4  | -3 |
| -6  | -5 |
| -8  | -7 |
| -10 | -9 |

### 3 خود آزمائی نمبر 3

(۔) مختصر جواب دیجئے

- 1- ہجرت کون سے سن نبوی میں ہوئی؟
- 2- مدینہ منورہ میں کون سے دو غیر یہودی عرب قبیلے آباد تھے؟
- 3- آپ ﷺ نے سب سے پہلے کس مسجد کی بنیاد رکھی؟
- 4- آپ ﷺ کی اونٹنی کس کے گھر کے سامنے رکی؟
- 5- صفہ کن لوگوں کے لیے بنایا گیا؟
- 6- میثاقِ مدینہ کی اہم دفعات کون سی ہیں؟

(۔) خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پر کریں

- 1- آپ ﷺ نے غارِ ثور میں ..... دن قیام کیا۔
- 2- ہجرت کی رات آپ کے بستر پر ..... سوئے۔
- 3- آپ نے قبا میں ..... دن قیام کیا۔
- 4- مسجد نبوی کی زمین ..... کی تھی۔

## 4- غزوہ بدر سے غزوہ تبوک تک

### 4.1 غزوہ بدر

کفارِ مکہ کے لیے اسلام کو مدینہ منورہ میں پھلتا پھولتا دیکھنا ناقابل برداشت تھا۔ پھر انہیں اپنے تجر قافلوں کی بھی فکر رہنے لگی۔ جس کا راستہ مدینہ کے قریب سے جاتا تھا۔ وہ دن رات منصوبے بناتے کہ مسلمانوں کو کس طرح ختم کیا جائے۔

کفار اپنا تجارتی راستہ محفوظ کرنے کے لیے اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے ایک ہزار مسلح جوانوں ساتھ 2 ہجری کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کو جب کافروں کے مدینہ پر حملہ کی اطلاع آپ ﷺ رمضان کی 12 تاریخ کو 313 ساتھیوں کو لے کر مدینہ سے نکلے۔ مسلمانوں کے پاس ہتھیار اور بہت کمی تھی۔ تین سو تیرہ افراد کی سواری کے لیے ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے جب کہ کفار کے پاس بہت اعلیٰ کے ہتھیار اور سواری کے لیے جانور تھے۔

آخر کار بدر کے مقام پر دونوں فوجوں کا آئنا سامنا ہوا۔ رمضان کی سترہ تاریخ کو پوری رات آپ نے عبادت میں گزاری اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہے۔ فرمایا:

”اے اللہ یہ قریش غرور سے بھرے ہوئے آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تیرے ساتھ جنگ

کریں اور تیرے رسول کو جھٹلائیں۔ اے اللہ اپنا وعدہ پورا فرما۔ اے اللہ اگر تیرے ماننے

جب لڑائی شروع ہوئی تو مسلمان بہت بہادری اور ایمان کی قوت سے لڑے اور کفار پر فتح حاصل کی۔ بل اور قریش کے دوسرے بڑے بڑے سردار قتل ہوئے اور باقی میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ 14 مسلمان بد ہوئے جب کہ 70 کافر مارے گئے اور 70 گرفتار ہوئے۔ اس فتح سے کفار پر مسلمانوں کا رعب پڑ گیا اور مانوں کے حوصلے بلند ہوئے۔

#### 4 غزوہ احد

غزوہ بدر میں کافروں کو ذلت اٹھانی پڑی جس کا انہیں بہت دکھ تھا۔ انہوں نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کی اور ایک بار پھر مسلمانوں سے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ مکہ معظمہ کے آس پاس کے قبیلوں کو اپنے ر ملایا۔ تین ہزار کی فوج لے کر 3 ر شوال 3 ہجری کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے ان کے پاس ۱۱ اونٹ، دو سو گھوڑے اور کئی زرہ پہنے ہوئے لڑاکا جوان تھے۔

آپ ﷺ کو جب اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے بھی لڑائی کی تیاری کی۔ اس دفعہ مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار لیکن اس بار منافق لوگ بھی مسلمانوں میں شامل ہو گئے تاکہ وہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا

-۱-

راستے میں عبد اللہ بن ابی جو منافقوں کا سردار تھا اپنے تین سوساتھیوں کو لے کر الگ ہو گیا۔ اس طرح اپنے سات سوساتھیوں کو لے کر روانہ ہوئے اور احد کے پہاڑ کے قریب رکے۔ اس پہاڑ پر ایک درہ تھا اس کی وجہ سے یہ خطرہ تھا کہ کہیں کافر اس راستے سے آ کر مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ نہ کر دیں۔ اس لیے ﷺ نے 50 مجاہدین کو درے پر پہرہ دینے کے لیے کھڑا کیا اور فرمایا کہ لڑائی کوئی بھی صورت اختیار کرے، لوگوں نے اپنی جگہ کو نہیں چھوڑنا

لڑائی شروع ہوئی تو مسلمان کافروں پر غالب آ گئے اور کافر میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ درے پر موجود

جو کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے دیکھا کہ مسلمان اپنی جگہ چھوڑ چکے ہیں تو درے کے راستے واپس آئے اور حرم کر دیا۔ اس حملے سے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا اور حضور اکرم ﷺ بھی زخمی ہو گئے۔ لیکن جلد ہی مسلمانوں نے اپنی پوزیشنیں سنبھال لیں اور کافروں کو میدان سے بھاگنا پڑا۔ اس جنگ میں 70 مسلمان شہید ہوئے اور 22 کافر مارے گئے۔ احد کی لڑائی فیصلہ کن نہیں تھی۔ کیونکہ نہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور نہ ہی کفار کو۔ جنگ احد میں مسلمان خواتین زخموں کو پانی پلاتی رہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے زخموں کو دھو کر پٹی باندھی

### 4.3 غزوہ خندق

مدینہ منورہ کے کچھ یہودی قبیلے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ جب غزوہ ا سے واپس آئے تو انہیں مدینہ منورہ سے باہر نکال دیا اور وہ خیبر میں جا کر آباد ہوئے۔

یہودیوں کے جو قبائل خیبر میں آباد ہوئے تھے وہ مشرکین مکہ کے ساتھ مل گئے اور جنگ کی تیاری کر لگے۔ اس دفعہ مسلمانوں کے خلاف بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ کو جب ان کی تیاریوں کی اطلاع ملی آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ کفار کی اتنی بڑی تعداد سے کھلے میدان میں لڑنا بہت مشکل ہے۔ اس لیے شہر کے گرد خندق کھودی جائے۔ اس تجویز کو آپ ﷺ نے پسند کیا اور تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیس دن میں یہ خندق کھودی۔ خندق کھودنے میں نبی اکرم ﷺ نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مل کر کام کیا اور کئی دن فاقے کرنے پڑے۔

عرب کے مختلف گروہوں نے ایک مہینہ تک محاصرہ کئے رکھا۔ ایک جگہ جہاں خندق کم چوڑی تھی وہاں کچھ کافروں نے خندق پار کرنے کی کوشش کی لیکن وہ مارے گئے۔ مسلمانوں کے پاس کھانے پینے کی چیزوں بہت کمی ہو گئی مگر انہوں نے بڑی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ محاصرہ کے دوران کافروں کی جماعت میں پھوٹ

## 4.4. صلح حدیبیہ

ہجرت کے بعد چھ برس گزرنے کو تھے کہ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے عمرہ ادا کرنے کا ارادہ فرمایا اور چودہ سو صحابہ کرام ﷺ کو لے کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے مقام پر ٹھہرے۔ مکہ معظمہ کے لوگوں میں یہ بات مشہور ہوئی کہ آپ ﷺ جنگ کے ارادے سے آئے ہیں لیکن آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی ﷺ کو سفیر بنا کر بھیجا کہ ہم صرف عمرہ کرنے آئے ہیں۔ مکہ معظمہ والوں نے حضرت عثمان غنی ﷺ کو روک لیا اور ادھر مسلمانوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان غنی ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور صحابہ کرام ﷺ سے فرمایا:

”میرے ہاتھ پر بیعت کرو کہ عثمان غنی ﷺ کے خون کا بدلہ لو گے یا اس کوشش میں اپنی جانیں دو گے۔“

تمام صحابہ کرام ﷺ نے بیعت کر لی۔ اس بیعت کو ”بیعت رضوان“ کہتے ہیں۔

دراصل حضرت عثمان غنی ﷺ کی شہادت کی خبر غلط تھی۔ کافروں نے اپنی طرف سے سہیل بن عمرو کو صلح کی توجیہ کرنے کے لیے بھیجا اور یہ شرائط پیش کیں۔

1- مسلمان اس سال واپس چلے جائیں گے اور اگلے سال عمرہ کے لیے آئیں گے اور صرف تین دن مکہ میں رہیں گے۔

2- مسلمان اپنے ساتھ کوئی ہتھیار نہ لائیں صرف تلوار ہوگی اور وہ بھی نیاں ہیں۔

3- جو مسلمان مکہ میں ہیں انہیں مدینہ جانے کی اجازت نہیں ہوگی اور اگر مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو اسے منع نہیں کیا جائے گا۔

4- اگر قریش کا کوئی آدمی مدینہ چلا جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا اور اگر کوئی مسلمان مکہ آجائے تو واپس نہیں کیا جائے گا۔

5- عرب کے سب قبیلوں کے ساتھ مسلمان یا کافر دوستی کا معاہدہ کر سکتے ہیں۔

6- دس برس جنگ نہیں ہوگی جو فریق معاہدہ توڑے گا وہی ذمہ دار ٹھہرے گا۔

بعض صحابہ کرام ؓ نے اس معاہدے پر اعتراض کیا کہ یہ کافروں کے حق میں ہے، لیکن نبی اکرم ؐ نے اسے مان لیا۔

بعد میں یہ ثابت ہوا کہ اس معاہدے سے مسلمانوں کو بہت فوائد حاصل ہوئے۔ معاہدے کی وجہ سے باہمی آنا جانا اور میل ملاقات شروع ہو گئے اور بے شمار لوگ مسلمانوں کے اخلاق کو دیکھ کر اور اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

## 4.5 بادشاہوں کے نام خطوط

آپ ؐ نے دوسرے ممالک کے بادشاہوں کو خطوط بھیجے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ان ممالک کے بادشاہوں میں سے حبشہ، روم اور مصر کے حاکموں نے ان صحابہ کرام ؓ کو بہت عزت دی جو آپ ؐ کی طرف سے خط لے کر گئے تھے لیکن ایران کے بادشاہ نے آپ ؐ کا خط پھاڑ دیا۔ آپ ؐ نے فرمایا جس طرح اس نے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اسی طرح اس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگی۔ بعد میں مسلمانوں نے ایران کو فتح کیا اور ایران کے بادشاہ کی حکومت ختم ہو گئی۔

## 4.6 فتح خیبر

مدینہ سے یہود کے جن قائل کو ملک بدر کیا گیا تھا وہ قریش کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو ختم کرنے کے

آپ ﷺ نے مدینہ منورہ سے خیبر تک کا فاصلہ اس طرح طے کیا کہ یہودیوں کو آپ ﷺ کے آنے کی اطلاع اس وقت ملی جب آپ ﷺ ان کے قلعوں کے نزدیک پہنچ گئے تھے۔

رات کا وقت تھا اس لیے آپ ﷺ نے دوسرے دن حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ دوسرے دن اس وقت حملہ کیا جب یہودی بھی لڑائی کے لیے تیار تھے۔ یہودیوں نے بڑی ہمت اور بہادری سے مقابلہ کیا۔ لیکن مسلمانوں نے ایک ایک کر کے سب قلعے فتح کر لیے۔

صرف ایک قلعہ، قلعہ خیبر جس کے سردار کا نام مرحب تھا وہ فتح نہیں ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو جھنڈا دیا اور دُعا فرمائی۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے مرحب کا مقابلہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ ایک اور یہودی سردار حارث بھی حضرت علی مرتضیٰؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ اپنے سرداروں کا یہ حال دیکھ کر یہودی بھاگ گئے اور خیبر فتح ہو گیا۔

یہودیوں نے ہارنے کے بعد مسلمانوں سے درخواست کی کہ وہ ان کی زمینیں اور باغات ان ہی کے پاس رہنے دیں، وہ اپنی پیداوار کا نصف حصہ مدینہ بھیج دیا کریں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات منظور فرمائی۔

## 4.7 جنگ موتہ

آپ ﷺ نے جن بادشاہوں کو خط لکھے ان میں بصری کا حاکم شرجیل بن عمرو الغسانی بھی تھا۔ یہ خط آپ ﷺ نے حضرت حارث کے ہاتھ بھیجا۔ اس نے حضرت حارثؓ کو شہید کر دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے 8 ہجری کو حضرت زید بن حارث، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کو 3 ہزار صحابہ کرامؓ کے لشکر کا سردار بنا کر روانہ کیا۔ شرجیل کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے روم کے بادشاہ ہرقل سے مدد مانگ کر ایک لاکھ فوج اکٹھی کر لی۔

جنگ موتہ کے مقام پر ہوئی، مسلمانوں نے ہار کر مقابلہ کیا، جنگ میں مسلمانوں کو ہار ہوئی۔

کیا۔ لیکن لڑائی کا کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے ایک تدبیر کی کہ انہوں نے رات کے وقت اپنے لشکر کے کچھ مجاہدین کو دور بھیج دیا۔ صبح کے وقت وہ مجاہدین واپس لشکر میں شامل ہو گئے۔ جس سے کافروں نے سمجھا کہ ان کی مدینہ سے مزید مدد آ پہنچی ہے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے اور مسلمانوں کو کسی بڑے نقصان کے بغیر فتح حاصل ہو گئی۔ اس کارنامے پر حضرت خالد بن ولید ؓ کو ”سیف اللہ“ کا لقب عطا کیا۔

## 4.8 فتح مکہ

عرب کے دو قبائل بنو بکر اور بنو خزاعہ تھے جن کی آپس میں دشمنی تھی۔ صلح حدیبیہ کے بعد بنو خزاعہ نے مسلمانوں سے دوستی کا معاہدہ کیا اور بنو بکر نے قریش کے ساتھ۔

ایک دن بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ ان کے کئی آدمیوں کو قتل کر دیا قریش نے بھی بنو بکر کا ساتھ دیا۔ نبی اکرم ﷺ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے اپنا سفیر بنا کر بھیجا اور ان سے کہا کہ ان تین باتوں میں سے ایک مان لو۔

1- بنو خزاعہ کے آدمیوں کا خون بہا ادا کرو۔

2- بنو بکر سے دوستی ختم کر دو۔

3- معاہدہ حدیبیہ کو ختم کر دو۔

قریش نے کہا کہ ہمیں تیسری شرط منظور ہے۔

قریش نے جب خود ہی معاہدہ توڑ دیا تو نبی اکرم ﷺ نے دس ہزار صحابہ کرام ؓ کے ساتھ مکہ فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ اس بات کا کفار کو اس وقت پتہ چلا جب مسلمانوں نے مکہ کے قریب پہنچ کر اپنے اپنے خیموں کے

ابوسفیان مسلمانوں کی ٹوہ لینے کے لیے ادھر آیا تو کچھ صحابہ کرام ؓ نے اسے پکڑ کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے پیش کر دیا۔ اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔

10 / رمضان 8 ہجری کو آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ نے اعلان کر دیا کہ:

1- جو خانہ کعبہ میں داخل ہوا اسے امان ہے۔

2- جو اپنا گھر بند کرے اسے امان ہے۔

3- جو ہتھیار نہ اٹھائے اسے امان ہے۔

4- جو ابوسفیان کے گھریناہ لے اسے امان ہے۔

آپ ﷺ کو کسی خاص مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور آپ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہو گئے اور خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کو اور تصاویر کو اُتارا۔ آپ ﷺ اس وقت یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔

﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾

”بیشک حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بیشک باطل مٹنے والا ہے۔“

اس کے بعد آپ ﷺ خانہ کعبہ سے باہر تشریف لائے، خطبہ دیا اور عام معافی کا اعلان کر دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

”آج تم سب آزاد ہو اور آج میں تم سے وہی سلوک کروں گا جو میرے بھائی یوسف علیہ

السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا۔“

قریش بھی جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔

## 4.9 غزوہ حنین

حضور اکرم ﷺ مکہ ہی میں تھے کہ خبر ملی کہ مکہ اور طائف کے درمیان جو دو قبیلے ہوازن اور ثقیف آباد ہیں حملہ کرنے آرہے تھے۔

آپ ﷺ اپنے ساتھ بارہ ہزار صحابہ کرام ﷺ کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ اس دفعہ مسلمانوں کے دل میں احساس برتری تھا کہ ہم جیت جائیں گے۔ ہوازن کے تیر اندازوں نے ایک تنگ گھاٹی میں مسلمانوں پر حملہ کیا جس سے مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا لیکن نبی اکرم ﷺ کی حکمت عملی سے جلد ہی دشمن پر قابو پا لیا گیا اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

ثقیف کا قبیلہ طائف کے قلعے میں چلا گیا مسلمانوں نے وہاں ایک ماہ تک محاصرہ کیا لیکن کامیابی نہیں ہوئی آپ ﷺ نے محاصرہ ختم کرنے کا حکم دے دیا۔ دو سال بعد ثقیف کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

## 4.10 غزوہ تبوک

9 ہجری میں آپ ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ روم کا بادشاہ ہرقل مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں ختم کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام ﷺ سے مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے تیس ہزار صحابہ کرام ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ تبوک کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ قیصر نے اپنی فوجیں واپس بلا لی ہیں۔ مسلمان بیس دن تک تبوک میں رہے اور پھر واپس آ گئے۔

## 5- حجۃ الوداع

25 ذیقعد 10 ہجری کو حضور اکرم ﷺ حج کے لیے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تقریباً ایک لاکھ صحابہ کرام ؓ تھے۔ 9 ذی الحج کو عرفات کے میدان میں آپ ﷺ نے ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا جسے خطبہ حجۃ الوداع کہتے ہیں۔

### 5.1 خطبہ حجۃ الوداع

”اے لوگ میری بات غور سے سنو۔ مجھے اُمید نہیں کہ میں تم سے پھر یہاں مل سکوں۔ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تم سب آدم کی اولاد ہو۔ آدم مٹی سے بنے تھے، تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ نیک ہے۔ جاہلیت کے تمام رسم و رواج ختم کر دیئے گئے ہیں۔ خون معاف کر دیئے گئے ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں۔ جاہلیت کے سود معاف کر دیئے گئے ہیں، سب سے پہلے میں اپنے چچا حضرت عباس ؓ کا سود معاف کرتا ہوں۔ تمہاری جان، مال اور عزت اسی طرح ایک دوسرے کے لیے محترم ہیں جس طرح آج کا یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر محترم ہیں۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ عورتوں کے بارے میں

میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو تو سیدھی راہ پر چلو گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری رسول کی سنت۔

پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ:

”میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔“

سب نے جواب دیا: ”جی ہاں“

پھر اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا ”اے اللہ گواہ رہنا۔“

آخر میں آپ ﷺ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا کہ:

”جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں تک یہ پیغام پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔“

## 6- وصال

حجۃ الوداع سے واپسی پر آپ ﷺ اپنا زیادہ وقت عبادت میں گزارتے۔ جنت البقیع، جو کہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے اس میں تشریف لے جاتے۔ 18 یا 19 صفر کو جنت البقیع میں گئے تو طبیعت خراب تھی اس بیماری سے ہی 12 ربیع الاول 11 ہجری کو آپ ﷺ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن کیا گیا۔

(اللهم صلی علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی الہ وبارک وسلم)

### 6.1 خود آزمائی نمبر 4

(الف) مختصر جوابات دیں۔

- 1- غزوہ بدر کس سن ہجری میں ہوئی؟
- 2- غزوہ بدر کے موقع پر کافروں اور مسلمانوں کی تعداد کیا تھی؟
- 3- غزوہ احد کے موقع پر کس منافق نے غداری کی؟
- 4- غزوہ احد میں کس کو فتح ہوئی؟ مسلمانوں کو یا کافروں کو؟
- 5- فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے کون سی آیت تلاوت کی؟

(ب) خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پر کریں۔

- 1- غزوہ بدر کے موقع پر..... مسلمان شہید ہوئے۔
- 2- غزوہ بدر کے موقع پر..... کافر مارے گئے۔
- 3- غزوہ احد میں عبداللہ بن ابی اپنے..... لوگوں کو لے کر الگ ہو گیا تھا۔
- 4- صلح حدیبیہ کے بعد..... کو بہت ترقی ہوئی۔
- 5- فتح مکہ..... ہجری میں ہوئی۔
- 6- آپ ﷺ کی وفات..... ہجری میں ہوئی۔

## 7 جوابات

### د آزمائی نمبر 1

- (1) - حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام
- 2 - بنو ہاشم
- 3 - 9 یا 12 ربیع الاول (22 اپریل 571ء)
- 4 - حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا
- 5 - حضرت ابوطالب
- 6 - حرب فجار
- 7 - 2 بیٹے اور 4 بیٹیاں
- (1) - حضرت عبدالمطلب
- 2 - ابواء
- 3 - بارہ سال
- 4 - پچیس (25) سال
- 5 - پینتیس سال
- 6 - غار حرا

### د آزمائی نمبر 2

- (1) - چالیس
- 2 - دیکھیے 2.1
- 3 - گیارہ مرد اور چار عورتیں
- 4 - دیکھیے 2.6
- 5 - حضرت ابوطالب
- 6 - دیکھیے 2.8

- (ب) 1- سورہ علق  
2- تین سال  
3- کوہ صفا  
4- امیہ بن خلف  
5- غم کا سال  
6- یثرب

### خود آزمائی نمبر 3

- (الف) 1- 13 نبوی  
2- اوس و خزرج  
3- مسجد قباء  
4- حضرت ابوالیوب انصاری  
5- ان لوگوں کے لیے جو اسلام لائے اور ان کا کوئی گھر بار نہ تھا۔  
6- دیکھیے 3.6

- (ب) 1- 3 دن  
2- حضرت علیؓ  
3- 14 دن  
4- دو یتیم بچوں کی  
5- بنو قینقاع، بنو قریظہ، بنو نضیر

### خود آزمائی نمبر 4

- (الف) 1- 2 ہجری  
2- کفار ایک ہزار اور مسلمان 313  
3- عبد اللہ بن ابی  
4- کس کو نہیں  
5- جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا  
6- دیکھیے: 4.11

- (ب) 1- 14  
2- 70



یونٹ نمبر 7

# صحابیات<sup>رض</sup>

تحریر : منزہ خانم و فضیلہ خانم

# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
224	یونٹ کا تعارف	○
225	یونٹ کے مقاصد	○
226	ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	1-
226	1.1 نام و نسب	
226	1.2 ذریعہ معاش	
227	1.3 حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال اور حضور ﷺ کی تجارت	
227	1.4 حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں	
228	1.5 قبول اسلام	
228	1.6 حضرت محمد ﷺ کے ہمراہ گھائی میں	
229	1.7 حضور ﷺ سے محبت	
230	1.8 وفات	

233 2- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

233 2.1 نام و نسب

233 2.2 نکاح

233 2.3 اخلاق و عادات

234 2.4 واقعہ اُفک

236 2.5 وفات

237 2.6 خود آزمائی نمبر 2

238 3- حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

238 3.1 نام و نسب

238 3.2 تربیت

239 3.3 نکاح

241 3.4 حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز

241 3.5 وفات

243 3.6 خود آزمائی نمبر 3

244 4- حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا

244 4.1 خود آزمائی نمبر 4

# یونٹ کا تعارف

اسلام نے خواتین کو جتنی اہمیت دی ہے اس کی کوئی مثال آج تک نہیں ملتی جو عزت، احترام اور حقوق ورتوں کو آج سے چودہ سو سال پہلے دیئے گئے وہ دنیا کے کسی معاشرے میں آج تک نہیں مل سکے۔

رسول اکرم ﷺ نے پہلے روز سے ہی مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کی تعلیم و تربیت کا کام بھی شروع کر دیا۔ دوسری طرف خواتین نے بھی اسلام کی تبلیغ، علم کی اشاعت اور معاشرے کی اصلاح کے لیے مردوں کے نانہ بٹانہ خدمات انجام دیں۔ اس یونٹ میں ہم نے چار صحابیات کا مختصر تعارف کرایا ہے۔

1- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو پہلی مسلمان خاتون، امت کی ماں، مشکل ترین حالات میں رسول اللہ ﷺ کی غم خوار و مددگار ہیں۔

2- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی، امت کی ماں اور علم و حکمت کا بلند مینار تھیں۔ ہر مشکل مسئلہ میں بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ان سے علم حاصل کرتے۔

3- سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، رسول اکرم ﷺ کی چھوٹی صاحبزادی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ جو گھر میں ایک عام خاتون کی طرح کام کرتی تھیں۔

4- حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ماں باپ بن کر پالا۔

# یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ آپ:

- 1- ابتدائی اسلامی دور میں خواتین کی سرگرمیوں پر روشنی ڈال سکیں۔
- 2- مختلف صحابیات کی زندگیوں کے چیدہ چیدہ حالات بیان کر سکیں۔
- 3- اسلام نے عورت کو معاشرے میں جو مقام دیا ہے اس کی نشان دہی کر سکیں۔
- 4- خاندان میں افراد کے باہمی خوشگوار تعلقات پر گفتگو کر سکیں۔
- 5- شوہر یا بیوی کی حیثیت سے کامیاب زندگی گزارنے کے طریقوں پر عمل کر سکیں۔

# 1- ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

## 1.1 نام و نسب

آپ کا نام خدیجہ، کنیت ام ہند اور طاہرہ لقب تھا۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ اور والد کا نام خویلد تھا۔ نسب خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی۔ اس طرح رسول اکرم ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں کا نسب قصی پر جاملتا ہے۔

آپ نہایت پاکیزہ اخلاق، سنجیدہ اور بہترین طبیعت کی عورت تھیں۔ آپ کے اخلاق اور عفت و پاک دامنی کی وجہ سے آپ کو ”طاہرہ“ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایسی تمام برائیوں سے پاک تھیں جو عرب میں پھیلی ہوئی تھیں۔

## 1.2 ذریعہ معاش

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اور شوہر کے انتقال کے بعد وہ مال جو والد اور شوہر چھوڑ گئے تھے۔ اس کی مالک ہونے کے باعث انہوں نے اس مال کو نہایت سلیقے سے کام میں لگایا اور اپنی عقل مندی اور خداداد قابلیت سے ترقی دی۔ اس تجارت کی بدولت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا قریش کی عورتوں میں سب سے زیادہ مال

### 1.3 حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال اور حضور ﷺ کی تجارت

مکہ معظمہ میں رسول اللہ ﷺ کی امانت اور سچائی کا عام چرچا تھا۔ ہر شخص آپ ﷺ کو امین اور صادق کے لقب سے یاد کرتا تھا۔ ہر گھر میں آپ ﷺ کی خوش معاملگی اور پاکیزہ اخلاق کا ذکر تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کانوں تک بھی آپ ﷺ کی معاملہ فہمی اور امانت و دیانت کی تعریف پہنچ چکی تھی، اس وجہ سے ان کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ ان کا مال تجارت لے جا کر تجارت کریں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت محمد ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ میرا مال شام لے جائیں اور تجارت کریں۔ آپ ﷺ نے اس پیش کش کو منظور کر لیا۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال جب تجارت کی غرض سے شام لے گئے تو اس دفعہ تجارت میں بہت زیادہ منافع ہوا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھا وہ آپ ﷺ کے تجارتی معاملات اور صداقت و دیانت سے بہت متاثر ہوا اور واپسی پر اس نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی بہت تعریف کی

### 1.4 حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں

آپ ﷺ کی دیانت داری، سچائی، نیکی اور سلیقہ مندی کی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ ﷺ کی شخصیت گھر کر گئی اور آپ ﷺ نے حضرت محمد ﷺ سے نکاح کا ارادہ کیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک سہیلی نفیسہ کو بھیج کر نکاح کی خواہش کی۔ آپ ﷺ نے اس مبارک نسبت کو خوشی سے منظور کر لیا اور شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی اور خاندانی دستور کے مطابق شادی ہو گئی۔ آپ ﷺ

## 1.5 قبول اسلام

حضور ﷺ کی شادی کے پندرہ سال بعد جب حضور ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ بہت گھبرائے اور گھر تشریف لائے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو بے حد تسلی دی اور آپ ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، انہوں نے آپ ﷺ کو تسلی دی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وحی کی آیات سن کر فوراً ہی تصدیق کی۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہا سب سے پہلی مسلمان خاتون ہیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ مرد کی سب سے زیادہ واقف اس کی بیوی ہے۔ بیوی کو اپنے شوہر کی ہر اچھائی برائی کا پتہ ہوتا ہے اس لیے بیویاں بہت کم اپنے شوہروں کی قاتل ہوتی ہیں۔ لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو سب سے زیادہ حضرت محمد ﷺ سے واقف تھیں، وہی سب سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کتنے اچھے انسان اور کتنے اچھے شوہر تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اسلام کا پیغام سنانا شروع کیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کی سب سے بڑی مددگار ثابت ہوئیں۔ آپ ﷺ برابر تسکین و تسلی دیتی رہتی تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مکہ معظمہ میں کافی اثر تھا۔ کفار مکہ جو آپ ﷺ کو ستاتے ہوئے ہچکچاتے تھے، اس کی بڑی وجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوطالب کا اثر و رسوخ تھا۔ آپ ﷺ کو کفار مکہ سے جو بھی صدمہ ہوا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر دور ہو جاتا تھا۔

## 1.6 حضرت محمد ﷺ کے ہمراہ گھائی میں

جب کفار مکہ نے اسلام کا زور دن بدن بڑھتے دیکھا اور اپنا ہر حربہ اور تدبیر ناکام دیکھی تو سن 7 نبوی میں قریش نے حضور اکرم ﷺ اور ان کے خاندان کے خلاف ایک دستاویز تیار کر کے خانہ کعبہ میں لٹکا دی۔ قریش کا کہنا تھا کہ جب تک بنی ہاشم اور بنی مطلب کے لوگ حضور اکرم ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے کے لیے ہمارے

اس بایکاٹ کی وجہ سے بنو ہاشم خود ایک گھاٹی میں منتقل ہو گئے۔ حضرت ابو طالب نے حضرت محمد ﷺ اور اپنے تمام خاندان کے ہمراہ گھاٹی میں پناہ لی۔ یہ گھاٹی شعب ابی طالب کہلاتی ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا امیری اور خوشحالی کے باوجود آپ ﷺ کے ساتھ گھاٹی میں رہیں۔ تین سال اس تکلیف، بھوک اور پیاس کا سامنا کرتے ہوئے گزر گئے۔ کبھی کبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اثر و رسوخ کے سبب کھانا پہنچ جاتا تھا۔ آخر تین سال بعد گھاٹی (شعب ابی طالب) سے رہائی ہوئی تو آپ ﷺ مع خاندان کے اپنے گھر آ گئے۔

## 1.7 حضور ﷺ سے محبت

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ سے بے حد محبت تھی۔ گھر میں باندیاں اور غلام ہونے کے باوجود وہ خود اپنے ہاتھوں سے آپ ﷺ کا کام کرنا باعث فخر سمجھتی تھیں اور ہر بات میں آپ ﷺ کی مرضی کو مقدم سمجھتی تھیں۔ مکہ کی سب سے زیادہ دولت مند اور باثروت خاتون تھیں۔ لیکن وہ ساری دولت انہوں نے اپنے عظیم ترین شوہر کے قدموں پر نثار کر دی تھی کہ جس طرح چاہیں استعمال میں لائیں۔ آپ رضی اللہ عنہا، محمد ﷺ کی سچی مشیر کار تھیں۔

نبوت ملنے سے پہلے اور نبوت کے ابتدائی دنوں میں رسول اللہ ﷺ غار حرا میں جا کر کئی کئی روز اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے۔ غار حرا سے خاصے فاصلے پر ایک پہاڑی کی چوٹی ہے۔ نیچے پہاڑ کے دامن سے چوٹی پر چڑھنے کے لیے آج کل بھی جب کہ راستے اچھے بنے ہوئے ہیں، تقریباً ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ اس دور میں آبادی صرف خانہ کعبہ کے آس پاس تھی، راستے ناہموار تھے اور چلنا مشکل ہوتا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یوں بھی زیادہ مشقت کی عادی نہ تھیں، اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا، ستو، پانی، کھجوریں وغیرہ لے کر جاتیں اور غار حرا میں پہنچاتیں۔

”یا محمد ﷺ آپ کے پاس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دسترخوان لا رہی ہیں جس میں کھانا پانی ہے، جب وہ آئیں تو ان سے ان کے رب کا سلام کہئے اور میری طرف سے بھی انہیں بشارت دیجئے کہ ان کے لیے جنت میں موتیوں کا ایک ایسا گھر ہے جس میں نہ شور و غل ہوگا اور نہ رنج و مشقت“

## 1.8 وفات

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی صحت شعب ابی طالب میں بہت متاثر ہوئی۔ جب واپس گھر آئیں تو شدید بیمار ہو گئیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے علاج، خبر گیری اور دلجوئی میں کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن آپ پچیس سال حضور ﷺ کی رفاقت میں گزار کر 11 رمضان 10 ربوی کو خالق حقیقی کے پاس چلی گئیں۔ اس وقت ان کی عمر 64 سال 6 ماہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سال کو عام الحزن غم کا سال کہا ہے۔

آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کے وصال کے بعد جنازہ حججون کے مقام پر لے گئے۔ یہ جگہ مکہ معظمہ کے بلند مقام پر ہے۔ یہاں پر اہل مکہ کا قبرستان ہے۔ اسے جنت معلیٰ بھی کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے خود قبر میں اتر کر اپنی زوجہ محترمہ کو دفنایا۔

## 1.9 خود آزمائی نمبر 1

سوال نمبر 1 مختصر سوالات کے جوابات دیں۔

(i) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اور والدہ کا کیا نام تھا؟

- (iv) حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کون غلام مال تجارت لے کر گئے؟
- (v) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کس کے ذریعے حضور اکرم ﷺ کو نکاح کا پیغام بھیجا؟
- (vi) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس نے پڑھایا؟
- (vii) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر کتنا تھا؟
- (viii) حضور اکرم ﷺ نے وحی نازل ہونے پر سب سے پہلے کس کو بتایا؟
- (ix) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو قبر میں کس نے اتارا؟
- (x) اہل مکہ کے قبرستان کا کیا نام ہے؟
- (xi) قریش سے بایکات کی وجہ سے بنو ہاشم کہاں منتقل ہو گئے؟
- (xii) شعب ابی طالب میں کس کے اثر و رسوخ کی وجہ سے کھانا پہنچ جاتا تھا؟
- (xiii) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پہلی وحی کا واقعہ سن کر کیا طرز عمل اختیار کیا؟
- (xiv) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کیسی طبیعت کی تھیں؟
- سوال نمبر 2 خالی جگہ پر کریں۔

- (i) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ..... سے پاک تھیں۔
- (ii) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا قریش کی عورتوں میں سب سے زیادہ ..... سمجھی جاتی تھیں۔
- (iii) میسرہ نے حضور ﷺ کی ..... خوب تعریف کی۔
- (iv) نکاح کے ..... برس بعد آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔

- (vii) .....نبوی میں قریش نے اسلام کو مٹانے کی تدبیر سوچی۔
- (viii) .....سال آپ رضی اللہ عنہا گھائی میں سب کے ساتھ رہیں۔
- (ix) .....غلام کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے سپرد کر دیا۔
- (x) .....آپ رضی اللہ عنہا نکاح کے ..... برس بعد تک زندہ رہیں۔
- (xi) .....آپ رضی اللہ عنہا نے .....نبوی کو انتقال فرمایا۔
- (xii) .....انتقال کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ..... سال ..... ماہ تھی۔
- سوال نمبر 3 صحیح جملوں کے سامنے ☒ اور غلط ☐ کے سامنے لگائیں۔
- (i) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کنیت طاہرہ تھی؟
- (ii) آپ رضی اللہ عنہا کو طاہرہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔
- (iii) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو آپ ﷺ کے ہمراہ شام بھیجا۔
- (iv) شادی کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر پچیس سال تھی۔
- (v) نکاح کے پندرہ سال بعد حضور ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔
- (vi) 8 ربوی میں قریش نے اسلام کے مٹانے کی تدبیر سوچی۔

2- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

## 2.1 نام ونسب

آپ کا نام عائشہ، لقب صدیقہ اور کنیت ام عبد اللہ تھی۔ آپ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی بیٹی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ام رومان تھا۔ آپ قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتی تھیں۔

## 2.2 نكاح

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضور اکرم ﷺ کے گھر کا انتظام چلانے کے لیے کوئی خاتون نہیں تھی۔ حضور اکرم ﷺ کی تبلیغی مصروفیات بڑھ گئیں تو آپ ﷺ نے ایک بڑی عمر کی خاتون حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور ایک نو عمر خاتون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ آپ واحد کنواری خاتون تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

### 2.3 اخلاق و عادات

اخلاقی حیثیت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہایت بلند مرتبہ رکھتی تھیں۔ خودداری، شجاعت اور دلیری بھی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت ذہین تھیں ان کا حافظہ بہت تیز تھا۔ حصول علم کا بہت شوق تھا اور رسول اللہ ﷺ سے ہر طرح کے مسائل بے جھجک پوچھتی تھیں اور خواتین کی رہنمائی کرتی تھیں۔ اسی وجہ سے اتنی بلند پایہ عالم ہو گئیں کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد بڑے بڑے صحابہ کرام ﷺ آپ رضی اللہ عنہا سے مسائل دریافت کرتے اور دُور دراز سے لوگ خطوں کے ذریعے مشکل مسائل کا حل پوچھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب ہی خیرات کر دیئے اور اپنے لیے کچھ نہ رکھا۔ اس وقت وہ خود روزے سے تھیں۔“

## 2.4 واقعہ افک

غزوہ بنو مصطلق میں جو 6 ہجری میں پیش آیا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضور اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہی تھیں۔ قافلے نے راستے میں ایک جگہ قیام کیا۔ اس دوران ان کا ہار کہیں گر گیا۔ اس ہار کی تلاش میں واپس آ گئیں۔ واپس آئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ وہ وہیں چادر اوڑھ کر لیٹ گئیں۔

ایک صحابی حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بڑے بلند کردار اور امانت دار صحابی رسول تھے۔ وہ قافلہ کی گری ہوئی اشیاء کو سنبھالتے تھے اور شرکائے قافلہ کی نگہداشت کرنا ان کے ذمے تھا۔ وہ جب پڑاؤ کے مقام پر پہنچے تو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ نہایت ادب و احترام سے اونٹ پر سوار ہونے کو کہا اور قافلے میں پہنچا دیا۔

جب منافقوں کے سردار عبداللہ ابن ابی کو اس واقعے کا علم ہوا تو اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رتھت لگائی جس سے چند سادہ لوح مسلمان غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ کو فکر لاحق ہوئی۔ حضرت عائشہ

دعا گور ہیں۔ آخر کار رحمت خداوندی جوش میں آئی وحی نازل ہوئی۔ جس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی تصدیق ہوئی اور الزام لگانے والوں کے جھوٹ کا پول کھل گیا۔ پاک دامن عورتوں پر جو بہتا باندھتے ہیں اس کی سزا کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (النور: 4)

”اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگائیں اور چار گواہ نہ لاسکیں تو ان کو اسی دُرے مارو اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہ لوگ نافرمان ہیں۔“

قیامت تک ہر مسلمان گھر اور مسجد و محراب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی گواہی دینے والی آیات تلاوت کی جاتی رہیں گی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کے سلسلے میں سورہ نور کی جو آیات نازل ہوئیں انہیں مع ترجمہ تحریر کریں۔ دیکھیے پارہ 18۔ سورۃ النور۔ آیات 11-26

غزوہ بنو مطلق میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہار کی گمشدگی کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے ابا پڑاؤ کے دوران قیام کو طویل کر دیا تاکہ گرم شدہ ہار مل جائے۔ اس منزل میں پانی نہ تھا اور نہ ہی مجاہدین کے پاس پانی تھا۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان تھے کہ نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے اور پانی کا کوئی انتظام نہیں۔ اس وقت حضرت اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمادی اور لشکر اسلام نے صبح کی نماز تیمم کر کے پڑھی ترجمہ: ”اگر تمہیں پانی میسر نہ ہو تو پاکیزہ مٹی سے تیمم کر لو۔ اس طرح کہ اپنے چہرے اور

تیم کے بارے میں جو آیت سورۃ المائدہ میں ہے اس کو مع ترجمہ لکھیے۔

---

---

---

---

---

---

اس طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برکت سے امت کو تیمم کی سہولت ہوئی۔  
فرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نو سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں گزارے اور اس دوران میں  
ما ذہانت بے پناہ حافظے اور گونا گوں استعداد کی وجہ سے اتنا علم سمیٹا کہ دو ہزار سے زائد احادیث  
فرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیں۔ صحابہ کرام ؓ کو حضور ﷺ کے وصال کے بعد جب کسی مسئلے میں  
نکل پیش آتی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ لیتے۔

## 2. وفات

حضرت عائشہ صدیقہؓ 17 رمضان 58 ہجری بدھ کے روز مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں اور مدینے کے  
ستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ ؓ نے نماز جنازہ

## 2.6 خود آزمائی نمبر 2

- 1- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لقب کیا تھا؟
- 2- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کنیت تحریر کریں؟
- 3- آپ ﷺ کس قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں؟
- 4- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کے لیے کس سورت میں آیات آئیں؟
- 5- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟
- 6- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کہاں دفن کیا گیا؟
- 7- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کتنی احادیث بیان کیں؟
- 8- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نمایاں خصوصیات کیا تھیں؟

سوال نمبر 2 صحیح جوابات کا انتخاب کریں۔

(الف) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لقب ..... تھا۔

(طاہرہ ، صدیقہ ، زہرا)

(ب) آپؐ ..... کی بیٹی تھیں۔

(حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت ابو بکر صدیقؓ)

(ج) غزوہ بنو مطلق میں واقعہ اُفک ..... ہجری میں پیش آیا۔ (5، 6، 7)

(د) حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ..... سال حضور ﷺ کی رفاقت میں گزارے۔ (8، 9، 10)

### 3- حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا

#### 3. نام و نسبت

آپ کا نام فاطمہ رضی اللہ عنہا اور لقب زہرا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی۔ بعثت کے زمانے میں پیدا ہوئیں۔ آپ اپنی چال ڈھال اور گفتگو میں حضور اکرم ﷺ سے بہت مشابہت نکلتی تھیں۔

#### 3. تربیت

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پرورش و تربیت کا زمانہ مسلمانوں کے لیے مصائب کا بدترین زمانہ تھا۔ لام کی تبلیغ شروع ہونے پر مشرکین قریش نے حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کو جوازیتیں دیں انہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا پر کربہت رنجیدہ ہوتیں۔

ایک روز حضور اکرم ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ وہاں منکرین قریش کا گروہ بھی موجود تھا۔ جب آپ ﷺ سجدہ میں گئے تو قریش کے گروہ کے سرغنہ عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھری لا کر پشت پر رکھ دی۔ آپ کے بوجھ سے آپ ﷺ کے لیے سر اٹھانا مشکل ہو گیا۔ قریش یہ حالت دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کہ کسی نے جا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر دی۔ اس وقت آپ کم سن تھیں، بے چین ہو کر خانہ کعبہ کی طرف

”شریرو! اللہ تعالیٰ ان شرارتوں کی ضرور سزا دے گا۔“

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ سب جنگ بدر میں ذلت کی موت مارے گئے۔

### 3.3 نکاح

حضرت علیؓ بچپن ہی سے حضور اکرم ﷺ کے سائے میں پرورش پا رہے تھے۔ آپ ﷺ کو حضرت علیؓ سے بے انتہاء محبت تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علیؓ سے کر دیا۔

### 3.4 حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں درج ذیل چیزیں دیں:

- 1- بان کی چار پائی۔
- 2- چمڑے کا گدا جس کے اندر روئی کے بجائے کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔
- 3- ایک مشکیزہ۔
- 4- دو مٹی کے گھڑے۔
- 5- ایک چکی۔
- 6- ایک پیالہ۔
- 7- دو چادریں۔

حضرت علیؑ نے ہمیشہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بے حد خیال رکھا۔ ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علیؑ کی بات بری لگی تو ناراض ہو کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ پیچھے پیچھے حضرت علیؑ بھی پہنچ گئے۔ حضرت علیؑ نے سنا کہ آنحضرت ﷺ بیٹی سے فرما رہے تھے:

”بیٹی شوہر کو شکایت کا موقع نہ دیا کرو۔“

حضرت علیؑ نے یہ الفاظ سنے تو فرمایا:

”اللہ کی قسم! میں آئندہ کبھی ایسا عمل اختیار نہ کروں گا جس سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف پہنچے یا ان کی دل شکنی ہو۔“

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کا کام کاج خود کیا کرتی تھیں۔ پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لاتیں جس سے جسم پر نیل پڑ گئے تھے۔ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں گئے پڑ گئے تھے۔ کچے مکان میں خود جھاڑو دیتیں تو تمام لباس گرد آلود ہو جاتا۔

ایک بار حضور اکرم ﷺ کے پاس کچھ غلام باندیاں آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا کہ آپ جا کر اپنے والد محترم سے گھر کے کام کاج کے لیے ایک خادم مانگ لائیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لے گئیں مگر شرم و حیاء کی وجہ سے بات نہ کر سکیں۔ پھر دونوں میاں بیوی گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں کو خادم کیسے دے دوں۔ ابھی تک تو اہل صفہ کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔ دونوں واپس آ گئے۔ رات کو حضور اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور دونوں کو فرمایا:

”تم نے جو چیز مانگی ہے اس سے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ میں تمہیں ایسی چیز دوں جس کے

باعث تمہاری دن بھر کی تھکاوٹ دور ہو جائے۔ ہر نماز کے بعد 33 بار سبحان اللہ، 33 بار

الحمد للہ، 34 بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔“

حضور اکرم ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین ﷺ اور دو بیٹیاں ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہما ہوئیں۔

آنحضور ﷺ نے اپنی وفات سے ایک دن پہلے آپ ﷺ کو بلا بھیجا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو ان سے کان میں کچھ باتیں کیں۔ وہ رونے لگیں، پھر کان میں کچھ کہا تو ہنس پڑیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا تو بتایا کہ پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس مرض میں انتقال کروں گا۔ جب میں رونے لگی تو فرمایا کہ میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے آکر ملی گی تو میں ہنسے گی۔

### 3.5 وفات

آنحضور ﷺ کے انتقال کو چھ ماہ گزرے تھے کہ رمضان 11 ہجری میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کہ ”میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی مجھ کو آکر ملو گی“ پوری ہوئی۔

### 3.6 خود آزمائی نمبر 3

1- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لقب..... تھا۔

2- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چال و حال اور گفتگو..... سے مشابہت رکھتی تھیں۔

3- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح..... سے ہوا۔

6- حضور ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہاں پر لے کر اپنے قریبی علاقے میں لے گئے۔

سفارت خانہ، لاہور، ۱۲ مئی ۱۹۰۷ء

8- رمضان ..... ہجری میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا۔

وہ فرمایا کہ میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تم اس کو سب سے پہلے بتاؤ۔

سوال نمبر 2 مختصر جوابات تحریر کریں۔

1- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس کے ساتھ ہوا؟

2- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی تعداد بتائیں۔

فہرست کتب خطیہ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند

۴۔ یہاں حضور اکرم ﷺ کی وفات کے کئے جانے والے جو حضرت ماطہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور یہاں پر

5- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادیوں میں کون سا نمبر تھا؟

3. 2. 1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 8

بقا لا ينفك عن الخصال

۵- ..... ملکہ ابراہیمہ نے اپنے عمارت میں یہ

اعدت ..... فی الحاکم الامامین فی الحاکم الامامین



## 4.1 خود آزمائی نمبر 4

1- خالی جگہ پر کریں

(الف) حضور اکرم ﷺ کی والدہ کا مدینہ منورہ کے قریب ..... بستی میں انتقال ہو گیا۔

(ب) امّ ایمن رضی اللہ عنہا، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی ..... تھیں۔

(ج) امّ ایمن نے پہلی ہجرت ..... کی طرف کی۔

(د) امّ ایمن رضی اللہ عنہا غزوہ ..... اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئیں۔

2- حضرت آمنہ کی وفات کے بعد حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک کیا تھی؟

3- حضرت آمنہ کی وفات کے بعد حضور اکرم ﷺ کو ماں کی طرح کس خاتون نے پالا؟

4- امّ ایمن رضی اللہ عنہا غزوات میں کیا خدمات انجام دیتی تھیں۔

## 5- جوابات

### 5.1 خود آزمائی نمبر 1

- سوال نمبر 1 (i) والد خویلد اور والدہ فاطمہ (ii) ام ہند
- (iii) طاہرہ (iv) میسرہ
- (v) اپنی سہیلی نفیسہ (vi) حضرت ابو طالب
- (vii) پانچ سو درہم (viii) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
- (ix) حضور محمد ﷺ (x) جنت المعلیٰ
- (xii) شعب ابی طالب (xii) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
- (xiii) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی دی، وحی کی آیات سن کر فوراً ہی تصدیق کی اور آپ ﷺ اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔
- (xiv) آپ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ کی بااثر اور دولت مند خاتون ہونے کے باوجود خود اپنے ہاتھوں سے آپ ﷺ کا کام کرتیں اور اسے باعث فخر سمجھتیں اور اپنی تمام دولت آپ ﷺ کے قدموں پر نثار کر دی۔

- سوال نمبر 2 (i) برائیوں (ii) مالدار
- (iii) امانت و دیانت (iv) پندرہ برس
- (v) حضرت علی رضی اللہ عنہ

(x) پچیس سال

(ix) حضرت زید ؑ

(xii) چونسٹھ سال چھ ماہ

(xii) 10 ربوی ؑ

## ت باء ح

(ii) ☒

(i) ☒

سوال نمبر 3

(iv) ☒ 1. جہاں آئے 1.2

(iii) ☑

(vi) ☒ (i) 1. جہاں آئے

(v) ☑ (ii)

(iii) 1. جہاں آئے

(vi)

5.2 خود آزمائی نمبر 2

(v) 1. جہاں آئے

(iv)

(ii) 1. جہاں آئے

1. جہاں آئے (i) صدیقہ

(iv) 1. جہاں آئے

(iii) 1. جہاں آئے

1. جہاں آئے (v) حضرت ابو ہریرہ ؑ (vi) 1. جہاں آئے

1. جہاں آئے (vii) 1. جہاں آئے (viii) 1. جہاں آئے

1. جہاں آئے

سوال نمبر 2

1. جہاں آئے (ix) 1. جہاں آئے

1. جہاں آئے (x) 1. جہاں آئے

(i) 1. جہاں آئے

(ii) 1. جہاں آئے

(ج) 6 ربوی

(iii) 1. جہاں آئے

(vi) 1. جہاں آئے

(د) 9 سال

(iv) 1. جہاں آئے

(v) 1. جہاں آئے

### 5.3 خود آزمائی نمبر 3

سوال نمبر 1

- |       |   |        |                |
|-------|---|--------|----------------|
| (i)   | زہرا  | (ii)   | حضور اکرم ﷺ    |
| (iii) | حضرت علیؓ   | (iv)   | حضرت امام حسنؓ |
| (v)   | حضرت امام حسینؓ                                       | (vi)   | خود            |
| (vii) | 33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمد للہ، 34 بار اللہ اکبر | (viii) | چھ             |
| (ix)  | 11 ہجری   | (x)    | جھوٹی          |

سوال نمبر 2

- |       |   |
|-------|---|
| (i)   | حضرت علیؓ                                   |
| (ii)  | دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں               |
| (iii) | خاندان میں سب سے پہلے تم آ کر مجھ سے ملو گی |
| (iv)  | 6 ماہ                                       |
| (v)   | آخری  |

### 5.4 خود آزمائی نمبر 4

سوال نمبر 1

- |       |          |      |            |
|-------|----------|------|------------|
| (الف) | ابواء    | (ب)  | خادمہ      |
| (ج)   | جیشہ     | (د)  | احد        |
| (i)   | حمد الہی | (ii) | امام حسینؓ |

سوال نمبر 2



یونٹ نمبر 8

# اخلاقیات

نصرت ضیاء ملک  
منزہ خانم  
اسٹنٹ پروفیسر

تحریر:  
نظر ثانی:

# فہرست مضامین

| صفحہ نمبر | عنوان                           | نمبر شمار |
|-----------|---------------------------------|-----------|
| 253       | یونٹ کا تعارف                   | ○         |
| 253       | یونٹ کے مقاصد                   | ○         |
| 254       | فضائل اخلاق                     | 1-        |
| 255       | تقویٰ                           | 2-        |
| 255       | 2.1 مفہوم                       |           |
| 256       | 2.2 اہمیت                       |           |
| 256       | 2.3 تقویٰ کے درجات              |           |
| 257       | 2.4 عبادات کی روح               |           |
| 258       | 2.5 نظام اخلاق کی بنیاد         |           |
| 258       | 2.6 سلاسل اختیار پرستی کا معیار |           |
| 258       | 2.7 تقویٰ کے فوائد              |           |

نیز  
نیز

|     |      |                       |          |
|-----|------|-----------------------|----------|
| 262 | 51   | امانت داری            | 245      |
| 264 | 1.51 | عدل                   | 255      |
| 265 | 5.51 | سیرت طیبہ سے مثال     | 265      |
| 265 | 8.51 | عدل کی اقسام          | 280      |
| 267 | 4.51 | احسان                 | 6<br>285 |
| 267 | 31   | مفہوم                 | 185      |
| 267 | 1.81 | عدل و احسان           | 185      |
| 268 | 5.81 | اہمیت                 | 185      |
| 268 | 8.81 | سیرت طیبہ سے مثال     | 285      |
| 269 | 4.81 | احسان کی مختلف صورتیں | 285      |
| 263 | 1    | فوائد                 | 485      |
| 271 |      | خوش کلامی             | 7        |
| 272 |      | خود آزمائی نمبر 1     | 7.1      |
| 273 |      | رذائل اخلاق           | 8        |
| 273 |      | جھوٹ                  | 9        |
| 275 |      | غیبت                  | 10       |

|     |                              |      |
|-----|------------------------------|------|
| 279 | حسد                          | 12   |
| 279 | مفہوم                        | 12.1 |
| 279 | حسد کی صورتیں                | 12.2 |
| 280 | حسد کا نقصان                 | 12.3 |
| 280 | حاسد کے شر سے بچنے کا طریقہ  | 12.4 |
| 281 | تکبر                         | 13   |
| 281 | مفہوم                        | 13.1 |
| 281 | قرآن و حدیث میں تکبر کی مذمت | 13.2 |
| 282 | تکبر کا علاج                 | 13.3 |
| 282 | خود آزمائی نمبر 2            | 13.4 |
| 284 | جوابات                       | 14   |

## یونٹ کا تعارف

ہم دنیا میں دوسرے لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں اسی کو معاشرہ کہتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے کے افراد اسے اچھا یا برا بناتے ہیں، یعنی ان میں جتنی زیادہ اچھی عادتیں ہوں گی، اتنا ہی وہ اچھا معاشرہ ہوگا، ہماری کون سی عادتیں لوگوں کی نظر میں ہمیں اچھا بناتی ہیں اور کن عادتوں سے لوگ نفرت کرتے ہیں، انہیں جاننے کے لیے فضائل و رذائل کا جاننا ضروری ہے۔ ان میں جتنی اچھی باتیں ہیں، وہ سب ہمیں اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ نے بتائی ہیں اور جتنی بری باتیں ہیں، وہ شیطانی کام ہیں۔ ان کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور دنیا کے لوگ بھی برا سمجھتے ہیں۔

آئیے اس یونٹ کا مطالعہ کرتے ہیں جس میں کچھ اچھی عادتیں بیان کی گئی ہیں جنہیں اپنانا چاہیے اور کچھ بری باتوں کا ذکر ہے جنہیں ہر حالت میں ترک کر دینا چاہیے۔

## یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ آپ:

- 1- اخلاق کا مفہوم اور اس کی اہمیت بتا سکیں اور فضائل اخلاق اور رذائل اخلاق کا فرق بیان کر سکیں۔
- 2- سچ کی اہمیت اور اس کی اقسام بیان کر سکیں۔
- 3- امانت داری کی اہمیت اور فوائد لکھ سکیں۔
- 4- عدل و احسان کی تعریف اور ان کا فرق بیان کر سکیں۔ نیز احسان کی خوبیاں جان کر انہیں اپنا سکیں۔
- 5- جھوٹ اور غیبت کے نقصانات بتا سکیں جو معاشرے پر اپنے اثرات چھوڑتے ہیں۔
- 6- حسد دل کی بیماری ہے۔ اس لیے حسد کے نقصانات اور حسد سے بچنے کی تدابیر شمار کر سکیں۔
- 7- تکبر کی اصلیت جان کر اس کی مذمت کر سکیں۔



10

## 2- تقویٰ

212

## 2.1 مفہوم

تقویٰ کا مطلب ہے ڈرنا۔ چنانچہ کسی صاحب اختیار سے اس کے غلبہ یا نقصان پہنچانے کی طاقت کی بنا پر ڈرنا۔ اطمینان میں تقویٰ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی ہر اشیاء کا خوف یعنی ہر کام کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ مرضی کا خیال رکھنا جائے اور ہر وہ کام جس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا خوف ہو اسے چھوڑ دینا چاہیے۔

تقویٰ کے مفہوم کو دو صحابہ کرام ؓ کے درمیان ہونے والی گفتگو سے زیادہ آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔  
حضرت عمر فاروق ؓ نے حضرت کعب ؓ سے پوچھا کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں:

”انہوں نے کہا: ”کیا آپ کبھی خاردار جھاڑیوں والے راستے سے گزرے ہیں؟“

حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”ہاں“۔

1-10

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ:

Σ. 122

”آپ جھاڑیوں سے کیسے گذرتے ہیں؟“۔

3-

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ:

”میں اپنے کپڑے سمیٹ کر اقباط سے گذرتا ہوں تاکہ کوئی کاٹنا مجھے نہ لگ جائے۔“

کتابخانه عمومی مسجد جامع اصفهان

”اسی کا نام تقویٰ ہے‘ یعنی یہ دنیا ایک خاردار جنگل ہے۔ اس میں گناہوں کے کانٹے ہیں۔ اس جنگل میں انسان کا اس طرح گذرنا کہ وہ گناہوں سے پاک رہے تقویٰ کہلاتا ہے۔“

## 2. اہمیت

جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے، اسے متقی، یعنی پرہیزگار کہتے ہیں۔ تقویٰ سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی فی اس کی بادشاہت اور عظمت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونے کا خوف ہے اور ہر لمحہ وہ اسی فکر میں رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے؟ اس لیے میں کوئی ایسا کام نہ کروں جو اس ناراضگی کا سبب بنے۔ اس لیے وہ صرف حرام چیزوں سے ہی نہیں بچتا بلکہ ایسی تمام چیزوں کو بھی چھوڑ دیتا ہے تاکہ بارے میں شک ہو کہ یہ گناہ کے کام ہیں۔

## 2. تقویٰ کے درجات

تقویٰ کے تین درجات ہیں:

1- ادنیٰ

2- اوسط

3- اعلیٰ

1- ادنیٰ : ادنیٰ درجے کا تقویٰ ایمان ہے جو دوزخ کی آگ سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

2- اوسط : اوسط درجے کا تقویٰ ہے کہ بڑے گناہوں سے گریز کرے اور چھوٹے گناہوں سے بچا جائے اور عام گناہ کے

3- اعلیٰ: اعلیٰ درجے کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر اس کام سے پرہیز کیا جائے جو انسان کے دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اس درجے کو حاصل کرتے ہیں۔

## 2.4 عبادات کی روح

ہم اپنے رب کے حضور جو بھی عبادتیں کرتے ہیں ان میں بھی تقویٰ کا ہونا ضروری ہے۔ ہر عبادت کا مقصد بھی یہی ہے سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوا:

”اے لوگو! اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔“ (البقرہ: 21)

ہماری نماز میں جب تک یہ کیفیت موجود نہ ہو اس وقت تک اس میں عاجزی نہیں آ سکتی۔ اسی طرح روزے میں اگر سب برے کاموں کو نہ چھوڑا جائے تو محض فاقہ بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ قربانی کے بارے میں ارشاد ہوا:

”اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کا خون اور گوشت ہر گز نہیں پہنچتا بلکہ اسے تو تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔“ (یعنی وہ جذبہ اور خلوص جس کے تحت قربانی کی جائے) (الحج: 37)

## 2.5 نظام اخلاق کی بنیاد

اسلامی نظام اخلاق میں عدل و انصاف، صبر و شکر اور معاف کرنے جیسی جتنی اچھی عادتیں ہیں ان سب کی بنیاد بھی تقویٰ ہے۔ مثلاً عدل و انصاف کے حکم ساتھ فرمایا:

صبر کے بارے میں آتا ہے:

ترجمہ: ”صبر اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے۔“ (آل عمران: 186)

## 2.6 بڑائی کا معیار

ہمارے دین کی نظر میں سب انسان برابر ہیں امیر غریب، گورے کالے سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک ہیں۔ لیکن اسلام میں تقویٰ کو بڑائی کا معیار بتایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”اللہ کے ہاں تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔“ (الحجرات: 13)

## 2.7 تقویٰ کے فوائد

تقویٰ سے انسان کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

- 1- تقویٰ سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔
- 2- اللہ تعالیٰ صرف پرہیزگاروں کی عبادتیں قبول کرتا ہے۔
- 3- تقویٰ اختیار کرنے سے قرآن پاک کی ہدایت و رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔
- 4- تقویٰ اختیار کرنے سے گناہ دھل جاتے ہیں۔
- 5- پرہیزگار بندوں کو آخرت میں کوئی خوف اور رنج نہیں ہوگا۔

مشغلہ:

اپنے بزرگوں میں سے کسی پرہیزگار بزرگ کی عادتوں کا بغور جائزہ لیں۔ اور پھر ان میں  
موجود اچھی عادتیں اپنے الفاظ میں لکھیں۔

---

---

---

---

---

## 3- سچائی

اچھے اخلاق میں سچائی کی بہت اہمیت ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی صفت قرار دیا ہے۔ فرمایا:

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ سے زیادہ بات میں سچا کون ہے۔“ (النساء: 11)

جب اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کو بہترین انعام اور جنت کی خوشخبری دی ہے تو ساتھ فرمایا کہ:

ترجمہ: ”یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے اور اس سے زیادہ قول کا سچا کون ہے۔“ (النساء: 122)

سچائی ایمانداروں کی بہت بڑی خوبی ہے اس میں بہت سی چیزیں شامل ہیں۔ ایک تو یہ کہ آدمی کے منہ سے حق اور سچائی کے علاوہ کوئی بات نہ نکلے۔ دوسرے یہ کہ وہ جس بات کا اظہار کرتا ہے اسے اپنے دل میں بھی ویسا ہی سمجھے اور اپنے کام اور عمل سے بھی اپنی بات کی سچائی کا اظہار کرے۔ (یعنی جیسا کہتا ہے ویسا ہی کام بھی کرے)

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے کبھی جھوٹ نہ بولا اور اس وقت جب معاشرے میں ہر طرف جھوٹ اور بددیانتی کا چرچا تھا، آپ ﷺ نے ہمیشہ سچ بولا، یہاں تک کہ مکے کے کافر بھی آپ ﷺ کو صادق اور امین کہنے لگے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ خود بھی سچ کہا اور مسلمانوں کو بھی سچ بولنے کی تلقین فرمائی۔

ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ: ”کیا مسلمان بزدل ہو سکتا ہے؟“

آپ ﷺ نے فرمایا ”ہو سکتا ہے“

پھر پوچھا ”کیا بخیل ہو سکتا ہے؟“ جواب دیا ”ہو سکتا ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی علامتوں میں سے ایک علامت جھوٹ بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچ بولنا نیکی کا راستہ ہے اور نیکی جنت کو لے جاتی ہے۔ سچائی نجات دیتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

سچائی تمام نیکیوں کی بنیاد ہے، اسے اختیار کر کے انسان برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ سچے انسان کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے۔ معاشرے میں اس کی عزت ہوتی ہے، لوگ اس کی بات پر اعتبار کرتے ہیں۔ اس طرح اس کا دین بھی سلامت رہتا ہے اور دنیا میں بھی بلند مرتبہ پاتا ہے۔

مشغلہ:

کوئی سے دو واقعات لکھیے جن میں آپ بظاہر جھوٹ بول کر بچ جاتے لیکن پھر بھی آپ نے سچ بولا۔

## 4- امانت داری

سچائی کے بعد بہترین صفت امانت داری ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو بعثت سے پہلے عرب کے لوگ صادق اور امین کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ امین امانت دار کو کہتے ہیں ”اس کا مطلب ہے دوسروں کے امانتیں رکھنے والا۔ امانت کئی قسم کی ہوتی ہے۔ عام طور پر ہم اس سے صرف مال و دولت مراد لیتے ہیں لیکن دوسروں کے راز، آپس کی خفیہ باتیں اور کسی محفل میں ہونے والی گفتگو سب اس میں شامل ہیں۔

اگر کوئی کسی سے مشورے کی خاطر بات کرے تو جہاں تک ہو سکے اسے درست مشورہ دیا جائے اور اس کی بات اپنے تک رکھنی چاہیے۔ اسی طرح کسی محفل میں جو باتیں ہوتی ہیں اگر وہاں دوسروں سے متعلق کوئی بات ہو تو اسے لوگوں میں پھیلا نا بری بات ہے۔ اس سے کئی دفعہ آپس میں ناراضگی اور رنجش پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرز اگر کوئی کسی کے ہاں ملازم ہے تو جن شرائط پر وہ کام کرتا ہے ان کا پورا خیال رکھنا چاہیے ایسا نہ کرنا بھی امانت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں امانت داری کا حکم دیا ہے فرمایا:

”بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کیا کرو۔“

(النساء: 58)

قرآن پاک میں ایمان داروں کی نشانی بتائی گئی کہ وہ اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی حفاظت کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے نجات کی خوشخبری سنائی۔ اور خیانت کرنے سے منع فرمایا کیونکہ امانت میر

ہمارے رسول ﷺ اس حد تک امانت دار تھے کہ جب مکہ معظمہ میں کافروں نے آپ ﷺ کا رہنا مشکل کر دیا اور آپ ﷺ کو مجبوراً مدینہ منورہ ہجرت کرنا پڑی، اس وقت بھی انہیں کافروں کی امانتیں آپ ﷺ کے پاس پڑی تھیں۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تاکید فرمائی کہ تم صبح کو لوگوں کی جو امانتیں میرے پاس پڑی ہیں ان کے مالکوں کو لوٹا کر مدینہ منورہ آ جانا۔ اس واقعے سے آپ ﷺ کی امانت داری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مشغل:

ہم اپنے معاشرے میں امانت داری کے حکم پر کیسے عمل کر سکتے ہیں؟  
مختصر الفاظ میں بیان کریں۔

[illegible]

## 5- عدل

عدل کے لغوی معنی ہیں برابر اور سیدھا کرنا، توازن قائم کرنا۔ کسی بوجھ کو دو حصوں میں اس طرح بانٹنا کہ ان دو میں سے کسی میں ذرا بھی کمی یا زیادتی نہ ہو۔ اسے عربی میں عدل کہتے ہیں۔

اسلام دین عدل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں ہر چیز کو ایک خاص تناسب اور توازن کے ساتھ بنایا ہے۔ کائنات کا پورا نظام عدل پر قائم ہے۔ نظام عدل ہی کے ذریعے معاشرے کے کمزور اور نچلے طبقوں کے حقوق کی حفاظت کی جاسکتی ہے۔ اگر کسی معاشرے میں عدل نہ ہو تو وہاں کمزور اور بے بس انسانوں کی زندگی مشکل ہو جاتی ہے اور ظالم لوگ کمزوروں کے حقوق غصب کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ خود بھی عدل کرتا ہے اور اپنے بندوں کو بھی عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ (النحل: 90)

”بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔“

زندگی کے ہر شعبے میں عدل اختیار کرنا ضروری ہے۔ اسلام نے عدل و انصاف کا ایسا اعلیٰ معیار قائم کیا ہے کہ اس میں شاہ و گدا، امیر و غریب اور دین و ملت کی کوئی قید نہیں۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد

## 5.1 سیرت طیبہ سے مثال

حضرت محمد ﷺ نے ہمیشہ اس حکم پر عمل کیا۔ امیر و غریب، دوست و دشمن اور مسلم و کافر میں کسی قسم کا فرق نہیں بلکہ ہر آدمی کو اس کا پورا حق دلایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے جانی دشمن بھی آپ ﷺ کے عدل و انصاف مان گئے۔

آپ ﷺ کی سیرت عدل و انصاف کے واقعات سے بھری پڑی ہے ایک واقعہ بہت مشہور ہے ایک مرتبہ مخزوم قبیلے کی ایک فاطمہ نامی عورت نے چوری کی۔ مقدمہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے پیش ہوا۔ قریش اپنی عزت کی خاطر چاہتے تھے کہ اس عورت کو سزا نہ ملے۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی خدمت میں سفارش کے لیے بھیجا گیا۔ حضور اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”تم سے پہلے بنی اسرائیل اسی لیے تباہ ہو گئے کہ وہ طاقتور آدمیوں کے معاملے میں نرمی برتتے اور کمزوروں پر سختی کر کے انہیں سزا دیتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔“

چنانچہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ آپ ﷺ نے جہاں خود عدل و انصاف سے کام لیا وہیں اپنی امت کو بھی اس کا حکم دیا۔

## 5.2 عدل کی قسمیں

عدل کی دو قسمیں ہیں:

(1) انفرادی عدل

(1) انفرادی عدل: اپنے آپ سے عدل کرنا۔ روزہ مرہ کے کاموں میں اور عبادات میں اعتدال قائم رکھنا بہت ضروری ہے اس کے بغیر نہ تو جسمانی صحت قائم رہ سکتی ہے اور نہ روحانی ترقی ہو سکتی ہے۔

اپنے آپ کو غیر معمولی سہولت یا تکلیف میں مبتلا نہ کرنا انفرادی عدل ہے۔

(2) اجتماعی عدل: دوسرے کے ساتھ انصاف کرنا اس کی بہت سی صورتیں ہیں:

(i) میاں بیوی کے درمیان عدل اگر میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق عدل و انصاف سے ادا کرتے رہیں تو گھریلو زندگی پرسکون ہوتی ہے۔ اولاد میں بھی بیٹی اور بیٹے کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے تاکہ ان میں حسد اور بغض کے جذبات پیدا نہ ہوں۔ اور وہ آپس میں پیار و محبت سے رہیں۔

(ii) معاشرے میں امیر و غریب، طاقت ور اور کمزور ہر طرح کے لوگ رہتے ہیں ان کے درمیان عدل و انصاف قائم رہنا چاہیے۔

(iii) تجارتی معاملات میں بھی عدل و انصاف کا حکم ہے۔ فرمایا:

”ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا کرو“ (الانعام: 152)۔

غرض زندگی کے ہر شعبے میں عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مشغلہ:

انفرادی و اجتماعی عدل کی ایک ایک مثال دیں۔

## 6- احسان

### 6.1 مفہوم

احسان سے مراد وہ عمل ہے جو ایسے اچھے طریقے سے کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کو آئے۔ مثلاً دوسروں سے عمدہ سلوک کرنا، خوش خلقی سے پیش آنا، سخاوت کرنا، دوسروں کو ان کے حق سے زینا اور خود کم لینا سب احسان میں شامل ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے احسان کی تعریف اس طرح فرمائی:

”تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ ممکن نہیں تو یہ سمجھ لے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔“

### 6.2 عدل اور احسان

احسان کا مفہوم عدل سے زیادہ وسیع ہے۔ عدل سے مراد کسی کا پورا پورا حق دینا ہے لیکن احسان یہ ہے دوسرے کو اس کے حق سے زیادہ دیا جائے اور خود اپنے حق سے کم لیا جائے۔

”آسان لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی معاملہ میں برابر کا بدلہ لینا عدل ہے لیکن

## 6. اہمیت

ایک اچھے معاشرے میں اگر عدل و انصاف ہو تو ہر شخص کو اس کا حق ملتا رہتا ہے۔ کسی کو دوسرے سے امت نہیں ہوتی اور لوگ پر امن رہتے ہیں۔ لیکن احسان کرنے سے معاشرے میں امن و سکون کی فضا قائم ہوتی ہے۔ لوگ ایک دوسرے سے محبت بھی کرتے ہیں اور دوسروں کے جذبات کا احترام کرتے ہیں۔ اسی لیے قرآن میں ہمیں عدل کے ساتھ ساتھ احسان کی بھی ہدایت کی گئی ہے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ (النحل: 90)

”بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔“

## 6. سیرت طیبہ سے مثال

حضرت محمد ﷺ نے ہمیشہ دوسروں کے ساتھ احسان فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی احسان کا سلوک کیا۔ یہاں آپ ﷺ کی سیرت میں سے صرف دو مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔

(i) مکہ کے لوگ آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے جانی دشمن تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی۔ یہاں بھی کافروں نے آپ ﷺ کے ساتھ جنگیں لڑیں۔ ایک بار مکہ میں قحط پڑ گیا جس سے مکہ والوں کو سخت تکلیف تھی۔ آپ ﷺ کو اطلاع ملی تو نہ صرف ان لوگوں کی مدد فرمائی بلکہ ان کی اس مشکل سے نجات کے لیے دُعا بھی فرمائی۔

(ii) ابوسفیان اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ ﷺ کا سخت دشمن تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر نہ صرف آپ ﷺ نے انہیں معاف کر دیا بلکہ یہ بھی اعلان کیا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھریباہ لے گا وہ بھی امن میں ہوگا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو بھی احسان کرنے کی تاکید فرمائی۔

## 6.5 احسان کی مختلف صورتیں

احسان کی مختلف صورتیں ہیں سب سے پہلے تو عبادات میں احسان کی ضرورت ہے یعنی سب عبادتوں اچھی طرح ادا کرنا دوسرے لوگوں کے ساتھ احسان میں سب سے پہلے والدین کا مقام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (البقرہ: 84)

”اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔“

گھریلو زندگی کو پرسکون بنانے میں میاں بیوی کے تعلقات کی بہت اہمیت ہے۔ یہاں بھی ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید آئی ہے۔

احسان کی ایک پسندیدہ صورت یہ ہے کہ ضرورت مند لوگوں کی مدد کی جائے۔ اگر کسی ضرورت کے تحت قرض لیں تو انہیں مالی حالت بہتر ہونے تک مہلت دی جائے اور اگر وہ بہت تنگ دست ہوں تو انہیں قرض معاف کر دینا بہت بڑی نیکی ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے ساتھ کوئی نیکی کی جائے تو بعد میں اسے طعنے دے کر احسان جتا کر اپنی نیکی کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے سزا دینے کی بجائے معاف کر دینا اور اچھے طریقے سے پیش آنا بہ احسان ہے۔

## 6.6 فوائد

○ ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (البقرہ: 195)

”بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

○ آپس میں پیار محبت بڑھاتا ہے

○ آخرت میں احسان کرنے والوں کو بہت بڑا اجر ملے گا

مشغلہ: آپ اپنی زندگی کے کوئی دو ایسے واقعات لکھیے جن میں آپ نے احسان کیا ہو۔

## 7- خوش کلامی

خوش کلامی کا مطلب ہے ایک دوسرے سے ادب و احترام اور محبت سے باتیں کرنا، تاکہ آپس میں خوشگوار تعلقات پیدا ہوں۔ سلام کرنا، شکریہ ادا کرنا، حال پوچھنا، ایک دوسرے کو نیک دُعائیں دینا، اچھی باتیں کرنا سب اس میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں حکم دیتا ہے:

﴿وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (البقرہ: 83)

”اور لوگوں سے اچھی بات کرو۔“

اچھی باتیں کرنے سے آپس میں میل ملاپ بڑھتا ہے۔ اسی لیے ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارنے کی ممانعت آئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

”مسلمان نہ طعنہ دیتا ہے، نہ لعنت بھیجتا ہے، نہ بدزبانی اور فحش کلامی کرتا ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کی شان اس قسم کی غیر مہذب باتوں سے بہت اونچی ہے۔ وہ جب بارگاہِ نبوی ﷺ کی طرف سے آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

”جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھی بات بولے ورنہ چپ

رہے۔“

اس لیے ہمیں حاسے کہ ہمیشہ اچھی بات کریں، کسی سے سخت لہجے میں بات نہ کریں۔ نرمی اور یارے

## نود آزمائی نمبر 1

- درج ذیل کے مختصر جوابات لکھیے :

- (i) تقویٰ کا مفہوم بیان کریں۔
- (ii) جو شخص تقویٰ اختیار کرے اسے کیا کہتے ہیں؟
- (iii) تقویٰ کے تین درجات کون سے ہیں؟
- (iv) اسلام میں بڑائی کا معیار کیا ہے؟
- (v) امانت داری میں کون سی صفات شامل ہیں؟
- (vi) عدل کا کیا مطلب ہے؟
- (vii) عدل کی دو قسمیں کون سی ہیں؟
- (viii) عدل اور احسان میں کیا فرق ہے؟
- (xi) احسان کی مختلف صورتیں بیان کریں
- (x) خوش کلامی کا کیا مطلب ہے؟

- خالی جگہ پر کریں۔

- (i) بے شک مجھے..... کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔
- (ii)..... سے زیادہ بات میں سچا کون ہے۔
- (iii) مکہ کے کافر آپ ﷺ کو..... اور..... کہتے تھے۔
- (iv) امانت میں خیانت کرنا..... کی نشانی ہے
- (v) تقویٰ کے بارے میں گفتگو حضرت عمرؓ اور..... کے درمیان ہوئی۔

## 8- رذائل اخلاق

رذائل اخلاق سے مراد ہے بری عادتیں جنہیں عام طور پر سب لوگ برا سمجھتے ہیں اور یہ عادتیں ہر مذہب کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ جن لوگوں میں برا عادتیں ہوتی ہیں، ان سے دوسرے لوگ بھی نفرت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں پسند نہیں کرتا۔ یہ لوگ معاشرے کے لیے سخت نقصان دہ ہوتے ہیں۔ ان کی کہیں عزت نہیں ہوتی۔

جس طرح اچھی عادتیں بہت سی ہوتی ہیں، اسی طرح بری عادتیں بھی بے شمار ہیں لیکن ان میں سے کچھ ایسی ہیں جن کا اثر پورے معاشرے پر پڑتا ہے۔ اس لیے وہ زیادہ نقصان دہ ہیں اور ان سے بچنا ضروری ہے۔ مثلاً جھوٹ، غیبت، منافقت، حسد اور تکبر وغیرہ۔

آئیے! ان رذائل اخلاق کے بارے میں تفصیل سے پڑھتے ہیں تاکہ ان کی برائی زیادہ واضح ہو کر سامنے آجائے اور ہم ان سے پوری طرح بچنے کی کوشش کریں۔

## 9- جھوٹ

بری عادتوں میں جھوٹ سب سے قابل نفرت عادت ہے۔ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ جھوٹا آدمی جگہ ذلیل ہوتا ہے اور کوئی شخص اس بات پر اعتبار نہیں کرتا۔ قرآن و حدیث میں بار بار جھوٹ کو برا کہا گیا ہے اور سختی کے ساتھ اس سے بچنے کا احکام دیا گیا ہے۔ جھوٹ نہ لے کر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور وہ جھوٹ

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے:

”جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ میں۔ جھوٹ بولتے بولتے آدمی اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔“

اسلام کی نظر میں ”لعنت“ کا لفظ بہت سخت ہے جو شیطان، کافروں، یہودیوں اور منافقوں کے لیے استعمال کیا گیا۔ مومن بندوں کو سوائے جھوٹ کے اور کسی عمل کی وجہ سے لعنت نہیں کی گئی۔ گویا جھوٹ اتنا بڑا گناہ ہے کہ جھوٹا آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے منافق کی نشانیوں میں سے ایک جھوٹ بولنا بھی بتایا ہے۔

جھوٹ کسی قسم کا بھی ہونا پسندیدہ ہے۔ غلط باتیں کرنا تو جھوٹ ہے مگر وعدہ کر کے اسے پورا نہ کرنا بھی جھوٹ ہے۔ اسی طرح دل میں جو کچھ ہو زبان سے اس کے برعکس بات کرنا بھی جھوٹ ہے اگر آپس میں مذاق سے یاد دوسروں کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بولا جائے یا بچوں کو بہلانے کے لیے غلط بات کہی جائے تو یہ سب باتیں بھی جھوٹ میں شامل ہیں۔ اسی طرح جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی قسم کھانا بہت بڑا گناہ ہے اور قرآن پاک میں اس کی بہت سخت سزا بیان کی گئی ہے۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہر حال میں سچ بولیں اور جھوٹ سے بچے رہیں کیونکہ سچ آدمی کی معاشرے میں عزت ہوتی ہے اور جھوٹے کو کوئی پسند نہیں کرتا۔

مشغلہ:

جھوٹ کی مختلف صورتیں ترتیب وار لکھیے۔

## 10- غیبت

غیبت کا مطلب ہے کسی آدمی کی غیر موجودگی میں اس کے متعلق ایسی بات کہنا جو اگر اسے معلوم ہو تو اس کو ناگوار گذرے۔ حضور ﷺ نے غیبت کی یہ تعریف فرمائی:

”غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے جو اسے ناگوار گذرے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہو تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہو تو پھر یہ غیبت ہے۔ اور اگر اس میں وہ بات موجود نہ ہو تو ’تو نے اس پر بہتان (یعنی جھوٹا الزام لگایا)

قرآن پاک میں غیبت کی سخت ممانعت آئی ہے اور ایک مثال سے اس برے فعل سے نفرت دلائی گئی ہے۔ ارشاد ہوا:

”اور تم میں سے کوئی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے

بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔“ (الحجرات: 12)

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میرا گذر اس گروہ کے پاس سے ہوا جو اپنے ناخنوں سے اپنے ہی چہرے کا گوشت نوچ رہے تھے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو غیبت کرتے تھے۔

غیبت صرف زبان سے ہی نہیں ہوتی بلکہ ہاتھ پاؤں یا آنکھ کے اشارے سے بھی کسی کی برائی کرنا غیبت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیبت بہت بڑی برائی ہے۔ کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائیاں دوسروں سے بیان نہیں کرنی چاہیں۔ صرف چند موقعوں پر اس کی اجازت ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص بہت برا ہے اور اس کے شر سے بچانے کے لیے دوسروں کو اس کی برائی کی خبر دی جائے۔ یا کسی نے دوسرے پر ظلم کیا ہے تو مظلوم اس کے خلاف شکایت کرے۔ یا کسی ایسے آدمی کو برائی کے بارے میں بتانا جس کے بارے میں یقین ہو کہ یہ برے آدمی کی اصلاح کر سکتا ہے۔

ان باتوں کے علاوہ غیبت سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔ کیونکہ قرآن پاک اور حدیث شریف میں اس سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔

”غیبت کے معاشرے پر جو برے اثرات ہوتے ہیں ان کے بارے میں چند سطوریں لکھیے۔“

## 11- منافقت

ایسا شخص جس کا ظاہر کچھ ہو اور باطن کچھ وہ منافق کہلاتا ہے۔ منافق کی دو بڑی قسمیں ہیں:

1- اعتقادی منافق      2- عملی منافق

1- اعتقادی منافق وہ ہوتا ہے جس کے دل میں ایمان بالکل نہیں ہوتا۔ اندر سے وہ پکا کافر ہوتا ہے

لیکن اپنے منہ سے ایمان کا دعویٰ کر کے لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔

2- عملی منافق وہ ہے جو اپنے ایمان کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن جب عمل کی باری آتی ہے تو اسلام کے

احکامات پر پوری طرح سچے دل سے عمل نہیں کرتا اور بڑی آسانی سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

عام معاشرے میں بھی ایسے بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو جانتے بوجھتے، جھوٹ بولتے ہیں انہیں صحیح بات

کا علم ہوتا ہے لیکن وہ اسے چھپا لیتے ہیں۔ دوسروں کے منہ پر ان کی تعریف کرتے ہیں اور دل میں انہیں برا بھلا

کہتے ہیں۔ یہ سب منافقت کی مختلف صورتیں ہیں:

منافقین کا یہ طریقہ ان کی دنیا اور آخرت دونوں کے لیے نقصان دہ ہے کیونکہ وہ اپنی چالاکی سے اپنے

خیالات کو زیادہ عرصہ نہیں چھپا سکتے اس طرح وہ دنیا میں بھی ذلیل ہوتے ہیں اور لوگوں پر ان کا اعتماد اٹھ جاتا ہے

آخرت میں بھی ان کو سخت سزا دی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”بے شک منافق آگ کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے۔“

## منافق کی نشانیاں

حضور اکرم ﷺ نے منافق کی کچھ نشانیاں بتائی ہیں۔ ان میں سے جتنی کسی شخص میں ہوں وہ اتنا ہی منافق ہے۔ اور جس میں ساری نشانیاں ہوں وہ پکا منافق ہے وہ نشانیاں یہ ہیں:

○ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

○ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

○ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

○ جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔

## 12- حسد

### 12.1 مفہوم

کسی شخص کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمت یا فضیلت عطا کی ہو اس پر کوئی دوسرا شخص جلے اور یہ خواہش کرے کہ اس سے وہ نعمت چھین کر مجھے مل جائے یا کم از کم اس آدمی سے ضرور چھین جائے اسے حسد کہتے ہیں۔

### 12.2 حسد کی صورتیں

اس کی کئی صورتیں ہیں مثلاً:

1- ایک شخص کی خواہش ہو کہ دوسرے سے نعمت چھین جائے اسے ملے یا نہ ملے۔ یہ حسد کی بدترین صورت ہے۔

2- دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص کو یہ خواہش ہو کہ جیسی نعمت دوسرے آدمی کو اللہ تعالیٰ نے دی ہے ویسی ہی نعمت مجھے بھی عطا فرمائے۔ اس صورت میں دوسروں سے نعمت چھین جانے کی خواہش نہیں ہوتی۔ یہ صورت مذموم (بری) نہیں ہے بلکہ اسلام میں اسے رشک کا نام دیا گیا ہے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”رشک صرف دو آدمیوں سے جائز ہے ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اسے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق خرچ کر رہا ہو۔ دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے دانائی عطا کی

## 12.3 حسد کا نقصان

حسد دل کی بیماری ہے۔ حاسد دوسروں کی نعمت سے دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے۔ اس طرح وہ مستقل عذاب کی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حسد کرنے والے کا دل عبادات میں نہیں لگتا، اس طرح وہ دہرا نقصان اٹھاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے خاص طور پر حسد سے بچنے کی ہدایت فرمائی۔ ارشاد ہوا:

”تم لوگ حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔“

اس لیے ضروری ہے کہ جس شخص کے دل میں حسد ہو، وہ اس سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے نعمتیں عطا فرمائی ہیں اس کی خوبیوں کا اعتراف کرے۔

## 12.4 حاسد کے شر سے بچنے کا طریقہ

1- اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے اور اس پر بھروسہ کرے۔ سورۃ الفلق میں جن چیزوں سے بچنے کی دُعا مانگی گئی ہے ان میں یہ بھی شامل ہے۔ ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ (الفلق: 5)

”اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب کہ وہ حسد کرے (میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں)“

2- تقویٰ اختیار کرے۔

3- حاسد کے ساتھ احسان سے پیش آئے اور اس کی برائیوں کو نظر انداز کر دے۔

## 13- تکبر

تکبر کے بہت سے اسباب ہیں۔ عام طور پر لوگ اپنے حسب نسب، حسن، طاقت، مال و دولت، قبیلے عبادات پر تکبر کرنے لگتے ہیں۔

### 13.1 مفہوم

دوسروں کو اپنے سے کمتر اور حقیر سمجھنا تکبر ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”تکبر یہ ہے کہ آدمی حق کا انکار کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔“

### 13.2 قرآن و حدیث میں تکبر کی مذمت

قرآن پاک میں اس کی بہت مذمت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شیطانی فعل قرار دیا ہے۔ وہ مغرور اور ظالم لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے، یعنی وہ حق کو دیکھنے اور سمجھنے کے قابل ہی نہیں رہتے۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا:

”بے شک اللہ تعالیٰ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔“ (لقمان: 18)

اس لیے سورۃ لقمان میں ارشاد ہوا:

”لوگوں سے بے رخی نہ کرو اور زمین پر اترا کر نہ چل۔“ (لقمان: 18)

نور اکرم ﷺ نے بھی لوگوں کو تکبر سے بچنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:  
 ”کبر میری چادر ہے اور جس نے اس کو کھینچا میں اسے دوزخ میں ڈال دوں گا۔“

### 13. تکبر کا علاج

قرآن پاک میں اس بری عادت سے بچنے کا علاج بھی بتایا گیا ہے:

”اللہ تعالیٰ کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔“ (الفرقان: 63)

رکسی وجہ سے دل میں غرور پیدا ہو جائے تو انسان اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو یاد کرے جو اس میں موجود ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”اپنے سے کمتر لوگوں کو سلام کہنے میں پہل کرو۔“

اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کو یاد کرے اس کے مقابلے میں اپنی عاجزی کا اعتراف کرے ہر کام میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرتا رہے۔“

### 13. خود آزمائی نمبر 2

1- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) رذائل اخلاق سے کیا مراد ہے؟

(ii) کوئی سے پانچ رذائل اخلاق کے نام لکھیے؟

(iii) اسلام میں لعنت کا لفظ کس کے لیے استعمال ہوا؟

(iv) غیبت کا کیا مطلب ہے؟

(vi) کن صورتوں میں غیبت کی اجازت ہے؟

(vii) منافق کی نشانیاں کیا ہیں؟

(viii) رشک کن دو آدمیوں سے جائز ہے؟

(ix) تکبر کے چند اسباب بیان کریں؟

(x) حسد نیکیوں کو کس طرح کھا جاتا ہے؟

2- خالی جگہ پر کریں۔

(i) ..... تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

(ii) جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ ..... میں۔

(iii) غیبت صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ ..... سے بھی ہو سکتی ہے۔

(iv) منافق کی دو بڑی قسمیں ..... اور ..... ہیں۔

(v) تکبر یہ ہے کہ آدمی ..... کا انکار کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

(vi) بے شک اللہ تعالیٰ کسی ..... اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔

(vii) اللہ تعالیٰ کے بندے زمین پر ..... سے چلتے ہیں۔

(viii) اللہ تعالیٰ نے ..... کو شیطانی فعل قرار دیا ہے۔

(ix) مذاق سے غلط بات کہنا بھی ..... ہے۔

(x) وَمِنْ شَرِّ ..... إِذَا حَسَدَ

14- جوابات

## مختصر جوابات

- [illegible]

(x) ایک دوسرے سے ادب واحترام اور محبت سے باتیں کرنا۔

2- خالی جگہ پر کریں۔

(i) بہترین اخلاق (ii) اللہ تعالیٰ

(iii) صادق اور امین (iv) منافقت

(v) حضرت کعب ؓ

3- آیات کا اردو ترجمہ

(i) بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

(ii) اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

(iii) بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(iv) اور لوگوں سے اچھی بات کرو۔

خود آزمائی نمبر 2

1- مختصر جوابات لکھیے۔

(i) بری عادتیں

(ii) جھوٹ، غیبت، منافقت، حسد، تکبر

(iii) جھوٹے آدمی کے لیے

(v) کسی آدمی کی غیر موجودگی میں اس کے عیب بیان کرنا غیبت ہے۔ اور اگر اس میں وہ بات موجود نہ ہو تو یہ بہتان (یعنی جھوٹا الزام) ہے۔

(vi) (الف) لوگوں کو برے آدمی کے شر سے بچانے کے لیے۔

(ب) ظالم کی شکایت لگاتے ہوئے۔

(ج) کسی کو برے آدمی کی اصلاح کے لیے بتانا۔

(vii) (الف) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(ب) جب وعدہ کرے وعدہ خلافی کرے۔

(ج) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

(د) جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔

(viii) ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق خرچ کر رہا ہو۔ دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے دانائی عطا کی ہو، جس سے وہ فیصلے کرتا اور اس کی تعلیم دیتا ہو۔

(ix) عموماً حسب نسب، حسن، طاقت، مال و دولت، قبیلے یا عبادات پر تکبر کیا جاتا ہے۔

(x) حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

-2 (i) جھوٹ (ii) دوزخ

(iii) ہاتھ پاؤں یا آنکھ کے اشارے سے

(iv) اعتقادی منافق اور عملی منافق

(v) حسد (vi) خود پسند

یونٹ نمبر 9

# مسلمان خاندان کے اوصاف

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی  
منزہ خانم

تحریر:  
نظر ثانی:

# فہرست مضامین

| نمبر شمار | عنوان               | صفحہ نمبر |
|-----------|---------------------|-----------|
| ○         | یونٹ کا تعارف       | 290       |
| ○         | یونٹ کے مقاصد       | 291       |
| 1-        | والدین              | 292       |
| 2-        | رواداری اور وست نظر | 294       |
| 3-        | سادگی               | 296       |
| 4-        | تقویٰ               | 298       |
| 5-        | خود آزمائی نمبر 1   | 301       |
| 6-        | رشتہ داروں کے حقوق  | 302       |
| 6.1       | احسان               | 303       |

|     |                         |
|-----|-------------------------|
| 305 | 6.3 وراثت میں حصہ       |
| 305 | 6.4 رشتہ داروں کی اصلاح |
| 305 | 6.5 صلہ رحمی            |
| 307 | 7- بچوں پر شفقت         |
| 311 | 8- اپنا کام خود کرنا    |
| 313 | 9- دوسروں کے کام آنا    |
| 316 | 10- ملازموں سے حسن سلوک |
| 319 | 11- خود آزمائی نمبر 2   |
| 320 | 12- جوابات              |

## یونٹ کا تعارف

خاندان معاشرے کی اکائی ہے۔ ایک خاندان میں میاں بیوی اور ماں باپ ہوتے ہیں، بال بچے ہوتے ہیں اور ملازم بھی۔ خاندان کے افراد کے باہمی میل جول کے علاوہ دوسرے عزیزوں رشتہ داروں سے بھی تعلق ہوتا ہے۔

اگر خاندان کی بنیاد صحیح اصولوں پر قائم ہے تو معاشرہ بھی درست خطوط پر استوار ہوگا۔ اگر خاندان میں خرابیاں ہیں، چھوٹے بڑوں کی عزت نہیں کرتے اور بڑے چھوٹوں سے شفقت کا برتاؤ نہیں کرتے، اہل خاندان میں باہمی محبت، احترام اور شفقت کا تعلق نہیں تو خاندان کا شیرازہ بکھر جائے گا اور جب خاندان بکھریں گے تو معاشرہ کیسے قائم رہ سکتا ہے۔

باہمی تعلقات میں تنگ نظری، تعصب، نفرت اور حسد ایسی خرابیاں پیدا ہو جائیں یا خاندان کے افراد اندھا دھند مال و دولت، آرام و آسائش کے پیچھے لگ جائیں تو تعلقات کی کوئی بھی کڑی خاندان کو یکجا نہیں رکھ سکتی۔

بعض خاندانوں میں اونچ نیچ کا تصور اس قدر گہرا ہوتا ہے کہ کچھ افراد اپنا کام خود کرنا تو ہین سمجھتے ہیں اور وہ اپنے سب کام دوسروں سے کراتے ہیں۔ پھر جن سے کام کرواتے ہیں ان سے کوئی رعایت نہیں کی جاتی۔ اس

# یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ:

- 1- والدین اور بزرگوں کے حقوق بیان کر سکیں اور انہیں ان کا جائز مقام دے سکیں۔
- 2- اسلام میں رواداری اور وسعت نظر کی افادیت بیان کر سکیں۔
- 3- سادگی کے فوائد پر گفتگو کر سکیں اور خود سادگی اختیار کر سکیں۔
- 4- تقویٰ کے مفہوم پر روشنی ڈال سکیں۔
- 5- رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے سے جو معاشرتی استحکام حاصل ہوتا ہے اس پر بات چیت کر سکیں۔
- 6- بچوں کی تربیت کے طریق کار کے اہم نکات بیان کر سکیں۔
- 7- اپنا کام خود کرنے کی عادت اپنائیں اور دوسروں کو ان کے کام میں مدد کر سکیں۔
- 8- اپنے ماحول میں اسلامی ہدایات کے مطابق ملازموں کے ساتھ برتاؤ کا معیار مقرر کر سکیں۔

# 1- والدین اور بزرگوں کا احترام

دنیا میں انسان کے سب سے بڑے محسن اس کے والدین ہیں۔ وہ اولاد سے جیسی بے غرض محبت کرتے ہیں اور ان کی پرورش میں جو تکلیفیں اٹھاتے ہیں ان کی خوشی اور آرام کے لیے اپنی تمام خوشیاں اور راحتیں قربان کر دیتے ہیں اس کا کوئی بدلہ اولاد نہیں دے سکتی۔ اس لیے والدین کا حق سب سے زیادہ ہے۔

والدین کے حقوق اتنے زیادہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور شرک کی ممانعت کے ساتھ ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ والدین کا اپنی اولاد پر اتنا احسان ہے اور وہ اس کے مستحق ہیں کہ ان کے سامنے اُف تک نہ کہا جائے۔ ان کے ساتھ عاجزی سے پیش آیا جائے۔ زندگی میں ان کی خدمت کی جائے اور بعد میں ان کے لیے دُعاے مغفرت کی جائے۔

قرآن حکیم میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بار بار حکم دیا گیا ہے۔ ذیل میں ان میں سے ایک آیت کا ترجمہ دیا جاتا ہے۔

”اور تمہارے رب نے قطعی حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ اور اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے ضعیفی کی عمر کو پہنچیں تو ان کے آگے اُف بھی نہ کرو نہ ان کو جھڑکو۔ اگر ان سے کچھ کہنا ہو تو ادب کے ساتھ کہو اور محبت سے عاجزی کا پہلو ان کے سامنے جھکا دو اور ان کے حق میں دُعا

## سرگرمی

اوپر جن آیات کا ترجمہ دیا گیا ہے قرآن حکیم سے تلاش کر کے یہ آیات خوش خط لکھیے۔

اسلام میں شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔ مشرک سب سے بڑا گنہگار ہے لیکن والدین کا حق اتنا ہے کہ مشرک والدین کے ساتھ بھی بھلائی اور نیکی کرنے کا حکم ہے لیکن اگر وہ شرک کی دعوت دیں تو ان کا کہا نہ مانا جائے۔

والدین کا خیال رکھنا بہت بڑی نیکی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا 'خدا کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کام کون سا ہے؟ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا' پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا 'والدین کے ساتھ نیکی کرنا' پھر فرمایا 'جہاد فی سبیل اللہ'۔

ایک صحابی کہتے ہیں کہ میرے والد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا 'یا رسول اللہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں' آپ ﷺ کی خدمت میں مشورے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا 'تمہاری ماں موجود ہے انہوں نے کہا 'ہاں فرمایا' بس ان کے قدموں میں رہو ان کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔

ماں باپ کا حق ان کے مرنے کے بعد بھی ختم نہیں ہوتا۔ ان کے لیے دُعا ئے مغفرت کرنی چاہیے۔ انہوں نے وعدے کیے تھے ان کو پورا کرنا چاہیے ان کے دوست و احباب پاس اور لحاظ کرنا چاہیے۔

ایک مرتبہ بنو سلمہ کے ایک شخص نے آپ سے پوچھا 'یا رسول اللہ! کوئی ایسی نیکی ہے جو ماں باپ کی موت کے بعد ان کے ساتھ کر سکوں۔ فرمایا 'ان کے لیے دُعا کرو ان کی مغفرت چاہو ان کے بعد ان کے لیے ہوئے وعدوں کو پورا کرو۔ ان کے عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور ان کے دوستوں کی عزت و احترام کرو

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اپنے والد کے ملنے والوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ انہیں قیمتی تحفے دیتے۔ ایک بار کسی نے اعتراض کیا تو فرمایا۔

## 2- رواداری اور وسعت نظری

اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے۔ ”اسلام“ کا لفظ ہی سلامتی کے معنوں میں ہے۔ گویا جو شخص مسلمان ہے وہ ساری دُنیا کے لیے امن، محبت، سلامتی اور رواداری کا پیغام بر ہے۔

آج ہمارے معاشرے کی حالت یہ ہے کہ لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ کوئی شخص اختلاف رائے برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ چھوٹے چھوٹے مذہبی اور گروہی اختلاف باہمی قتل و غارت کا باعث بن جاتے ہیں۔ کیا یہ مسلمانوں کا طریقہ ہے؟

آئیے! ہم آپ کو بتائیں کہ اس بارے میں اسلام کی تعلیمات کیا ہیں۔

مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ جس طرح وہ حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا سچا رسول مانتا ہے اسی طرح وہ دوسرے تمام رسولوں اور نبیوں کو بھی سچا مانے، ان پر ایمان لائے، ان کا ادب کرے، ان کی تعلیمات کو برحق سمجھے اور کوئی ایسا لفظ نہ کہے جس سے ان کی ذات یا ان کی تعلیمات کی بے ادبی ہوتی ہو۔ قرآن حکیم میں ہے:

﴿لَا تُفَرِّقْ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ﴾ (سورہ البقرہ: 285)

”ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کی تفریق نہیں کرتے۔“

شاید آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ رسولوں کے درجات میں تو فرق ہے۔ بعض رسولوں کے درجے

اس سوال کا جواب آپ کو آیت کے ترجمہ سے مل سکتا ہے جس میں ”تفریق“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ تفریق کا مطلب ہے نکال دینا۔ رسولوں میں تفریق کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ بعض کو رسول ماننا اور بعض کو رسول نہ ماننا۔ جیسے یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کو رسول نہیں مانتے یا عیسائی حضرت محمد ﷺ کو رسول نہیں مانتے۔ مسلمان تمام سچے رسولوں کو رسول مانتے ہیں اور رسولوں کی فہرست میں سے کسی کا نام خارج نہیں کرتے۔

اسلام کی رواداری اور وسعت کا تقاضا ہے کہ کسی شخص کو طاقت اور زبردستی سے مسلمان نہیں کیا جاسکتا۔ دین کا اختیار کرنا ہر انسان کی اپنی مرضی پر ہے۔ جو شخص چاہے مسلمان ہو، جو نہ چاہے اسے مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اگر وہ غیر مسلم ہوتے ہوئے اسلامی ریاست میں رہنا چاہتا ہے تو اس کی جان، مال، عزت اور آبرو سب اسی طرز محفوظ ہوں گے جیسے مسلمانوں کے محفوظ ہیں۔

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾ (سورۃ البقرہ: 256)

”دین کے معاملے میں زبردستی نہیں۔“

اسی طرح اسلام تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کو تحفظ دیتا ہے۔ حالت جنگ میں بھی کسی مذہب کی عبادت گاہ خواہ وہ گرجا ہو، مندر ہو یا یہودیوں، مجوسیوں، بدھ مت، غرض کسی بھی مذہب کی عبادت گاہ ہو اس کو جلانا، گرانے، مسمار کرنا یا کسی طرح کا نقصان پہنچانا درست نہیں حتیٰ کہ کسی مذہب کے مذہبی رہنماؤں کو جنگ کی حالت میں قتل کرنا درست نہیں ہے۔

اسلام میں اس حد تک رواداری ہے کہ مشرکین جن جھوٹے خداؤں، بتوں وغیرہ کی پوجا کرتے ہیں، ان کو برا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ وہ جواب میں اللہ تعالیٰ کو برا بھلا نہ کہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اپنی عزت کرانا چاہتا ہے اسے دوسرے کی عزت کرنی چاہیے۔

### 3- سادگی

انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ انسان اصل مالک نہیں ہے، اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ کام انسان کے ذمے لگائے ہیں جو اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرنے ہیں۔ جو کام بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کیا جائے وہ عبادت ہے اور جو کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نہ کیا جائے وہ گناہ ہے۔ دُنیا کے کا مثلاً روزی کمانا وغیرہ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کیے جائیں تو وہ عبادت بن جاتے ہیں اور اگر نماز ایسی چیز میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی نہ کی جائے مثلاً صبح کے دو کے بجائے تین فرض پڑھ لیے جائیں تو وہ گناہ ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ یعنی اس لیے پیدا کیا کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کریں۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (سورہ الذریت: 56)

”اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔“

آپ جانتے ہیں کہ ہر کام کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ ساز و سامان کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر آپ کسی کو خط لکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے آپ کو کاغذ، قلم، روشنائی وغیرہ کی ضرورت ہوگی لیکن آپ کا اصل مقصد کاغذ، قلم وغیرہ جمع کرنا نہیں بلکہ آپ کا مقصد اس شخص تک پیغام پہنچانا ہے جسے آپ خط لکھ رہے ہیں۔ اگر آپ کاغذ، قلم ہی اکٹھے کرتے رہیں اور خط نہ لکھیں تو گویا آپ نے اصل کام نہیں کیا اور بے مقصد کاموں میں کھو گئے ہیں۔ اسی

مقصد حاصل کرنے میں آسانی ہونے یہ کہ ہم دُنیا ہی میں کھو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے آرائش و زیبائش کو چیزوں کو حرام نہیں کیا لیکن سادگی کو ترجیح دی ہے تاکہ انسان دُنیا میں کھو کر اپنی اصل ذمہ داری سے غافل نہ ہو جائے۔

رسول اکرم ﷺ دونوں جہانوں کے سردار تھے۔ آپ ﷺ چاہتے تو دُنیا کی ہر نعمت حاصل کر سکتے تھے بادشاہوں سے بھی بڑھ کر ٹھاٹھ باٹھ اور عیش و عشرت کی زندگی گزارتے لیکن آپ ﷺ نے سادگی کا ایسا بہترین نمونہ قائم کیا جو ہر کسی کے لیے مثال ہے۔

کھانے، پینے، پہننے، اوڑھنے، اٹھنے بیٹھنے کسی چیز میں تکلف نہ فرماتے۔ کھانے میں جو میسر آتا تناول فرماتے۔ پہننے کو جو مل جانا پہن لیتے۔ زمین پر، فرش پر، جیسی بھی صورت حال ہوتی بیٹھ جاتے۔ لباس میں نمائش کو ناپسند فرماتے تھے۔ ہر چیز میں سادگی اور بے تکلفی پسند تھی۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ مسجد سے اُٹھ کر گھر تشریف لے جاتے تو کبھی کبھی ننگے پاؤں چلے جاتے اور جوتی وہیں چھوڑ جاتے۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ پھر واپس تشریف لائیں گے۔

سن 9 ہجری میں جب کہ یمن سے شام تک سارے علاقے کے فرماں روا تھے۔ ملک بھر سے جب زکوٰۃ ۱۰ عشر وغیرہ کا مال جمع ہو کر آتا تو مسجد نبوی میں سونے کے ڈھیر لگ جاتے لیکن آپ ﷺ کے گھر میں ایک کھری چارپائی اور چمڑے کا ایک مشکیزہ تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ حاضر ہوئے تو دیکھا کہ جسم مبارک پر ایک تہ بندہ ہے۔ ایک کھری چارپائی بچھی ہے۔ سرہانے ایک تکیہ پڑا ہوا ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے۔ ایک طرف مٹی بھر جو رکھے ہوئے ہیں، ایک مشکیزہ کی کھال کھوئی سے لٹک رہی ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ نے رونے کا سبب پوچھا، عرض کی یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹیں اور آپ ﷺ خدا کے پیغمبر ہو کر اس حال میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ابن خطاب! کیا تمہیں پسند نہیں کہ وہ دُنیا لیس اور ہم آخرت۔

## 4- تقویٰ

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعے انسانوں کو بتایا ہے کہ اچھے کام کون سے ہیں اور برے کون سے، کن کاموں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور کن سے ناراض۔ کون سے کام کرنے سے آدمی دُنیا میں مطمئن اور آخرت میں میاب ہوتا ہے اور کن کاموں کے کرنے سے دُنیا میں پریشانیاں اور آخرت میں عذاب ملتا ہے۔ جو شخص اپنی رگی میں ہر وقت یہ خیال رکھے کہ اسے اپنے سارے اعمال کی فہرست لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اور ہر کام کا جواب دینا ہے اس لیے ہر ایسا عمل کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ہر ایسے کام سے بچے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے، تو وہ شخص متقی ہے۔

آپ کبھی ایسے راستے سے گزرے ہیں جہاں راستے کے ارد گرد کانٹے دار جھاڑیاں ہوں یا راستے میں سے پھڑ ہو۔ ایسے موقع پر آپ کیا کرتے ہیں؟ یہی کہ کپڑے سمیٹ کر احتیاط سے چلتے ہیں تاکہ آپ کا لباس نوٹوں سے نہ الجھ جائے یا آپ کے کپڑے کچھڑ سے آلودہ نہ ہو جائیں۔ اسی طرح زندگی کے سفر میں جب آدمی اللہ تعالیٰ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا ہے تو اسے تقویٰ کہتے ہیں۔ تقویٰ کے معنی ہیں۔

1- ڈرنا

2- بچنا

3- پرہیز کرنا

کما آف نے کبھی سوچا کہ ہم جو بہت سی چیزوں سے ڈرتے ہیں مثلاً سانپ بچھو سے، چور ڈاکو سے، والدین

نہیں تقویٰ صرف اس ڈر کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور دوسری چیزوں سے ڈرنے میں بنیادی فرق یہ ہے کہ دوسروں کی چیزوں کے ذریعے انسان کا دل کمزور ہوتا ہے، وہ خوف زدہ رہتا ہے اور پریشان ہوتا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ کا ڈر جتنا زیادہ ہوگا انسان بہادر، جرات مند، مطمئن اور بے خوف ہوگا۔ قرآن حکیم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کا دوست ہے۔

﴿وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ﴾ (سورہ الجاثیہ: 19) ”اللہ متقیوں کا دوست ہے۔“

اللہ تعالیٰ سب سے بڑی طاقت ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اس لیے وہ جن کا دوست ہوا نہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ صحیح معنوں میں خوفِ خدا رکھنے والوں کے دل میں بہادری اور اطمینان پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کئی عبادتیں فرض کی ہیں۔ روزانہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے، رمضان کے روزے فرض ہیں، مال میں سے زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ حج کی استطاعت ہو تو حج فرض ہے۔ ان تمام عبادتوں کا مقصد کیا ہے؟ مثال کے طور پر:

○ روزے میں صبح سے شام تک ہم بھوکے پیاسے رہتے ہیں، اس کا کیا فائدہ ہے؟

○ کیا اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی فائدہ ہوتا ہے؟

○ ہمیں بھوکا پیاسا رکھنے سے اللہ تعالیٰ کو کیا ملتا ہے؟

یقیناً کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ فائدے اور نقصان سے بے نیاز ہے۔ اس کا فائدہ ہمیں کو ہے کہ اس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں بھوک پیاس برداشت کرنے کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارے اندر یہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور بڑھتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم ماننے اور اس کی نافرمانی سے بچنے کا جذبہ پیدا ہوا یہی تقویٰ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسے کہ تم سے پہلوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم پر ہیز گار ہو جاؤ۔“

اسلام نے جتنی عبادتیں فرض کی ہیں ان سب کا اصل مقصد یہی ہے کہ انسان کے دل میں تقویٰ اور خوف پیدا ہوتا کہ ہر کام شریعت کے مطابق کرے اور ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے۔

تقویٰ دراصل دل کی کیفیت کا نام ہے۔ اگر آدمی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کا خوف موجود ہے تو وہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کرے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک موقع پر دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ستوجسم میں ایک گوشت کا ٹوٹھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہو تو سارا جسم ٹھیک ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، سن لو کہ وہ ٹوٹھڑا دل ہے۔“

تقویٰ کا تعلق کسی ذات، برادری، خاندان اور قبیلے سے نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ سب لوگ ایک باپ کی اولاد ہیں۔ ان کے خاندان اور قبیلے محض پہچان کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا وہی ہے جو متقی ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”کسی عربی کو عجیبی پر کسی گورے کو کالے پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ برتر وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔“

ملاحظہ

1- اللہ تعالیٰ سے ڈر کر گناہوں سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔

# خود آزمائی نمبر 1

- 1- شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟
- 2- بروقت نماز پڑھنے کے بعد سب سے بڑی نیکی کون سی ہے؟
- 3- ”فرق“ اور ”تفریق“ میں کیا فرق ہے؟
- 4- کیا تمام انبیاء کا مرتبہ برابر ہے؟
- 5- کیا زبردستی کسی کو مسلمان کرنا درست ہے؟
- 6- کیا مندر یا گرجا گرا کر اس کی جگہ مسجد بنائی جاسکتی ہے؟
- 7- بتوں کو برا بھلا کہنا کیوں منع ہے؟
- 8- دُنیا کے کام کیسے عبادت بن سکتے ہیں؟
- 9- کیا دُنیا کا ساز و سامان جمع کرنا منع ہے؟
- 10- سن 9 ہجری میں کتنا علاقہ رسول اکرم ﷺ کے زیر نگیں تھا؟
- 11- تقویٰ کے معانی کیا ہیں؟
- 12- کیا سانپ بچھو وغیرہ سے ڈرنا بھی تقویٰ ہے؟
- 13- اللہ تعالیٰ کے ڈر اور دوسری چیزوں کے ڈر میں فرق کیا ہے؟
- 14- عبادات کا اصل مقصد کیا ہے؟
- 15- اللہ تعالیٰ نے خاندان اور قبیلے کس لیے پیدا کیے؟
- 16- اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا کون ہے؟

## 6- رشتہ داروں کے حقوق

اسلام میں حقوق و فرائض کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ انسانوں سے لے کر حیوانوں تک سب کے حقوق مقرر ہیں۔ ان حقوق میں الفت و محبت، شفقت و اطاعت، ہمدردی و ننگساری اور ہر قسم کی جسمانی اور مالی امداد شامل ہے۔ ان میں پہلا درجہ رشتہ داروں کا ہے۔ قرآن حکیم نے قریبی عزیزوں کے حقوق ادا کرنے کی بہت تاکید کی ہے۔

﴿فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ﴾ (الروم: 38)

”قربابت داروں کو ان کا حق دو۔“

مال و دولت کی محبت آدمی کی فطرت میں ہے کسی کا جی نہیں چاہتا کہ وہ بغیر کسی معاوضے اور بدلے کے اپنی مال میں سے کسی کو کچھ دے دے یا اپنی ضروریات کے باوجود دوسروں پر خرچ کرے لیکن قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ روپے پیسے سے محبت اور اپنی ضروریات کے باوجود رشتہ داروں کی امداد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔

﴿وَاتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ﴾ (البقرہ: 177)

”اور اصل نیکی یہ ہے کہ مال کی محبت کے باوجود قربابت داروں کو دے۔“

جن لوگوں سے خون کا رشتہ ہوتا ہے ان کے حقوق کی ادائیگی کو صلہ رحمی کہتے ہیں اور ان کے حقوق ادا نہ کرنا طع رحمی کہلاتا ہے۔ اسلام میں صلہ رحمی کی بہت تاکید ہے اور قطع رحمی کی بڑی مذمت ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

”جو شخص صلہ رحمی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رحم سے پیش آئے گا اور جو قطع رحمی

”جو شخص چاہتا ہے کہ اسے بہت رزق ملے اس کو صلہ رحمی کرنا چاہیے اور جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر میں اضافہ ہو اسے صلہ رحمی کرنا چاہیے۔“

ایک دیہاتی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز بتائیے جو مج کو جنت کے قریب اور دوزخ سے دُور کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو۔“

اسلام نے رشتہ داروں کے کئی ایک حقوق متعین کیے ہیں مثلاً

- احسان
- ان کی مالی مدد کرنا
- وراثت میں حصہ
- ان کی اصلاح
- صلہ رحمی

## 6.1 احسان

قرآن حکیم نے رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنے، حسن سلوک اور محبت سے پیش آنے کا حکم دیا ہے

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ﴾

## 6.2 مالی امداد

رشتہ داروں کی مالی امداد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ قرآن حکیم نے جا بجا رشتہ داروں کی دست گیری اور ان کے ساتھ مالی تعاون کرنے کا حکم دیا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ﴾

”اللہ انصاف، حسن سلوک اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔“

ایک مرتبہ صحابہ کرام ؓ نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا خرچ کریں؟ تو اس کے جواب میں قرآن حکیم کی آیت نازل ہوئی جس میں کہا گیا کہ جو کچھ بھی خرچ کر دو وہ والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہو۔

مدینہ منورہ میں حضرت ابو طلحہ کا ایک باغ تھا جس کی کھجوریں بہت عمدہ ہوتی تھیں اور اس میں ایک میٹھے پانی کا کنواں تھا۔ رسول اکرم ﷺ جب اس باغ کے پاس سے گزرتے تو اس کے کنوئیں کا پانی پیتے تھے۔ جب قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ (آل عمران: )

”تم اس وقت تک نیکی نہیں حاصل کر سکتے جب تک اپنی عزیز ترین چیزیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو“

تو حضرت ابو طلحہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے سب سے عزیز یہ باغ اور کنواں ہے۔ میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہوں آپ ﷺ جہاں چاہیں خرچ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، آمدنی کا اچھا

### 6.3 وراثت میں حصہ

آج مسلمان گھرانوں میں رشتہ داروں کو وراثت سے محروم رکھنے کے لیے قسم قسم کے حیلے کیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے خاندانی دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں۔ قرآن حکیم نے مختلف رشتہ داروں کے حقے مقرر کر کے یہ کہا یہ اللہ کا حکم ہے جسے پورا کرنا فرض ہے۔ کچھ رشتہ دار ایسے ہوتے ہیں جو وراثت میں حصہ دار نہیں ہو سکتے ان کو بھی محروم نہیں رکھا گیا بلکہ قرآن حکیم میں ہے کہ:

”جب وراثت کی تقسیم کے وقت رشتہ دار، یتیم اور مسکین آئیں تو اس مال میں سے ان کو بھی کچھ دو اور ان سے اچھی بات کہو۔“

### 6.4 رشتہ داروں کی اصلاح

رشتہ داروں کی اصلاح اور ان کی مناسب تربیت کرنا بہت ضروری ہے۔ رسول اکرم ﷺ کو جب نبوت سے سرفراز کیا گیا تو پہلے پہل رشتہ داروں کی اصلاح اور تک ہدایت کا پیغام پہنچانے کا حکم ملا۔ اس کے بعد دوسرے لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔

### 6.5 صلہ رحمی

عام طور پر لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ جو رشتہ دار ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے ہم ان کے ساتھ اچھا سلوک کیوں کریں۔ آخر یک طرفہ حسن سلوک کب تک چل سکتا ہے؟ یہی بات جناب رسول اکرم ﷺ سے پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو قطع رحمی کرے اس سے صلہ رحمی کرو، جو ظلم کرے اسے معاف کرو اور جو برا سلوک کرے اس سے اچھا سلوک کرو۔“

### خلاصہ

- 1- اسلام نے رشتہ داروں کے حقوق مقرر کیے ہیں۔
- 2- رشتہ داروں سے احسان کرنا، ان کی مالی امداد کرنا، ان کو وراثت میں حصہ دینا اور ان کی اصلاح تربیت کرنا ضروری ہے۔
- 3- نیکی کا معیار یہ ہے کہ جو قطع رحمی کرے اس سے صلہ رحمی کرو۔

## 7- بچوں پر شفقت

ہر گھر میں جہاں بڑے ہوتے ہیں وہاں چھوٹے بھی ہوتے ہیں۔ اسلام واحد دین ہے جس نے حقوق معاملے میں چھوٹے اور بڑے کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی۔ وہ جس طرح چھوٹوں پر بڑوں کے حق کو تسلیم ہے اسی طرح بڑوں پر بھی چھوٹوں کے حقوق عائد کرتا ہے اور بڑی تفصیل سے ان کے حقوق کا احاطہ کرتا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کا ایک بہترین اصول ارشاد فرمایا:

”جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا ادب نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اسی وقت سے اس کے حقوق شروع ہو جاتے ہیں۔ پیدائش کے اس کی پرورش اور نشوونما کے تمام ذرائع اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ عربوں میں قتل اولاد کی رسم عام تھی قرآن حکیم نے اس کو بہت بڑا گناہ قرار دیا اور شرک کے ساتھ اس کی ممانعت فرمائی۔ لڑکیوں کی پیدائش کو بقاء عار سمجھا جاتا تھا۔ انہیں زندہ درگور کر دینے کے دردناک واقعات حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں آئے ہیں اسلام نے اس رسم کو سختی سے بند کر دیا اور لڑکیوں کو خاص طور پر اہمیت دی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت کے روز وہ

”سب سے افضل دینار وہ ہے جسے آدمی اپنے بچوں کی ضروریات پر خرچ کرے۔“

بزرگ فرمایا:

”اس شخص سے بڑا اجر کس کا ہو سکتا ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے اور اس طرح ان کو دوسروں کی احتیاج سے بچا لیتا ہے۔“

ولاد کو خوش حال چھوڑ جانا اخلاقی فرض ہے۔ اسی لیے ترکہ میں سے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دولت مند صحابی تھے۔ وہ ایک مرتبہ ایسے سخت بیمار پڑے کہ زندگی کی امید قی نہ رہی۔ اس وقت ان کی صرف ایک بیٹی تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ ہوں نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! میرے پاس دولت ہے اور میری وارث تہا ایک لڑکی ہے، میں چاہتا ہوں کہ دو تہائی مال کی وصیت کسی کا خیر کے لیے کر جاؤں۔ فرمایا نہیں۔ سعد نے عرض کیا، اچھا نصف کی وصیت کروں؟ فرمایا نہیں۔ صرف ایک تہائی وصیت کرو اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔ اپنے رشتہ داروں کو خوش حال چھوڑ جانا اس سے بہتر ہے کہ ان کو محتاج چھوڑ جاؤ اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔“

اولاد کی پرورش کے ساتھ اس کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی والدین پر ہے۔ قرآن حکیم نے ایک مختصر نملے میں ساری ذمہ داری سمودی ہے۔ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (التحریم: 6)

اس کا مطلب یہ ہے کہ بچوں کی تربیت اس طریقے سے کرو کہ وہ ان تمام خرابیوں اور برائیوں سے بچ کر رہیں آدمی کو دوزخ میں لے جاتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اولاد کو ادب سکھانے کو صدقہ و خیرات سے افضل قرار دیا ہے۔ اس تعلیم کا اثر یہ ہے کہ اولاد جسے وبال جان سمجھا جاتا تھا وہ دل کا ٹکڑا اور آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئی ہمیں یہ دُعا تلقین کی گئی۔

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ﴾ (الفرقان: 174)

”اے ہمارے رب ہماری بیویوں یا شوہروں کو اور ہماری اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔“

اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کا طرز عمل ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ بچوں پر بے حد شفقت فرماتے۔ جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو راہ میں جو بچے ملتے ان میں سے کسی کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے بٹھاتے۔ راستے میں جو بچے ملتے ان کو خود سلام کرتے۔

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب فصل کا نیا میوہ کوئی پیش کرتا تو حاضرین میں سے جو سب سے کم عمر بچہ ہا اس کو عنایت فرماتے۔ بچوں کو چومتے اور ان سے پیار کرتے تھے۔ ایک دفعہ اسی طرح آپ ﷺ بچوں کو پیار رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا اس نے کہا:

”آپ ﷺ بچوں کو پیار کرتے ہیں، میرے دس بچے ہیں مگر میں نے تو کبھی کسی کو پیار نہیں کیا۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے اگر تمہارے دل میں سے محبت چھین لی ہے تو میں کیا کروں۔“

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں بچپن میں انصار کے کھجور کے باغوں میں چلا جاتا اور ڈھیلے مار کر کھجور پر گراتا۔ لوگ مجھے پکڑ کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔

”آپ نے پوچھا، ڈھیلے کیوں مارتے ہو؟ میں نے کہا کھجوریں کھانے کے لیے آپ نے فرمایا جو خود بخود زمین پر گر پڑیں ان کو اٹھا کر کھا لیا کرو۔ ڈھیلے نہ مارو یہ کہہ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دُعا دی۔“

بچوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرتے سے گھر کا ماحول خوشگوار رہتا ہے اور بچوں میں نہ تو چوری کی عادت اہوتی ہے نہ جھوٹ بولنے کی اور نہ ہی والدین کی نافرمانی کی۔

## 8- اپنا کام خود کرنا

انسان کی عظمت کام کرنے میں ہے۔ جو کام نہیں کرتا، بے کار ہے اس کی کوئی عزت نہیں ہے۔ جو لوگ خود ٹھٹھے رہتے ہیں اور دوسروں سے خدمت کراتے ہیں وہ اپنے کو معزز سمجھتے ہیں حالانکہ لوگ اس کی عزت کرتے ہیں اپنا کام خود کرتا ہے اور دوسروں کے بھی کام آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو برابر پیدا کیا ہے۔ ہر شخص کو ہاتھ پاؤں، آنکھ، ناک، کان اور حواس دیئے ہیں تاکہ ہر شخص اپنے کام خود کر سکے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر کچھ لوگوں کو اس طرح رکھنا ہوتا کہ وہ اپنا کوئی کام می خود نہ کریں تو ان کو ہاتھ پاؤں اور صحیح سالم جسم دینے کی کیا ضرورت تھی؟ انسانوں نے خود ایسا معاشرہ بنا لیا ہے جس میں کچھ لوگ دوسروں کے حصے کا کام بھی کرتے ہیں اور کچھ لوگ اپنا کام بھی نہیں کرتے۔

رسول اکرم ﷺ جو انسانوں میں سب سے زیادہ عزت والے تھے اور آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے اس نثار خادم تھے۔ وہ آپ ﷺ کے اپنی جانیں تک قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے لیکن آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ابوسعید خدری اور امام حسن ﷺ سے روایت ہے کہ:

(( كَانَ يَخْدِمُ نَفْسَهُ ))

”آپ ﷺ اپنے کام خود کرتے تھے“

ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا:

”آپ ﷺ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے تھے۔ کپڑوں میں اپنے ہاتھ سے خود پیوند لگا لیتے تھے۔ گھر میں خود جھاڑو دے لیتے تھے، دودھ دودھ لیتے تھے، بازار سے سودا خرید لاتے تھے۔ جوتی پھٹ جاتی تو خود گانٹھ لیتے تھے، ڈول میں ٹانگے لگا دیتے تھے، اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیتے تھے، اس کو چارہ دیتے، غلام کے ساتھ مل کر آٹا گوندھتے۔“

حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ خود اپنے ہاتھ سے اونٹ کے بدن پر تیل مل رہے تھے۔

ایک دفعہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ کسی نے مسجد میں ناک صاف کی ہے۔ آپ نے ایک کنکر لے کر اپنے دست مبارک سے خود اس کو کھرچ ڈالا اور آئندہ کے لیے لوگوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا:

مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کے ساتھ مل کر کام کیا۔ جب مدینہ منورہ کے ارد گرد خندق کھودنے کی ضرورت پڑی تو آپ ﷺ خندق کی کھدائی میں سب سے بڑھ کر حصہ لیتے۔ جب بھی کوئی سخت چٹان آ جاتی تو آپ ﷺ آگے بڑھ کر اس پر ایسی ضرب لگاتے کہ ریزہ ریزہ ہو جاتی۔

ایک سفر میں صحابہ کرام ؓ نے بکری ذبح کی اور اس کے پکانے کے لیے آپس میں کام بانٹ لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، جنگل سے لکڑی میں لاؤں گا۔ صحابہ کرام ؓ نے تامل کیا تو فرمایا، ”میں امتیاز پسند نہیں کرتا۔ ایک اور سفر میں آپ ﷺ کی جوتی کا تمہ ٹوٹ گیا، آپ ﷺ نے اسے درست کرنا چاہا تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! لایئے میں ٹانک دوں۔ فرمایا، ”یہ بڑائی ہے جو مجھے پسند نہیں۔“

دو صحابی ؓ بیان کرتے ہیں کہ:

”ایک دفعہ ہم لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ خود اپنے دست مبارک سے مکان کی مرمت کر رہے تھے۔ ہم لوگ بھی اس کام میں شریک ہو گئے

## 9- دوسروں کے کام آنا

اپنا کام خود کرنے سے اگلا قدم دوسروں کے کام آنا ہے اور یہی انسان کی حقیقی عظمت ہے۔ درحقیقت انسان عزت پاتا ہے جو دوسروں کے کام آتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دُنیا میں جو شخص بھی آیا وہ اپنی عمر پوری کر دُنیا سے چلا گیا لیکن وہ لوگ جنہوں نے انسانوں کی خدمت کی، دوسروں کے کام آئے، خلق خدا کو نفع پہنچایا ذکر باقی رہتا ہے اور لوگ ہمیشہ ان کو اچھے نام سے یاد رکھتے ہیں۔ ذیل میں قرآن و حدیث اور نبی کریم ﷺ کی زندگی کے بعض واقعات سے دوسروں کے کام آنے کا حکم اور اس عمل کی فضیلت و اہمیت واضح ہوتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ گھبرائے ہوئے تشریف لائے اور سیدہ خدیجہ اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔

”ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ضائع نہیں ہونے دے گا کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، غریبوں کو کما کر کھلاتے ہیں، مہمانوں کی خاطر مدارت کرتے ہیں اور ناگہانی مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔“

آپ ﷺ نے غور کیا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کی پانچ خوبیاں گنوائیں اور ان پانچ تعلق خدمت خلق سے ہے۔ گویا انہوں نے یہ تسلی دی کہ آپ ﷺ چونکہ لوگوں کے کام آتے ہیں اس لیے آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔

ہونے سے محفوظ رکھے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ وہ لوگوں کی خدمت کرے۔ قرآن حکیم میں ہے:

﴿أَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُتْ فِي الْأَرْضِ﴾ (الرعد: 17)

”جو چیز لوگوں کے لیے نفع بخش ہوتی ہے وہ زمین میں باقی رہتی ہے۔“

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

﴿غَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ﴾

”لوگوں میں بہترین وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے۔“

رسول اکرم ﷺ کا ہمیشہ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ دوسروں کے کام کر دیتے اور معمولی کام کرنے میں بھی کوئی سبکتے تھے۔

خباب بن ارت ؓ ایک صحابی تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے ان کو کسی غزوہ پر بھیجا۔ خباب ؓ کے بس کوئی مرد نہ تھا اور عورتوں کو دودھ دوھنا نہیں آتا تھا۔ آپ ﷺ ہر روز ان کے گھر جاتے اور دودھ دوھ دیا۔

حبشہ ایسا ملک ہے جہاں مسلمانوں نے ابتداء میں ہجرت کی تھی اور وہاں کے بادشاہ نجاشی نے مسلمانوں کا نیال رکھا۔ حبشہ سے ایک دفعہ مہمان آئے۔ صحابہ کرام ؓ نے چاہا کہ وہ ان کی خدمت کریں لیکن آپ نے دیا اور فرمایا:

”انہوں نے میرے دوستوں کی خدمت کی ہے اس لیے میں خود ان کی خدمت کا فرض

انجام دوں گا۔“

ثقیف کے کفار جنہوں نے سرفطائف کے موقع پر آپ ﷺ پر پتھر برسائے اور آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا

مہمانی کے فرائض انجام دیئے۔

مدینہ کی لونڈیاں آپ ﷺ کی خدمت میں آتیں اور کہتیں: یا رسول اللہ! میرا یہ کام ہے، آپ ﷺ فوراً اٹھ کر کھڑے ہوتے اور ان کا کام کر دیتے۔ مدینہ میں ایک پاگل لونڈی تھی۔ وہ ایک دن حاضر ہوئی، اس نے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عورت! مدینہ کی جس گلی میں بھی مجھے جانا پڑے مگر میں تیرے کام آؤں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور اس کا کام کیا۔

”بیوہ اور مسکین کے ساتھ چل کر ان کا کام کر دینے میں آپ ﷺ کو عار نہیں تھا۔“

ایک دفعہ آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہو چکے تھے کہ ایک بدو آیا اور آپ ﷺ کا دامن پکڑ کر بولا، میرا ذرا سا کام رہ گیا ہے، ایسا نہ ہو کہ میں بھول جاؤں۔ پہلے اس کو کر دو۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ مسجد سے باہر نکل آئے اور اس کا کام کر کے واپس آ کر نماز ادا کی۔

## خلاصہ

- 1- اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں عظمت ہے۔
- 2- رسول اکرم ﷺ اپنے کام اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔
- 3- مل جل کر کام کرنا ہو تو آپ ﷺ اپنے حصے کا کام خود کرتے اور کسی دوسرے پر نہ ڈالتے۔
- 4- دوسروں کا کام کر دینا بہت بڑی نیکی ہے۔
- 5- جو شخص دوسروں کے کام آتا ہے اس کا نام ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔
- 6- رسول اکرم ﷺ بلا امتیاز دوسروں کے کام کرتے۔

## 10- ملازموں سے حسن سلوک

ظہور اسلام سے پہلے دنیا بھر میں گھریلو کام کاج کے لیے غلام اور باندیاں رکھنے کا رواج تھا۔ ان سب سے بہت بے رحمی سے کام لیا جاتا اور ان کے کوئی حقوق نہیں تھے۔ اسلام نے تدریجاً غلامی کو ختم کیا۔ پہلے پہل تو غلاموں کے مالکوں پر اتنی ذمہ داریاں عائد کیں کہ غلامی کی شکل ہی بدل گئی اور غلام آقا کے خاندان کا ایک فرد بن گیا۔ پھر اس پر یہ اصلاح کی کہ کسی آزاد شخص کو غلام بنانے کی ممانعت کر دی۔ صرف وہی شخص غلام بنایا جاسکتا تھا جو میدان جنگ میں گرفتار ہو کر مسلمانوں کے قبضے میں آئے، غیر مسلم ہو، اس کو فدیہ دے کر یا قیدیوں کے تبادلے یا اور کسی صورت میں چھڑانے کے لیے کوئی نہ آئے اور بلا معاوضہ چھوڑ دینا مناسب نہ ہو تو اسے غلام بنایا جاسکتا تھا۔ اس کے بعد غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دگئی۔ زکوٰۃ کی رقم سے غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔ اس ترغیب کا یہ اثر ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتنی کثرت سے غلام آزاد کیے کہ غلامی کے خاتمے کا آغاز ہو گیا۔ چند صحابہ کرام ؓ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد سے اندازہ ہوتا ہے کہ غلامی کے خاتمے کے لیے کس قدر موثر اقدام کیا گیا۔ ذیل کی فہرست سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

|      |                                  |
|------|----------------------------------|
| 67   | ○ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا |
| 70   | ○ حضرت عباس ؓ                    |
| 100  | ○ حضرت حکیم بن جزام ؓ            |
| 1000 | ○ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ          |
| 8000 | ○ ذوالکلاع حمیری ؓ               |

اس کے علاوہ جنہوں نے اس کا رخیہ میں حصہ لیا ان کی تفصیل مہیا کرنا ممکن ہی نہیں۔

انسان خطا کا پتلا ہے اس سے کوئی نہ کوئی غلطی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مختلف غلطیوں کے کفارے کے طور پر غلام آزاد کرنے کا حکم دیا گیا۔ مثلاً اگر کسی شخص سے خطا کوئی قتل ہو جائے تو اس کا کفارہ، قسم توڑنے کا کفارہ، ظہار (بیوی کو ماں، بہن کہہ دینا) کا کفارہ، فرض روزہ توڑنے کا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے۔ اس کے علاوہ جو غلام آزاد ہونا چاہیے وہ اپنے آقا کو مقررہ رقم دے کر آزادی حاصل کر سکتا ہے۔

اس کے باوجود اگر کچھ غلام باندیاں باقی رہے جاتے ہیں تو ان کو تقریباً وہی حقوق دیئے گئے جو گھر کے افراد کو حاصل ہوتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”لوئڈی غلام تمہارے بھائی بہن ہیں۔ خدا نے ان کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ جس کے بھائی بہن کو اللہ تعالیٰ اس کے ماتحت کر دے اس کو چاہیے کہ جیسا وہ خود کھاتا ہے ویسا ہی ان کو کھلائے اور جیسا خود پہنتا ہے، ویسا ہی ان کو پہنائے۔ ان کو ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو ان کی طاقت سے باہر ہو۔ اگر کبھی ایسا کام پیش آ جائے تو خود اس کام میں ان کا ہاتھ بٹائے۔“

غلاموں کو اتنی عزت دی گئی کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہ سے رسول اکرم ﷺ اتنی محبت کرتے کہ ایک زانو پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھاتے اور دوسرے پر اسامہ رضی اللہ عنہ کو اور فرماتے:

”اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔“

عام خادموں کے ساتھ یہی شفقت تھی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ غلام نہیں تھے بلکہ انصار کے معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے لیکن بچہ، جوان، سے ان کو آئے، خدمت کا شرف حاصل تھا اور در سال ایک خدمت، جلد

واپس گھر جاتے۔ ظہر کے وقت پھر حاضر ہوتے اور عصر کی نماز پڑھ کر گھر جاتے۔ آنحضرت ﷺ کو ان سے بڑی محبت تھی۔

پیار میں ان کو بیٹا کہتے تھے۔ کبھی کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے اور کھانا نوش فرماتے، دوپہر کا وقت ہوتا تو آرام فرماتے، پھر اٹھ کر نماز پڑھتے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرماتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

”میں نے دس برس تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی لیکن نہ آپ ﷺ نے کبھی کسی بات پر غصہ فرمایا اور نہ پوچھا کہ یہ کام کیوں ہوا۔“

اسلام کی تعلیمات ہی کا اثر تھا کہ غلاموں اور ان کی اولاد میں سے بڑے بڑے علماء، فقہاء، مفسرین اور محدثین پیدا ہوئے حتیٰ کہ ہاشمی اور مطلبی خاندان کے افراد نے ان کی شاگردی اختیار کرنے کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھا۔

## خلاصہ

- 1- اسلام نے غلامی کو بدرجہ ختم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کیے
- 2- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہزاروں کی تعداد میں غلام اور باندیاں خرید کر انہیں آزاد کیا۔
- 3- غلاموں اور باندیوں کو وہی حقوق دیئے گئے جو گھر کے افراد کو حاصل تھے۔
- 4- خادموں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیا اور ان کی تربیت کا ایسا انتظام کیا کہ ان میں بڑی بڑی جلیل القدر شخصیتیں پیدا ہوئیں۔

## 11- خود آزمائی نمبر 2

- 1- جن لوگوں سے خون کا رشتہ ہو ان کے حقوق کی ادائیگی کو کیا کہتے ہیں؟
- 2- قطع رحمی کا کیا مطلب ہے؟
- 3- صلہ رحمی سے کن دو چیزوں میں اضافہ ہوتا ہے؟
- 4- حضرت ابو طلحہ ؓ نے اپنا باغ کس کو دے دیا تھا؟
- 5- جو رشتہ وراثت میں حصہ دار نہ ہو ان کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے؟
- 6- جو رشتہ دار بدسلوکی کرے اس کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے؟
- 7- کتنی لڑکیوں کی پرورش سے جنت میں رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوگا؟
- 8- ترکہ سے کتنے حصے کی وصیت کرنا جائز ہے
- 9- کیا اپنے بچوں پر خرچ کرنے کا بھی ثواب ملتا ہے؟
- 10- سفر میں رسول اکرم ﷺ نے اپنے ذمے کون سا کام لے لیا تھا؟
- 11- کون لوگ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں؟
- 12- سیدہ خدیجہؓ نے رسول اکرم ﷺ کی جو پانچ خوبیاں گنوائیں ان کا تعلق کس چیز سے ہے۔
- 13- حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ نے کتنے غلام آزاد کئے تھے؟
- 14- حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کن صحابی ؓ سے ہوا تھا؟

## 12- جوابات

### د آزمائی نمبر 1

- 1- شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کو اذیت دینا ہے۔
- 2- والدین سے حسن سلوک
- 3- فرق کا مطلب ہے امتیاز اور تفریق کا مطلب نکالنا، خارج کر دینا۔
- 4- نہیں، بعض کا مرتبہ دوسروں سے بڑا ہے۔
- 5- نہیں۔
- 6- نہیں۔
- 7- تاکہ بت پرست جواب میں اللہ کو برا بھلا نہ کہیں۔
- 8- اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جو کام بھی کیا جائے وہ عبادت بن جاتا ہے۔
- 9- نہیں
- 10- یمن سے شام تک کا سارا علاقہ۔
- 11- ڈرنا، بچنا، پرہیز کرنا
- 12- نہیں
- 13- اللہ تعالیٰ کے ڈر سے بے خوفی اور اطمینان جب کہ دوسری چیزوں کے ڈر سے بے چینی پیدا ہوتی ہے
- 14- تقویٰ

## خود آزمائی نمبر 2

- 1- صلہ رحمی
- 2- رشتہ داروں سے بدسلوکی۔
- 3- رزق اور عمر میں۔
- 4- رشتہ داروں کو۔
- 5- انہیں بھی کچھ نہ کچھ دیا جائے۔
- 6- اچھا سلوک کیا جائے۔
- 7- دو
- 8- جی ہاں۔
- 9- ایک تہائی۔
- 10- جنگل سے لکڑیاں لانے کا۔
- 11- جو خلق خدا کا نفع پہنچاتے ہیں۔
- 12- خدمت خلق سے
- 13- 30000 (تیس ہزار)
- 14- زید بن حارثہ ؓ۔
- 15- حضرت اسامہ ؓ۔
- 16- دس سال۔



یونٹ نمبر 10

# حقوقِ زوجین

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی

منزلہ خانم

اسٹنٹ پروفیسر

تحریر:

نظر ثانی:

# فہرست مضامین

| صفحہ نمبر | عنوان   | نمبر شمار |
|-----------|---|-----------|
| 326       | یونٹ کا تعارف                                   | ○         |
| 327       | یونٹ کے مقاصد                                   | ○         |
| 328       | حقوق زوجین                                      | 1         |
| 330       | بیوی کے حقوق                                    | 2         |
| 330       | 2.1 نکاح میں عورت کی پسند اور رضا مندی ضروری ہے |           |
| 331       | 2.2 مہر کی ادائیگی                              |           |
| 333       | 2.3 نفقہ  |           |
| 334       | 2.4 حسن سلوک                                    |           |
| 335       | 2.5 حق ملکیت                                    |           |
| 336       | 2.6 صفائی اور زیبائش کا سامان مہیا کرنا         |           |
| 336       |   | 27        |

|     |      |   |
|-----|------|---|
| 337 | 2.8  | وفاداری                                   |
| 337 | 2.9  | والدین سے ملنے کی اجازت                   |
| 337 | 2.10 | بیوی پر اعتماد اور بھروسہ                 |
| 338 | -3   | خود آزمائی نمبر 1                         |
| 339 | 4    | شوہر کے حقوق                              |
| 339 | 4.1  | اطاعت کی حدود                             |
| 340 | 4.2  | عفت و عصمت کی حفاظت                       |
| 340 | 4.3  | کام کاج میں تعاون                         |
| 341 | 4.4  | خندہ پیشانی سے پیش آنا                    |
| 341 | 4.5  | شکرگزاری                                  |
| 341 | 4.6  | اختلاف کی صورت میں صلح کی کوشش            |
| 342 | 4.7  | طلاق کے احکام                             |
| 343 | -5   | رسول اکرم ﷺ کا ازواج مطہرات سے حسن معاشرت |
| 345 | -6   | خود آزمائی نمبر 2                         |
| 346 | -7   | جوابات                                    |

## یونٹ کا تعارف

اس یونٹ میں میاں بیوی کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ حقوق اور فرائض ایک دوسرے سے اس طرح ملے ہوئے ہوتے ہیں کہ ہر فرض کے مقابلے میں ایک حق اور ہر حق کے مقابلے میں ایک فرض ہوتا ہے۔ حقوق ہی کو مل سکتے ہیں جو اپنے فرائض ادا کرتا ہے۔ اسلام نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ انسان کو اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر اسے دوسرے کی طرف سے حقوق مل جائیں تو اس پر شکریہ ادا کرنا چاہیے لیکن گھریلو زندگی میں اگر اس کے حقوق میں کوتاہی ہو جائے تو بھی تعلقات خراب نہیں کرنے چاہئیں۔ معاشرتی زندگی میں میاں بیوی کے حقوق برابر قرار دیئے گئے ہیں۔

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَ دَرَجَةٌ﴾ (البقرہ: 228)

”عورتوں کا حق مردوں پر عرف کے مطابق ویسا ہی ہے جیسا کہ مردوں کا عورتوں پر ہے۔ البتہ مردوں کو ان پر فوقیت حاصل ہے۔“

مگر اس فوقیت کی نوعیت محض ایک سربراہ خاندان کی ہے اس حقوق کی مساوات پر اثر نہیں پڑتا۔ مرد اپنی ماخت اور ذمہ داریوں کے اعتبار سے اس فوقیت کا مستحق ہے۔ مرد کو انتظام میں اور عورت کو احترام میں برتری

## یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ آپ

- 1- میاں بیوی کے باہمی تعلق کو خوشگوار بنانے کے اسلامی طریقوں پر گفتگو کر سکیں۔
- 2- بیوی کے حقوق گنوا سکیں۔
- 3- شوہر کے حقوق پر سیر حاصل بحث کر سکیں۔
- 4- رسول اکرم ﷺ کی عائلی زندگی سے اس بارے میں مثالیں پیش کر سکیں۔
- 5- شوہر یا بیوی کی حیثیت سے کامیاب زندگی گزارنے کے طریقوں پر عمل کر سکیں۔

## 1- حقوق زوجین

مرد اور عورت کے باہمی خوشگوار تعلق سے ایک خاندان بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس طرح پیدا کیا کہ مرد اور عورت میں سے کوئی بھی اکیلا مکمل نہیں ہوتا۔ دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کی وجہ سے جب اسلام کے مقررہ قوانین کے مطابق ایک مرد اور عورت ایک ساتھ رہنے اور اکٹھے زندگی گزارنے کا پختہ وعدہ (نکاح) کر لیتے ہیں اور اس پر اپنے والدین، عزیزوں، رشتہ داروں اور جاننے والوں کو گواہ بنا لیتے ہیں اور ان کا باہمی تعلق میاں بیوی کا تعلق کہلاتا ہے۔

میاں بیوی کو عربی زبان میں زوجین کہتے ہیں۔ زوجین ’زوج کا تشبیہ ہے‘ زوج کا معنی ہے جوڑا۔ گویا میاں بیوی میں سے ہر ایک دوسرے کا جوڑا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے سے آرام اور سکون حاصل کرو اور تم میں آپس میں محبت اور الفت پیدا ہو۔ گویا میاں بیوی کا آپس کا تعلق محبت اور الفت کا تعلق ہوتا ہے۔ جو مرد اپنے آپ کو بیوی کا مالک سمجھتا ہے اور بیوی کو نوکرانی یا کم درجے کی مخلوق سمجھتا ہے وہ قرآن کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

قرآن حکیم نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لیے لباس قرار دیا ہے۔

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (البقرہ: 187)

جس طرح لباس انسان کی پردہ پوشی کرتا ہے اسی طرح میاں بیوی کو ایک دوسرے کے عیبوں پر پردہ ڈچاہیے اور جس طرح لباس آدمی کے لیے زیب و زینت کا باعث ہے اسی طرح میاں بیوی بھی ایک دوسرے زینت ہوتے ہیں۔ جس طرح آدمی اپنے لباس کا خیال رکھتا ہے، اسے صاف ستھرا رکھتا ہے اسے گندایا میلا کچ نہیں ہونے دیتا اسی طرح میاں بیوی کو ایک دوسرے کی صحت، صفائی اور تمام ضرورتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

میاں بیوی کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔ یہ تعلق خوشگوار اور مضبوط ہو گا تو اس سے دونو خاندانوں کے تعلقات بھی خوشگوار ہوں گے اور بچوں کی صحت، پرورش، تعلیم اور تربیت بھی عمدہ ہوگی لیکن اُ تعلقات میں ناگواری پیدا ہو جائے تو اس کے بہت برے اثرات پڑتے ہیں۔

ان تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لیے اسلام نے میاں بیوی میں سے ہر ایک کے حقوق اور فرائض مقرر دیئے ہیں تاکہ ہر ایک اس بات کی کوشش کرے کہ اس کے ذمے جو فرائض ہیں ان کو ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے اگر ایک فریق اپنا فرض ذمہ داری سے ادا کرے تو دوسرے فریق کو اس کا حق خود بخود مل جاتا ہے اور کسی کو اپنا مانگنے یا مطالبہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اسلام ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ ہر شخص ذمہ داری سے اپنا فرض کرے تاکہ کسی کا حق اس کے ذمے نہ رہے۔

اب ہم شوہر اور بیوی میں سے ہر ایک کے حقوق الگ الگ بیان کریں گے۔

## 2- بیوی کے حقوق

آپ پڑھ چکے ہیں کہ جب کوئی مرد اور عورت گواہوں کی موجودگی میں ایک ساتھ رہنے کا عہد کرتے ہیں تو یہاں بیوی ہو جاتے ہیں۔ اس عہد کو نکاح کہا جاتا ہے۔ نکاح چونکہ مرد اور عورت کا آپس میں ہوتا ہے اس لیے دونوں کی رضامندی نہایت ضروری ہے۔

### 2. نکاح میں عورت کی پسند اور رضا مندی

اسلام سے پہلے عورتوں کی شادی میں ان کی پسند یا رضامندی ضروری نہیں سمجھی جاتی تھی۔ ماں، باپ یا ولی کے ساتھ چاہتے نکاح کر دیتے تھے۔ آج بھی بعض علاقوں میں یہی رواج ہے۔ کوئی لڑکی اگر اپنی شرم و حیا برقرار رکھتے ہوئے اپنی پسند یا ناپسند کا اظہار کر دے تو اسے بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ اسلام نے نکاح کے لیے رضامندی اور اجازت کو ضروری قرار دیا۔ اگر باپ لڑکی کی مرضی کے خلاف اس کی شادی کر دے تو اس کی خواہش پر نکاح بھی ختم کیا جاسکتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک عورت کا شوہر فوت ہو گیا۔ اس نے ایک شخص سے نکاح بنا چاہا لیکن اس کے باپ نے کسی اور شخص سے ان کا نکاح کر دیا۔ عورت نے رسول اللہ ﷺ سے جا کر شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اس کے باپ کو بلا کر پوچھا کہ تم نے اس کی مرضی کے خلاف اس کا نکاح کیوں کر دیا؟ اس

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک کنواری لڑکی نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر شکایت کی کہ اس کے باپ - اس کی مرضی کے خلاف اس کی شادی کر دی ہے۔ آپ ﷺ نے لڑکی کو اختیار دیا کہ وہ چاہے تو قبول کرے اور اُ چاہے تو رد کر دے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بیوہ یا طلاق یافتہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک وہ صاف الفاظ میں اجازت نہ دے دے اور کنواری لڑکی کا اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی رضا مندی نہ معلوم ہو جائے۔ لوگوں نے پوچھا اس کی رضا مندی معلوم کرنے کی کیا شکل ہے آپ ﷺ نے فرمایا، اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے اپنی پسند یا ناپسند کا اظہار کرنا کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ یہ اس حق ہے والدین کو چاہیے کہ اپنی بیٹیوں کے رشتے طے کرنے سے پہلے ان کی پسند معلوم کر لیا کریں۔

## 2.2 مہر کی ادائیگی

نکاح کے وقت مہر مقرر کیا جاتا ہے۔ مہر بیوی کا حق ہے اور شوہر کا فرض ہے کہ وہ مہر ادا کرے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر طلاق ہو جائے تو مہر ادا کرنا ہوگا جب کہ یہ بات غلط ہے۔ مہر کا تعلق نکاح سے ہے۔ جو کوئی شخص نکاح کرتا ہے تو اس پر مہر واجب ہو جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مہر فوراً ادا کر دیا جائے، اگر کسی وجہ سے فو ادا نہ کیا جاسکے تو جب بھی گنجائش ہو ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص بیوی کا مہر ادا کیے بغیر مر گیا اور بیوی - اسے معاف بھی نہیں کیا تو وہ شوہر کے ذمے قرض رہے گا اور قیامت کے روز اس کا حساب دینا ہوگا۔ قرآن حکیم میں ہے:

﴿وَاتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ (النساء: 41)

”اور عورتوں کا مہر خوش دلی سے ادا کرو۔“

عام طور پر لوگ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ مہر کتنا ہونا چاہیے۔ کچھ لوگ بہت کم رقم کے طور پر مہر مقرر کرتے ہیں دیکھتے ہیں کہ یہ مہر شرعی ہے۔ کچھ لوگ اتنا زیادہ مہر مقرر کرتے ہیں کہ جس کا ادا کرنا شوہر کے بس میں نہ ہو اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح مرد اپنی بیوی کے ساتھ خوشگوار تعلقات رکھنے پر مجبور ہوگا، کیوں کہ اسے معلوم ہے کہ لاق کی صورت میں مہر دینا پڑے گا جو ممکن نہیں ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے یہ دونوں باتیں درست نہیں۔ ہر مرد کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہیے۔ نہ اتنا کم کہ اس کو ادا کرتے ہوئے محسوس ہی نہ ہو اور نہ اتنا زیادہ کہ اس کا ادا کرنا ممکن ہی نہ ہو۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زیادہ مہر مقرر کرنے سے مرد خوشگوار تعلقات رکھنے پر مجبور ہوگا انہیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ بعض مرتبہ زیادہ مہر رکھنے کی صورت میں مرد نہ تو بیوی کو آباد کرتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے۔ آخر وہی مجبور ہو کر مہر معاف کر کے طلاق حاصل کرتی ہے۔ اسلام کی تعلیمات ایسی ہیں کہ ان پر عمل کرنے میں سانی ہے جب بھی آدمی اسلام کی تعلیم کو چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرتا ہے تو کسی نہ کسی مشکل میں پھنس جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بیوی سے مہر معاف کرانے کا بھی رواج ہے۔ درحقیقت اسلام نے مہر ادا کرنے کے لیے مقرر کیا ہے، معاف کرانے کے لیے نہیں۔

یوں بھی یہ بات مردانگی کے خلاف ہے کہ آدمی بیوی سے مہر معاف کرائے۔ البتہ اگر بیوی اپنی مرضی سے مارا مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دے تو وہ معاف ہو جائے گا۔ قرآن حکیم نے مردوں سے کہا ہے کہ وہ خوش دلی سے مہر ادا کیا کریں، ہاں اگر بیوی اپنی خوشی سے معاف کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ مرد کو معاف نہیں کروانا اسے بلکہ ادا کرنا چاہیے۔

قرآن حکیم میں ہے:

﴿وَاتُوا النِّسَاءَ صَدَقَتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ

هَنِيئًا مَرِيئًا﴾ (النساء: 4)

”عورتوں کا مہر خوش دلی سے ادا کرو۔ پھر اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ چھوڑ دیں تو اس کو مزے سے کھاؤ پیو۔“

## 2.3 نفقہ

نفقہ سے مراد ہے کھانا، کپڑا اور مکان۔ شوہر کا فرض ہے کہ بیوی کے لیے کھانے، لباس اور رہائش کا انتہا کرے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ ہر شخص اپنی گنجائش کے مطابق بیوی کے نان نفقہ کا ذمہ دار ہے۔

﴿لِيُنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُتَّقِ اللَّهَ فَمَا لَهُ مِنْ قَلِيلٍ﴾ (الطلاق: 7)

”گنجائش والا اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہے اسے جتنا اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کے مطابق جتنا اس نے دیا ہے۔“

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی بیویوں کو اچھا کھانا اور اچھا لباس دیا کریں بیوی کے لیے رہائش کی انتہا کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اسْكُنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ﴾ (الطلاق: 6)

”بیویوں کو اپنی گنجائش کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم خود رہو۔“

ہمارے ہاں کبھی کبھی مشترکہ خاندانوں میں رہائش کا مسئلہ سنگین صورت اختیار کر جاتا ہے۔ بیوی اپنے

خاندان ٹوٹنے لگتے ہیں۔ اس مسئلہ کو بہت خوش اسلوبی سے حل کیا جاسکتا ہے۔ اگر بیوی شوہر کے ماں باپ کو اپنے ماں باپ کی طرح سمجھے اور ان کے ساتھ رہے اور وہ بھی اسے بیٹی کی طرح رکھیں تو خوش اسلوبی سے اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے بیوی ان کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو اس کو اتنا مسئلہ بنانا درست نہیں ہے۔ شوہر ذمہ داری ہے کہ اگر بیوی الگ رہائش کا مطالبہ کرے تو اس کے لیے الگ رہائش مہیا کرے، خود بھی اس کے ساتھ رہے۔ ماں باپ کو یہ بات محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

## 2. حسن سلوک

قرآن حکیم نے بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی بہت تاکید کی ہے۔ اگر شادی کے بعد مرد عورت کو پسند نہیں رہتا، یادوں میں کسی سبب سے نا اتفاقی ہو جاتی ہے تب بھی عورتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ اور تحمل و برداشت کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ:

”بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے گزارا کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو کیا عجب ہے کہ تم کو ایک چیز ناپسند ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت خیر و برکت رکھی ہو“۔ (النساء: 19)

عموماً گھریلو معاملات میں بہت چھوٹی چھوٹی باتوں پر میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ عورتیں م طور پر نازک مزاج ہوتی ہیں اس لیے ان کا زیادہ خیال رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے رت کو پہلی سے تشبیہ دی کہ جس طرح پہلی نازک ہوتی ہے اور اس پر بوجھ پڑے تو ٹوٹ جاتی ہے لیکن انسانی م کے وہ حصے جن پر زندگی کا دار و مدار ہے (مثلاً دل، جگر وغیرہ) ان کی حفاظت بھی کرتی ہے، اسی طرح عورت ک ہوتی ہے مگر نازک اور حساس رشتوں کی محافظ بھی۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا:

”ایمان میں سب سے کامل وہ ہے جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھا ہے اور تم میں سے

قرآن حکیم نے اس بات کی بہت تاکید کی ہے کہ عورتوں پر کسی طرح کا ظلم اور زیادتی نہ کی جائے۔ لوگ بیویوں کو تنگ کرنے کے لیے نہ تو انہیں آباد کرتے اور نہ طلاق دیتے ہیں۔ ان کے بارے میں قرآن کہا ہے کہ اگر کوئی شخص بیوی کو تنگ کرنے کی نیت سے چار ماہ تک بیوی سے الگ رہے گا تو اسے طلاق ہو جائے گی اور جہاں چاہے دوسری شادی کر سکے گی۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿لِّلَّذِينَ يُؤَلُّونَ مِن نِّسَاءِهِمْ تَرِثُصْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ﴾ (البقرہ: 226)

”اپنی بیویوں کے پاس جانے سے قسم کھا لیتے ہیں ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے۔“

اسلام نے عورت کے جذبات کا اس حد تک خیال رکھا ہے کہ حضرت عمر ؓ ہر شادی شدہ فوجی کو چار کے بعد لازمی چھٹی پر گھر بھیجا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے بیوی کو مارنے پینے برا بھلا کہنے اور اس سے علیحدگی اختیار کرنے سے منع فرمایا۔

## 2.5 حق ملکیت

جس طرح مرد اپنی کمائی کا خود مالک ہوتا ہے اسی طرح عورت کو بھی ملکیت کا حق ہے۔ عورت کو مہر میں رقم ملتی ہے، والدین یا بہن بھائیوں کی طرف سے جو تحفے تحائف ملیں، وراثت میں جو حصہ ملے یا شوہر اپنی طرف سے جو کچھ دے وہ بیوی کی ملکیت ہوتا ہے اور وہ اسے جہاں چاہے اور جیسے چاہے خرچ کر سکتی ہے۔ اس کے اسے شوہر یا کسی دوسرے کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

”مردوں کے لیے ان کے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ترکے میں سے حصہ اور عورتوں

کے لیے ان کے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ترکے میں سے حصہ۔“ (النساء: 7)

جو عورتیں محنت مزدوری، ملازمت یا کوئی کاروبار کرتی ہیں اور اس سے جو پیسہ کماتی ہیں وہ ان کی اپنی ملکیت ہے۔ شوہر کو حق نہیں ہے کہ اس میں سے کسی چیز کا مطالبہ کرے۔ ہاں بیوی اگر اپنی خوشی سے کچھ دے دے تو اس احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاللِّسَاءُ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾ (النساء: 32)

”عورتوں کا حصہ ہے جو وہ کمائیں۔“

## 2.1 صفائی اور زیبائش کا سامان مہیا کرنا

شوہر کی ذمہ داری ہے کہ بیوی کے لیے صفائی، زیبائش اور طہارت کا سامان مہیا کرے تاکہ وہ اپنا لباس، ان وغیرہ صاف ستھرا رکھ سکے۔ صابن، تیل، کنگھی، خوشبو اور آرائش و زیبائش کی ایسی چیزیں جو ضروری ہوں یا سیار واج ہو، اس کے مطابق انتظام کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔

عورتیں چونکہ نفاست پسند ہوتی ہیں اس لیے شوہر کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے لباس اور جسم کو صاف ستھرا رکھے تاکہ اس کی بیوی اس سے نفرت نہ کرے۔ رسول اکرم ﷺ جب کسی شخص کو میلا کچیلّا، پراگندہ اور بال بکھرے دیکھتے تو اسے ہدایت فرماتے کہ وہ صفائی کا اہتمام کرے اور بالوں کی حالت درست کرے۔ حدیث میں تا ہے:

”اللہ تعالیٰ صاف اور پاکیزہ ہے اور صفائی و پاکی کو پسند فرماتا ہے۔“

## 2.2 راز داری

میاں بیوی کے ذاتی ازدواجی تعلقات کے بارے میں کسی سے کچھ بیان کرنا اور اپنے راز افشا کرنا سخت

## 2. وفاداری کا اظہار

عام حالات میں تو اظہار وفاداری کیا ہی جاتا ہے لیکن بیوی کسی بیماری کا شکار ہو جائے یا کسی وجہ سے بد شکل جائے تو شوہر اس سے محبت اور وفاداری کے اظہار میں کوتاہی نہ کرے۔ اس قسم کے واقعات اور حادثات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں جو کسی بھی شخص پر کسی بھی وقت آ سکتے ہیں۔ مشکل حالات میں دلجوئی کرنا بہت اب کا کام ہے۔

## 2. والدین سے ملنے کی اجازت

بیوی کے والدین جب اپنی بیٹی سے ملنے کے لیے آئیں تو ان سے عزت و تکریم سے پیش آنا چاہیے ان کی طر مدارت کرنی چاہیے۔ رسول اکرم ﷺ خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جا کر ان سے ملاقات کرتے تھے۔ اگر بیوی اپنے والدین سے ملنے کے لیے جانا چاہے تو شوہر اس کو والدین یا قریبی رشتہ داروں سے ملنے سے نہ روکے۔

## 2.1 بیوی پر اعتماد اور بھروسہ

گھر کا انتظام میاں بیوی کے ایک دوسرے پر اعتماد کرنے سے چلتا ہے۔ اگر دونوں میں کسی ایک کو بھی سرے کے بارے میں بد اعتمادی ہو تو گھر کا سکون ختم ہو جائے گا۔ شوہر کو چاہیے کہ وہ گھر کے اندرونی معاملات کی سپرد کر دے اور اس پر اعتماد کرے اور گھر سے باہر کے معاملات خود سنبھالے اور اپنی ذمہ داری پوری کرے۔ رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کو ہی گھر کا نگران قرار دیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

### 3- خود آزمائی نمبر 1

- 1- زوج کا کیا معنی ہے؟
- 2- زوجین سے کیا مراد ہے؟
- 3- میاں بیوی کے ایک دوسرے کے لیے لباس ہونے کا کیا مطلب ہے؟
- 4- میاں بیوی کے حقوق و فرائض مقرر کرنے کا کیا فائدہ ہے؟
- 5- اگر باپ لڑکی کی مرضی کے خلاف اس کی شادی کر دے تو کیا وہ نکاح ہو جاتا ہے؟
- 6- بیوہ یا طلاق یافتہ عورت سے نکاح کی اجازت کیسے لی جائے؟
- 7- کنواری لڑکی کی رضامندی معلوم کرنے کی شکل کیا ہوگی؟
- 8- کیا لڑکی کے لیے اپنی پسند یا ناپسند کا اظہار کرنا عیب کی بات ہے؟
- 9- مہر کا تعلق نکاح سے ہے یا طلاق سے؟
- 10- مہر کتنا مقرر کرنا چاہیے؟
- 11- کیا بیوی سے مہر معاف کرنا ضروری ہے؟
- 12- نفقہ کسے کہتے ہیں؟
- 13- اگر کسی کی بیوی سسرال کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو کیا کیا جائے؟
- 14- حدیث میں عورت کو پہلی سے کیوں تشبیہ دی گئی ہے؟
- 15- اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تنگ کرنے کے لیے اس سے علیحدہ رہے تو کتنا عرصے گزرنے پر طلاق ہو جائے گی۔
- 16- کیا مرد اپنی ملازمت پیشہ بیوی کی تنخواہ لے سکتا ہے؟

## 4- شوہر کے حقوق

جہاں کہیں ایک سے زیادہ افراد رہتے ہوں وہاں کسی ایک کو بڑا اور نگران بنالینے سے نظم و ضبط قائم ہو جاتا ہے۔ اسلام نے عائلی زندگی میں شوہر کو گھر کا نگران مقرر کیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ﴾ (النساء: 34)

”مرد عورتوں کے نگران ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر برتری دی ہے اور اس لیے کہ انہوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے۔“

مرد بدنی اعتبار سے عام طور پر مضبوط ہوتے ہیں جب کہ عورتیں نازک اندام ہوتی ہیں۔ اس لیے قدرتی طور پر مضبوط اور تو منند فرد کو ہی کمزور اور نازک ساتھی کی حفاظت اور نگرانی کرنی چاہیے۔ جب کہ شوہر کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

### 4.1 اطاعت کی حدود

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ مرد کا کام حکم چلانا اور عورت کا کام حکم ماننا ہے۔ قرآن حکیم نے جہاں عورتوں کی فرماں برداری کی تعریف کی ہے وہاں یہ بھی کہا ہے کہ گھریلو امور میاں بیوی باہمی مشورے سے طے کیا

مانی ہو کسی انسان کی اطاعت کرنا جائز نہیں۔ اگر والدین اپنی اولاد کو یا شوہر اپنی بیوی کو جھوٹ بولنے، چوری کرنے، بددیانتی کرنے یا کوئی گناہ کرنے کا کہیں تو ان کی اطاعت کرنا درست نہیں ہوگا۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

(( لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق ))

”اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔“

#### 4. عفت و عصمت کی حفاظت

بیوی کا فرض ہے کہ اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کرے۔ اپنے آپ کو پاک دامن رکھے اور شوہر کے کسی سے تعلق نہ رکھے۔ عصمت اور پاک دامنی کی حفاظت کے لیے قرآن حکیم نے پردے کا حکم دیا ہے۔

نہیں بغیر ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلیں اور جب کسی کام سے گھر سے باہر جانا ہو تو اس طرح بڑی چادر لے نکلیں جس میں ان کا جسم چھپ جائے۔ خوشبو اور عطر وغیرہ لگا کر گھر سے باہر نہ نکلیں۔ راستہ چلتے اپنی نگاہیں رکھیں اور اپنی زیب و زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ چلتے ہوئے اس طرح پاؤں زمین پر نہ ماریں جس سے ہوا زیور بچنے لگے۔ اگر کسی غیر مرد سے بات کرنے کی ضرورت پڑے تو اپنی آواز میں لوچ اور شیرینی نہ پیدا کرنے دے بلکہ سپاٹ اور کھر درے لہجے میں بات کریں تاکہ کسی کے دل میں کوئی غلط خیال نہ پیدا ہو۔

#### 4. کام کاج میں تعاون

عورت کی حیثیت گھر کی مالکہ کی ہے خادمہ کی نہیں۔ لیکن گھر چلانے کے لیے مل جل کر کام کرنے اور ایک دوسرے سے تعاون کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ گھر کے کام کرنا عورتوں کا فرض نہیں ہے لیکن باہمی

#### 4.4 خندہ پیشانی سے پیش آنا

بیوی کا فرض ہے کہ خاوند جب گھر میں داخل ہو تو خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کرے۔ محبت بھرے میں اس کا حال دریافت کرے۔ رسول اکرم ﷺ نے بہترین بیوی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

”بہترین بیوی وہ ہے کہ جب تو اسے کام کہے تو تیرا کہا مانے‘ جب تو اس کی طرف دیکھے تو تجھے خوش کر دے اور جب تو گھر سے غائب ہو تو اپنی عزت اور تیرے گھربار کی حفاظت کرے۔“

#### 4.5 شکرگزاری

خوشگوار زندگی کے لیے ضروری ہے کہ عورتیں اپنے خاوندوں کے احسانات کا شکریہ ادا کیا کریں۔ اذ شکر سے محبت پیدا ہوتی ہے اور ناشکری نفرت کو جنم دیتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے موقع پر عید کا خطبہ دیتے ہوئے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

”صدقہ کیا کرو کیوں کہ میں نے دیکھا ہے کہ دوزخ میں مردوں کی بہ نسبت عورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔“

#### 4.6 اختلاف کی صورت میں صلح کی کوشش

اگر کسی شخص کی بیوی تند خو‘ بد مزاج اور جھگڑالو ہو تو قرآن حکیم نے اس بارے میں تاکید کی ہے کہ اس اصلاح کی کوشش کرو۔ پہلے اسے سمجھاؤ۔ اگر زبانی سمجھانے سے باز نہ آئے تو اس کا بستر الگ کر دو تا کہ احساس ہو کہ یہ عارضی جدائی مستقل بھی ہو سکتی ہے۔ اگر اس سے بھی کوئی فرق نہ پڑے تو اس کو معمولی بدنی دی جاسکتی ہے۔ جس سے اسے کوئی چوٹ اور زخم نہ آئے چہرے اور بدن کے نازک حصوں پر مارنا منع ہے۔

اس سے اس کا اصلاح ہوگا۔ اگر وہ تند ہو جائے تو اسے دیکھ کر اگر اللہ میں سے کد کوشش کرو۔ یہ حدیث ہے۔

## 4.7 طلاق کے احکام

اگر صلح کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو اور دونوں میں علیحدگی ضروری ہو تو دونوں کا اللہ مالک ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے سے مستغنی کر دے گا۔

طلاق کے بارے میں ہمارے ہاں جو رواج ہے وہ قرآن اور سنت کے احکام کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ آنا فانا غصے میں آ کر سوچے سمجھے طلاق دے دینا سخت گناہ کی بات ہے۔ طلاق اس وقت دینی چاہیے جب سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ ہو جائے کہ اب صلح کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے اور پاکی کی حالت میں ایک طلاق دی جائے۔ اس کے بعد عورت اپنے شوہر کے گھر میں ہی عدت پوری کرے۔ ایک طلاق دینے کا یہ فائدہ ہے کہ اگر میاں بیوی اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنا چاہیں تو عدت کے دوران بغیر نیا نکاح کیے اور عدت گزرنے کے بعد نئے سرے سے نکاح کر کے دونوں پھر سے میاں بیوی کے طور پر رہ سکتے ہیں جب کہ تین مرتبہ طلاق دینے کے بعد یہ سہولت ختم ہو جاتی ہے۔

## خلع

اسلام نے طلاق دینے کا حق مرد کو دیا ہے لیکن اگر کسی عورت کی ایسے مرد سے شادی ہوگئی ہے جس سے نباہ مشکل ہے اور وہ مرد اسے طلاق دینے پر بھی آمادہ نہیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ عورت ساری زندگی عذاب میں بسر کرے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے اسلام نے عورت کو اختیار دیا ہے کہ اگر وہ معقول وجہ سے شوہر کو ناپسند کرتی ہے اور اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو وہ شوہر کو مالی معاوضہ دے کر اس سے طلاق حاصل کر سکتی ہے۔ اس طلاق کو خلع کہتے ہیں۔ مالی معاوضہ اتنا ہی ہونا چاہیے جتنا کہ شوہر نے نکاح کے وقت مہر ادا کیا ہے۔

## 5- رسول اکرم ﷺ کا ازواجِ مطہرات سے حسن معاشرت

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((خیو کم خیر کم لاهله وانا خیر کم لاهلی))

”تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے اچھا ہوں۔“

بیوی کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کے لطف و مدارات کا اندازہ آپ کی گھریلو زندگی کے واقعات سے ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے عمر میں بڑی تھیں لیکن آپ ﷺ کو ان سے اس درجہ محبت تھی کہ ان کی زندگی میں آپ ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی۔ ان کی وفات کے بعد بڑی حسرت سے ان کو یاد کرتے تھے۔ جب ان کا ذکر آتا تو بے تاب ہو جاتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا مگر رسول اکرم ﷺ اس کثرت سے ان کا تذکرہ کرتے تھے کہ مجھے جس قدر خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک تھا کسی عورت پر نہ تھا۔ جب آپ ﷺ قربانی کرتے تو پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہ کی سہیلیوں کو حصہ بھجواتے۔

جنگ بدر میں آپ ﷺ کے داماد ابو العاص جو اس وقت اسلام نہیں لائے تھے گرفتار ہوئے ان کے پاس فدیہ کی رقم نہ تھی۔ انہوں نے اپنی بیوی حضرت زینب کے پاس جو اس وقت مکہ معظمہ میں تھیں کہلا بھیجا کہ فدیہ کی رقم بھیج دیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی جب شادی ہوئی تھی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو ایک قیمتی ہار جہیز میں دیا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وہی ہار گلے سے اتار کر بھیج دیا۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا

”اگر تمہاری مرضی ہو تو بیٹی کو ماں کی یادگار واپس کر دوں۔“

سب نے بخوشی اجازت دے دی اور وہ ہار واپس کر دیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی آپ کو بہت محبت تھی جبھی چھوٹے نیزوں سے ایک کھیل کھیلتے تھے۔ ایک مرتبہ عید کے روز وہ یہ تماشا دکھا رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تماشا دیکھنے کی خواہش کی۔ آنحضرت ﷺ آگے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی آڑ لے کر تماشا دیکھا اور جب تک وہ خود تھک کر نہ بیٹھ سکیں آپ ﷺ برابر کھڑے رہے۔

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ ہر روز تمام ادواج مطہرات کے گھروں میں جو پاس پاس تھے تشریف لے جا۔ ہر ایک کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرتے۔ جب جس گھر میں رات کو قیام فرمانا ہوتا تو تمام ادواج مطہرات اپنے کاج سے فارغ ہو کر وہیں آ جاتیں اور دیر تک وہیں رہتیں۔ کچھ رات گئے سب اپنے اپنے گھروں کو لو جاتیں۔

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم

## 6- خود آزمائی نمبر 2

- 1- مرد کو گھرانہ کیوں بنایا گیا؟
- 2- اطاعت کی حدود کیا ہیں؟
- 3- عورت گھر سے باہر نکلے تو بڑی چادر لے کر کیوں نکلے؟
- 4- اگر غیر مرد سے بات کرنی پڑے تو کیسے کرے؟
- 5- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے کیا کیا کام کرتی تھیں؟
- 6- بہترین بیوی کی کتنی صفات ہیں؟
- 7- اگر مہیاں بیوی کے اختلافات میں ثالث مقرر کر کے پڑیں تو کیسے مقرر کریں؟
- 8- طلاق کیسے دینی چاہیے؟
- 9- ایک وقت میں کتنی طلاقیں دینی جائز ہیں؟
- 10- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں آنحضرت ﷺ نے اور کتنی شادیاں کیں؟
- 11- حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر کا کیا نام تھا؟

## 7- جوابات

### 7. خود آزمائی نمبر 1

- |                                  |                                 |
|----------------------------------|---------------------------------|
| 1- جوڑا                          | 2- دو کا جوڑا                   |
| 3- ایک دوسرے کے راز دار ہیں      | 4- خوشگوار تعلقات قائم ہوتے ہیں |
| 5- نہیں                          | 6- صاف الفاظ میں                |
| 7- اس کی خاموشی اجازت ہے         | 8- نہیں                         |
| 9- نکاح سے                       | 10- مرد کی حیثیت کے مطابق       |
| 11- نہیں، بلکہ ادا کرنا ضروری ہے | 12- کھانا، لباس اور رہائش       |
| 13- الگ رہائش کا انتظام کیا جائے | 14- نازک ہونے کی وجہ سے         |
| 15- چار ماہ بعد                  | 16- نہیں                        |
| 17- نہیں                         | 18- بیوی                        |

### 7. خود آزمائی نمبر 2

- |   |                  |
|---|------------------|
| 1- کیوں کہ وہ مضبوط اور توہمند ہوتا ہے                |                  |
| 2- اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں |                  |
| 3- تا کہ سارا بدن چھپ جائے                            | 4- سپاٹ لہجے میں |
| 5- آٹا پینا، پانی لانا، جھاڑو لگانا وغیرہ             | 6- تین           |
| 7- ایک مرد کے خاندان سے دوسرا عورت کے خاندان سے       |                  |

یونٹ نمبر 11

# رسول اکرم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی

منزہ خانم

اسٹنٹ پروفیسر

تحریر:

نظر ثانی:

# فہرست مضامین

| صفحہ نمبر | عنوان           | نمبر شمار |
|-----------|-----------------|-----------|
| 350       | یونٹ کا تعارف   | ○         |
| 351       | یونٹ کے مقاصد   | ○         |
| 352       | اسوۂ حسنہ       | 1-        |
| 354       | شخصی اوصاف      | 2-        |
| 354       | عزم و استقلال   | 2.1       |
| 355       | شجاعت           | 2.2       |
| 356       | سخاوت           | 2.3       |
| 357       | سچائی           | 2.4       |
| 359       | سادگی اور تواضع | 2.5       |
| 360       | امانت و دیانت   | 2.6       |

|     |     |                           |
|-----|-----|---------------------------|
| 362 | 2.8 | حزم و احتیاط              |
| 363 | -3  | خود آزمائی نمبر 1         |
| 364 | -4  | معاملاتی اوصاف            |
| 365 | 4.1 | رحمت عام                  |
| 367 | 4.2 | عدل و انصاف               |
| 368 | 4.3 | محبت اور ہمدردی           |
| 369 | 4.4 | ایثار                     |
| 370 | 4.5 | مساوات                    |
| 371 | 4.6 | دوسروں کے جذبات کا احترام |
| 371 | 4.7 | بچوں پر شفقت              |
| 372 | 4.8 | غلاموں سے محبت            |
| 374 | -5  | خود آزمائی نمبر 2         |
| 375 | -6  | جوابات                    |
| 375 |     | خود آزمائی نمبر 1         |
| 376 |     | خود آزمائی نمبر 2         |

## یونٹ کا تعارف

آپ یونٹ نمبر ⑥ میں رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے مختصر حالات پڑھ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ تمام انسانوں کے لیے نمونہ بنا کر بھیجا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ لِي رَسُولٍ اللَّهُ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: 21)

”تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔“

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم تھا کہ وہ اپنی زندگی کا ایک ایک گوشہ لوگوں کے منے کھلا رکھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی زندگی کے ایک ایک واقعے کو دیکھتے، یاد رکھتے، اور اسے لوگوں کے منے بیان کرتے اور اس پر عمل کرتے تھے۔

قرآن حکیم نے ہمیں حکم دیا ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: 7)

”رسول جو چیز تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔“

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو اس لیے بھیجا کہ ہم آپ ﷺ کی اطاعت کریں اور آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلیں۔

اس یونٹ میں ہم نے رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے چیدہ چیدہ واقعات مختلف عنوانات کے تحت جمع

# یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہیے کہ:

- 1- رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے اہم واقعات بیان کر سکیں۔
- 2- آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کو مختلف عنوانات کے تحت تقسیم کر سکیں۔
- 3- آپ ﷺ کی ذات میں جو نمایاں خصوصیات تھیں انہیں بیان کر سکیں۔
- 4- آپ ﷺ کی وہ خوبیاں گواہیں جن کا تعلق دوسرے لوگوں کے ساتھ معاملات سے تھا۔

## 1- اسوۂ حسنہ

ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی زندگی ٹھوہوں سے مزین اور خرابیوں سے پاک ہو۔ اللہ تعالیٰ کو بھی یہ پسند ہے کہ ہر شخص خود کو اچھائیوں کا پیکر بنائے اور برائیوں سے دور رہے۔ دنیا میں بھی حقیقی عزت اسی حاصل ہوتی ہے جو خوش اخلاق ہو، بھلائی کرنے والا ہو۔ دوسروں کے کام آتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ت والا ہوتا ہے۔

ایسے طرز عمل کے لیے جس سے ہم دنیا میں بھی کامیاب ہوں اور آخرت میں بھی سرخرو، ہمیں اللہ تعالیٰ کی سے رہنمائی کی ضرورت تھی۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے ہماری دو طرح سے رہنمائی کی۔

1- آسمانی کتابیں نازل کر کے۔

2- اپنے رسول بھیج کر۔

1- آسمانی کتب و تفاف و تاف و تاف کے ذریعے انسانوں کی ضرورت کے مطابق رہنمائی کے لیے نازل ہوتی رہیں۔ قرآن حکیم کی صورت میں آخری اور مکمل کتاب نازل کر کے اس سلسلے کی تکمیل کر دی۔

2- ان کتابوں کی تفسیر، تشریح اور عملی تعبیر کے لیے ہر قوم اور ہر امت میں رسول بھیجنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضرت محمد ﷺ کو آخری کتاب دے کر قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف کتابیں نہیں نازل کیں بلکہ ساتھ رسول بھی بھیجے اس کی وجہ تھی؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ صرف کتاب سے مکمل رہنمائی نہیں ہو سکتی، جس طرح کتابیں پڑھ کر کوئی شخص ڈاکٹر انجینئر نہیں ہو سکتا بلکہ اسے ایسے اساتذہ کی ضرورت ہوتی ہے جن کی نگرانی میں وہ سمجھے اور عملی تربیت حاصل کرے۔ اسی طرح قرآن کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہمیں مکمل رہنمائی اور اس کی عملی تربیت رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے حاصل کرنا پڑے گی۔ قرآن حکیم نے بار بار یہ بتایا کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہارے لیے نمونہ ہیں، آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق زندگی گزارو گے تو کامیاب رہو گے۔

یوں تو آپ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لیے نمونہ اور باعث ہدایت ہے لیکن اس پونٹ میں آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کا مطالعہ کریں گے۔ قرآن حکیم نے آپ ﷺ کے اخلاق طیبہ کی تعریف کرتے ہوئے کہ

﴿اِنَّكَ لَعَلٰی خُلِقْتَ عَظِيْمًا﴾ (القم: 4)

”بے شک آپ بہت بلند اخلاق کے مالک ہیں۔“

آپ ﷺ کے اخلاق حمیدہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: ((كان خلقه القرآن)) ”قرآن حکیم ہی آپ کا اخلاق تھا۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر قرآن کی تعلیمات کو انسانی پیکر میں دیکھنا ہو تو رسول اکرم ﷺ کو دیکھو اور اگر رسول اکرم ﷺ کے اخلاق کریمانہ کو الفاظ کے روپ میں دیکھنا چاہو تو قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

آپ ﷺ کے اوصاف مبارکہ کو آسانی کے لیے ہم دو حصوں میں تقسیم کر لیتے ہیں:

- 1- شخصی اوصاف، یعنی آپ ﷺ کی وہ بابرکت عادتیں اور وہ خصوصیات جو آپ ﷺ کی ذات میں تھیں۔
- 2- معاملاتی اوصاف، یعنی آپ ﷺ کی وہ خوبیاں جن کا اظہار دوسرے لوگوں سے معاملات کرتے وقت ہو:

## 2- شخصی اوصاف

یوں آپ ﷺ کی شخصیت خوبیوں اور کمالات کا مجموعہ تھی۔ یہاں آپ ﷺ کی چند ایک صفات کا اس خیال سے تذکرہ کیا جاتا ہے کہ ہم سب اپنے اندر وہ خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

### 2.1 عزم و استقلال

عزم و استقلال ایک ایسی صفت ہے کہ اس کے بغیر کسی کام میں کامیابی ممکن نہیں۔ رسول اللہ ﷺ میں یہ صفت بے انتہاء درجے کی تھی۔ ذرا غور کیجئے جب آپ ﷺ نے عرب کے کفرستان میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی صدا بلند کی تو آپ ﷺ بالکل اکیلے تھے لیکن کبھی آپ کو ایک لمحے کے لیے بھی یہ خیال نہیں آیا کہ میں اکیلا ہوں، اتنا بڑا کام کیسے کر سکوں گا۔ تیرہ برس تک آپ ﷺ نے مکہ میں ہر طرح کی سختیاں برداشت کیں لیکن آپ ﷺ کے حوصلے اور عزم میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔

ایک موقع پر قریش نے آپ ﷺ کے ہمدرد اور غم گسار چچا ابوطالب کو مجبور کیا کہ وہ آپ ﷺ کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو بلا کر کہا:

”بھتیجے! مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جسے میں اٹھانہ سکوں۔“

”اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند لا کر رکھ دیں تو بھی میں اسلام کی تبلیغ سے نہیں رُکوں گا۔ یا تو یہ کام مکمل ہو گا یا اسی میں میری جان چلی جائے گی۔“

رسول اکرم ﷺ اکیلے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا پیغام لے کر کھڑے ہوئے اور آج دُنیا میں مسلمانوں کی آبادی ڈیڑھ ارب سے زائد ہے۔ کیا ہمیں کبھی اس بات کی فکر ہوئی ہے کہ دُنیا کی باقی ساڑھے چار ارب آبادی تک لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا پیغام پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ دُنیا میں کتنے ہی لوگ ہیں جن تک اسلام کا صحیح پیغام نہیں پہنچ سکا۔ آئیے! آج سے اپنے حصے کے کام کے لیے اپنے آپ کو تیار کریں۔

غزوہ حنین میں بنو ہوازن کے تیر اندازوں نے اچانک کمین گاہوں سے نکل کر مسلمانوں کی فوج پر اتنی شدت سے تیروں کی بارش برسائی کہ اکثر لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ گنتی کے چند صحابہ کرام ﷺ کے علاوہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی نہ رہا۔ دُشمن نے اپنے تیروں کا رُخ آپ ﷺ کی طرف پھیر دیا تو آپ ﷺ اپنی سواری سے نیچے اتر آئے اور فرمایا:

”میں خدا کا سچا رسول ہوں اور عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔“

یعنی مجھ جیسا شخص میدان سے بھاگ نہیں سکتا۔ آپ ﷺ کے ثابت قدم رہنے کی وجہ سے اہل اسلام نے یہ ہارا ہوا معرکہ دوبارہ جیت لیا۔

آپ ﷺ کے عزم و استقلال سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ہم زندگی میں کامیابی چاہتے ہیں تو اپنی زندگی کے اچھے مقاصد متعین کریں اور پھر ان کے حصول کے لیے مستقل مزاجی کے ساتھ محنت کریں۔

## 2.2 شجاعت

آپ ﷺ کی زندگی بہادری اور شجاعت کے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ لڑائی کے میدان میں بڑے

ایک بار مدینہ منورہ میں شور ہوا کہ دشمن آ گئے۔ لوگ مقابلے کے لیے تیاری کرنے لگے۔ لیکن آپ ﷺ نے نہ کسی کا انتظار کیا اور نہ گھوڑے پر زین کسی۔ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر دور دور تک تمام خطروں کے مقامات میں گشت لگا آئے اور جب تک لوگ تیار ہوئے آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور لوگوں کو تسلی دی کہ کوئی خطرہ نہیں ہے۔

## 2.3 سخاوت

حضور اکرم ﷺ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ”چلنے والی ہوا“ سے بھی زیادہ سخی تھے۔ جس طرح ہوا چل رہی ہو تو وہ ہر شخص تک پہنچتی ہے اسی طرح آپ ﷺ اتنے سخی تھے کہ کبھی کسی کو ”نہ“ نہیں کہتے تھے۔ اگر کوئی سائل آپ ﷺ کے پاس آتا تو آپ ﷺ کے پاس اس وقت کچھ نہ بھی ہوتا تو قرض لے کر سائل کی ضرورت پوری فرماتے۔

غزوہ حنین میں تقریباً چھ ہزار مرد اور عورتیں قید ہو کر آئے جو اس وقت کے قانون کے مطابق ہمیشہ کے لیے لونڈی غلام بنائے جاسکتے تھے مگر آپ ﷺ نے ان سب کو رہا کر دیا۔ اسی غزوہ میں جو مال غنیمت ملا تھا اس میں چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ (اوقیہ = 119 گرام تقریباً) چاندی بھی شامل تھی آپ ﷺ نے یہ تمام مال لوگوں میں تقسیم فرما دیا اور کئی لوگوں کو کئی کئی سواونٹ مرحمت فرمائے۔

ایک مرتبہ ایک شخص کو آپ ﷺ نے دو پہاڑوں کے درمیان پھیلا ہوا ریوڑ عنایت فرما دیا۔ وہ شخص اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا ”اسلام لے آؤ“ کیونکہ حضرت محمد ﷺ اتنا دیتے ہیں کہ اس کے بعد غریب ہونے کا ڈر نہیں رہتا۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس ستر ہزار درہم کی رقم آئی۔ آپ ﷺ نے مسجد میں چٹائی پر پھیلا دی اور جو شخص آتا گیا آپ ﷺ اسے دیتے گئے یہاں تک کہ جب وہ ختم ہو گئی تو آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے۔

آپ ﷺ کی طرف سے عام اعلان تھا کہ جو شخص مر جائے اس کا ترکہ وارثوں کے لیے ہے اور جو قرض دینا ہو وہ میرے ذمے ہے۔

## 2.4 سچائی

حضرت محمد ﷺ کی سچائی اور راست گفتاری اس حد تک مشہور تھی کہ اعلان نبوت سے پہلے ہی عرب میں آپ ﷺ ”صادق“ (سچا) کے لقب سے مشہور تھے۔ نبوت کے اعلان کے بعد جب قریش کے بڑے بڑے سردار آپ کے جانی دشمن ہو گئے اور آپ ﷺ کو طرح طرح کی اذیتیں دیتے رہے لیکن کسی نے آپ ﷺ پر جھوٹ بولنے کا الزام نہیں لگایا بدترین دشمن بھی اس بات سے پریشان تھے کہ جس شخص نے زندگی بھر جھوٹ نہیں بولا اس کے بارے میں لوگوں کو کیسے یقین دلائیں کہ اب اس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہے۔ ایک روز قریش کے بڑے بڑے سردار بیٹھے تھے اور آپ ﷺ کا ذکر ہو رہا تھا۔ نضر بن حارث جو آپ ﷺ کا شدید دشمن لیکن جہاں دیدہ سردار تھا کہنے لگا:

”اے قریش! تم پر جو مصیبت آئی ہے اب تک تم اس کی کوئی تدبیر نہ نکال سکے۔ محمد تمہارے سامنے بچہ سے جوان ہوا وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ سچا اور امانت دار تھا۔ اب جب کہ اس کے بالوں میں سفیدی آرہی ہے اس نے تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کیں تو تم کہتے ہو وہ جادوگر ہے، کاہن ہے، شاعر ہے، دیوانہ ہے۔ خدا کی قسم! میں نے محمد کی باتیں سنی ہیں، محمد میں ایسی کوئی بات نہیں۔“

ابو جہل کہا کرتا تھا:

”محمد! میں تم کو جھوٹا نہیں کہتا، اللہ جو کچھ کہتے ہو ان کو صحیح نہیں سمجھتا۔“

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنے خاندان کو اسلام کی دعوت دیں تو آپ ﷺ ایک پہاڑ پر بڑھ گئے اور پکار کر لوگوں کو اکٹھا کیا۔ پھر فرمایا:

”اے گروہ قریش! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت بڑا لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے اور کسی بھی وقت موقع پا کر تم پر پل پڑے گا تو کیا تم یقین کر لو گے؟“

سب نے کہا کیوں نہیں؟ ہم نے آپ ﷺ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔

رسول اکرم ﷺ نے جب بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے تو آپ ﷺ نے روم کے بادشاہ قیصر کو بھی خط لکھا۔ قیصر نے آپ ﷺ کے حالات جاننے کے لیے درباریوں سے کہا کہ اگر حجاز کا کوئی شخص ہمارے شہر میں آیا ہوا ہے اسے میرے پاس لاؤ۔ اتفاق سے ابوسفیان جو اس وقت مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن تھے وہاں گئے وئے تھے۔ انہیں دربار میں لے جایا گیا۔ قیصر روم نے ان سے پوچھا:

”تمہارے ہاں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کیا اس دعوے سے پہلے اس نے کبھی جھوٹ بولا ہے؟“

ابوسفیان نے کہا ”نہیں“

تو قیصر نے کہا:

”جس شخص نے کبھی بندوں کے معاملات میں جھوٹ نہیں بولا اس سے کیسے توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ اللہ پر جھوٹ باندھے گا۔“

ہم میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی بات پر اعتبار کریں جو کچھ وہ کہے اس کو درست مانا جائے۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم ہر طرح کے جھوٹ کو اپنی زندگی سے مکمل طور پر نکال دیں۔ بات کریں تو ہمیشہ سچ لیں، خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم ہر طرح کے جھوٹ کو اپنی زندگی سے مکمل طور پر نکال دیں۔

## 2.5 سادگی اور تواضع

آنحضرت ﷺ کو نمود و نمائش سے نفرت تھی، آپ ﷺ سادگی پسند فرماتے لیکن اس کے ساتھ ہی صفائی اور نفاست کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ کھانے پینے، اوڑھنے بچھونے، اٹھنے بیٹھنے کی چیز میں کوئی تکلف نہیں تھا۔ جہاں آتا تناول فرما لیتے۔ اگر کوئی چیز پسند نہ ہوتی تو اس میں عیب نہ نکالتے۔ زمین پر، چٹائی پر، فرش پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ مسجد سے اٹھ کر گھر تشریف لے جاتے تو کبھی کبھی ننگے پاؤں چلے جاتے اور جوتا وہیں چھوڑ جاتے۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ واپس تشریف لائیں گے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت علیؑ کی دعوت کی اور کھانا پکوا کر گھر بھیجا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہؐ بھی تشریف لاتے اور ہمارے ساتھ کھاتے تو خوب ہوتا۔ حضرت علیؑ گئے اور آپؐ سے عرض کی۔ آپؐ تشریف لے آئے لیکن دروازے پر پہنچے تو یہ دیکھ کر کہ گھر میں دیواروں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں واپس چلے گئے پوچھنے پر فرمایا کہ:

”نبی کے شایان شان نہیں کہ ایسے گھر میں داخل ہو جہاں مکان کو پردوں سے آراستہ کیا گیا ہو۔“

آپ ﷺ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنا پسند فرماتے۔ اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قدر جاں نثار تھے کہ ہر وقت خدمت کے لیے تیار رہتے تھے لیکن آپ ﷺ دوسروں سے خدمت لینا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک بار ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ ﷺ گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب تھا۔

”آپ ﷺ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے تھے۔ کپڑوں میں اپنے ہاتھ سے پیوند لگا

لیتے، گھر کی صفائی خود کر لیتے، دودھ دودھ لیتے، بازار سے سودا سلف لے آتے، جوتی پھٹ

۱۰۱. تا تخریب گانه لیت، حدود ۲۰ کیلومتر مربع، خاک را به زیر آبیاری می ریزد.

## 2.6 امانت و دیانت

امانت و دیانت رسول اللہ ﷺ کے اوصاف میں سے ایک خاص وصف تھا۔ نبوت ملنے سے پہلے ہی آپ ﷺ کی دیانت داری کی اس قدر شہرت تھی کہ لوگ آپ ﷺ کو ”امین“ کہتے تھے۔ نبوت ملنے کے بعد قریش آپ ﷺ کی جلان کے دشمن ہو گئے لیکن اپنی قیمتی اشیاء کی حفاظت کے لیے انہیں آپ سے زیادہ اعتبار کسی پر نہیں ملا۔ حتیٰ کہ ہجرت مدینہ کی رات جب کچھ لوگ آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ جب باہر نکلیں تو معاذ اللہ آپ کو قتل کر دیا جائے، اس وقت بھی ان دشمنوں کی امانتیں آپ ﷺ کے گھر میں محفوظ تھیں اور آپ ﷺ نے ہجرت کرتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسی لیے پیچھے چھوڑ دیا کہ وہ لوگوں کی امانتیں انہیں اپس کر کے مدینہ منورہ آجائیں۔

عرب میں سائب نام کے ایک تاجر تھے۔ وہ مسلمان ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لوگوں نے آپ ﷺ سے ان کا تعارف کرانا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ سائب نے کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، آپ ﷺ میرے تجارتی شریک کار تھے اور آپ ﷺ نے ہمیشہ معاملات ماف رکھے۔

ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے باہر آ کر ایک مختصر سا قافلہ ٹھہرا۔ ان کے ساتھ ایک خوبصورت سرخ رنگ کا ونٹ تھا۔ اتفاقاً آپ ﷺ اس طرف سے گزرے تو آپ ﷺ کو اونٹ پسند آ گیا۔ آپ ﷺ نے قیمت پوچھی۔ ان لوگوں نے جو قیمت بتائی آپ نے وہی منظور کر لی اور اونٹ لے کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ ﷺ کے سچلے بانے کے بعد لوگوں کو خیال آیا کہ ہم نے اپنا قیمتی اونٹ بغیر جان پہچان کے ایک ناواقف آدمی کے سپرد کر دیا۔ اس پر سب کو ندامت ہوئی۔ قافلے میں ایک دانش مند خاتون بھی تھی، اس نے لوگوں کی پریشانی دیکھی تو کہا ”مطمئن رہو“ میں نے آج تک ایسا روشن چہرہ نہیں دیکھا۔ یہ شخص کسی سے دعا فریب نہیں کر سکتا۔ شام ہوئی تو

غزوہ حنین میں آپ ﷺ کو کچھ اسلحہ کی ضرورت پڑی۔ صفوان اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے، ان کے پاس بہت سی زرہیں تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے کچھ زرہیں عاریتاً لیں اور فرمایا اگر ان میں سے کوئی تلف ہوگئی، تاوان دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے تمیں چالیس زرہیں عاریتاً دے دیں۔ حنین سے واپسی پر جب سامان کا جائزہ لیا گیا تو کچھ زرہیں کم تھیں۔ آپ ﷺ نے صفوان سے کہا، تمہاری چند زرہیں کم ہیں ان کا معاوضہ لے لو۔ صفوان نے کہا اب اس کی ضرورت نہیں۔ اب میرے دل کی حالت بدل گئی ہے یعنی اب میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ امانت کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

(( لا ییمان لمن لا امانة له ))

”جو شخص امانت دار نہیں وہ ایمان دار نہیں۔“

## 2.7 شرم و حیا

آنحضرت ﷺ اس قدر شرمیلے تھے کہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ حیا دار تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی کے ساتھ بدزبانی نہیں کی۔ بازاروں میں جاتے تو چپ چاپ گزر جاتے۔ کبھی قہقہہ مار کر نہ ہنستے۔ صرف تبسم فرماتے۔ کوئی بات ناگوار ہوتی تو بھی لحاظ کی وجہ سے زبان سے کچھ نہ فرماتے۔

ایک بار کوئی صاحب اس طرح کا لباس پہن کر آپ کی خدمت میں آئے جو نامناسب تھا۔ جب وہ چپا گئے تو آپ ﷺ نے ایک اور شخص سے کہا کہ ان سے کہہ دیں کہ اس طرح کا لباس نہ پہنا کریں۔ وہ کہنے لگے رسول اللہ! آپ نے خود کیوں نہیں روک دیا۔ فرمایا ”مجھے منہ پر انہیں ایسا کہتے ہوئے حیا آتی تھی۔“

عرب میں گھروں میں بیت الخلا نہیں تھے۔ لوگ باہر کھیتوں میں رفع حاجت کے لیے جاتے تھے لیکن اگر موقع پر پردہ کرنے یا اوٹ میں بیٹھنے کا رواج نہیں تھا، لوگ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ جاتے اور باتیں بھی

آپ ﷺ کا اپنا معمول تھا کہ آپ آبادی سے دو دو تین تین میل دور نکل جاتے تھے یہاں تک کہ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے۔

## 2. تدبیر و احتیاط

رسول اکرم ﷺ انتہائی بہادر تھے اور اللہ کی ذات پر بے پناہ توکل کرنے کے باوجود احتیاط و تدبیر کا دامن ہر لمحہ سے نہیں چھوڑتے تھے۔ ہر کام کرنے اور ہر فیصلہ کرنے سے پہلے اس کے تمام پہلوؤں پر غور فرماتے، نورے کرتے اور نتائج پر غور کرنے کے بعد کام کی ایک تفصیل طے کر لیتے تھے۔ آپ ﷺ کے غزوات کی تفصیل میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جنگیں جیتنے کے لیے ایسی اعلیٰ تدابیر اختیار کیں جن کا کوئی دوسرا سپہ سالار مور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ جنگ بدر کی لڑائی میں آپ ﷺ نے ایسی جگہ منتخب کی جہاں پشت کی طرف قدرتی دفاعی ساریت کے بڑے ٹیلوں کی شکل میں تھا۔ میدان بدر میں پانی کا کنواں موجود تھا اور لڑائی کے لیے بہت اسب جگہ تھی۔ غزوہ احد میں آپ ﷺ نے احد پہاڑ کو اپنی پشت پر رکھ کر قدرتی دفاع کا انتظام فرمایا۔ اس میں صرف ایک درہ تھا جس سے حملہ ہو سکتا تھا اس پر تیر اندازوں کا دستہ متعین کر دیا۔ اگر وہ دستہ اپنی جگہ نہ چھوڑتا تو لمبانوں کو نقصان نہ اٹھانا پڑتا۔

غزوہ خندق میں آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی ایک جانب، جدھر سے حملہ ہو سکتا تھا خندق کھدوا دی جس سے یہ محفوظ ہو گیا۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ تدبیر کرنا تو کل کے خلاف ہے۔ آپ ﷺ کے اس فرمان سے کہ:

”اونٹ کا گھٹنا باندھ دو پھر توکل کرو۔“

یہ غلط فہمی دور ہو جانی چاہیے یعنی پہلے اپنی پوری تدبیر اختیار کر لو پھر نتائج اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو۔

### 3- خود آزمائی نمبر 1

- 1- اللہ تعالیٰ نے کتنے طریقوں سے انسان کی رہنمائی کی؟
  - 2- اللہ تعالیٰ نے صرف کتابیں ہی کیوں نہیں نازل کیں؟
  - 3- حضور ﷺ کے اوصاف کو اس یونٹ میں کتنے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے؟
  - 4- آپ ﷺ نبوت ملنے کے بعد مکہ معظمہ میں کتنے سال رہے؟
  - 5- غزوہ حنین میں کتنے لوگ قید ہوئے؟
  - 6- آپ ﷺ نے قیدیوں سے کیا سلوک کیا؟
  - 7- نصیر بن حارث کون تھا؟
  - 8- قیصر روم کے دربار میں حضور اکرم ﷺ کی صداقت کی گواہی کس نے دی؟
  - 9- حضور اکرم ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے سے کیوں واپس چلے گئے؟
  - 10- سائب کون تھے؟
  - 11- غزوہ حنین میں آپ ﷺ نے عاریتاً زرہیں کس سے لی تھیں؟
  - 12- آپ ﷺ نے احد کا میدان لڑائی کے لیے کیوں منتخب کیا تھا؟
  - 13- آپ ﷺ نے توکل کا مفہوم کس مثال سے سمجھایا؟
  - 14- درج ذیل میں خالی جگہیں پر کریں۔
- (الف) قرآن نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول تمہارے لیے ..... ہیں
- (ب) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر لوگ میرے ایک ہاتھ پر ..... اور دوسرے پر ..... لا کر رکھ دیں۔

## 4- معاملاتی اوصاف

آپ ﷺ کی وہ خوبیاں جن کا تعلق دوسروں کے ساتھ معاملات سے تھا، بے شمار تھیں۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں انسان کی صرف ذاتی نیکی ہی نہیں دیکھی جاتی بلکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کوئی شخص دوسروں کے لیے کتنا اچھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

(( خیر الناس من ینفع للناس ))

”بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔“

قرآن اور حدیث میں باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے اور ایک دوسرے کے کام آنے کے بارے میں بے شمار ہدایات ہیں۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کوئی مسلمان نہ تو دوسرے مسلمان کی توہین کرتا ہے، نہ طعنہ دیتا ہے، نہ چغلی کھاتا ہے، نہ کسی کے عیب تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے، نہ کوئی پسندیدہ نام ڈالتا ہے، نہ غیبت کرتا ہے اور نہ ہی بہتان باندھتا ہے۔ بلکہ اگر مسلمانوں میں باہمی اختلاف ہوئے تو صلح و صفائی کرانے کی کوشش کرتا ہے۔

مسلمان نہ تو بدعہدی کرتا ہے، نہ کسی پر ظلم کرتا ہے، نہ کسی کا ظلم سہتا ہے، نہ بددیانتی کرتا ہے اور نہ ہی کسی سے انصافی کرتا ہے۔

طرح برتاؤ کرنا چاہیے۔ اپنے دوستوں سے، دشمنوں سے، چھوٹوں اور بڑوں سے، اچھے اور برے لوگوں سے، ہر طرح کے افراد سے برتاؤ کا ایسا معیار قائم فرمایا جو ہمارے لیے نمونہ ہے۔ ذیل میں ہم چند ایک اہم پہلوؤں کا مطالعہ کریں گے۔

## 4.1 رحمت عام

قرآن حکیم نے رسول اللہ ﷺ کو رحمۃ للعالمین کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الانبیاء: 107)

”ہم نے آپ کو سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔“

آپ ﷺ انہوں کے لیے تو رحمت تھے ہی، دشمنوں کے لیے بھی رحمت تھے۔

ہجرت سے پہلے مکہ والوں نے آپ ﷺ کو اتنی اذیتیں دیں کہ اگر آپ ﷺ ان کے لیے بددعا فرماتے، تباہ و برباد ہو جاتے لیکن جب کبھی آپ سے کسی مسلمان نے بھی دشمنوں کے حق میں بددعا کرنے کا کہنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں دُنیا کے لیے لعنت نہیں، رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔“

قریش مکہ نے تین سال تک آپ ﷺ کو شعب ابی طالب میں محصور رکھا۔ کوشش کرتے کہ غلے کا ایک بھی آپ ﷺ تک نہ پہنچ سکے۔ اس دوران میں مسلمان درختوں کے پتے، گھاس کی جڑیں اور ہڈیاں اُبال کر کھانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اس حال میں بھی جب مکہ والوں پر قحط آیا ابوسفیان نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ:

تو آپ ﷺ نے فوراً دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور خدا نے ان کو قحط کی مصیبت سے نجات دلا دی۔  
جنگ احد میں دشمنوں نے آپ ﷺ پر پتھر برسائے جس سے آپ کی پیشانی زخمی ہو گئی، دانت شہید ہو گئے  
ن آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

”اے اللہ! میری قوم کو سیدھی راہ دکھا، یہ بے خبر ہیں۔“

طائف تبلیغ کرنے کے لیے تشریف لے گئے تو وہاں کے سرداروں نے آوارہ لڑکے آپ ﷺ کے پیچھے لگا  
یئے جنہوں نے پتھر مار مار کر آپ ﷺ کو لہو لہان کر دیا۔ اس وقت پہاڑوں کے فرشتے آپ ﷺ کی خدمت میں  
نہر ہوئے اور عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو یہی طائف کے پہاڑ ان پر اُلٹ دیئے جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا  
ہیں شاید ان کی نسل سے کوئی مسلمان ہو جائے۔“

دوس کا قبیلہ یمن میں رہتا تھا۔ طفیل بن عمرو دوسی اس قبیلے کے سردار تھے اور بہت پہلے اسلام لے آئے  
لیکن ان کی کئی سال کی محنت اور تبلیغ کے باوجود قبیلہ دوس اپنے کفر پر ڈٹا رہا۔ آخر مجبور ہو کر وہ حضور اکرم ﷺ کی  
مت میں حاضر ہوئے اور اپنے قبیلے کے لیے بددعا کرنے کی درخواست کی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی  
خواست کے جواب میں فرمایا:

”اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے۔“

عبداللہ بن ابی مدینہ کے منافقوں کا سردار تھا۔ اس کے دل میں رسول اللہ ﷺ سے دشمنی اور حسد کوٹ کوٹ  
بھرا ہوا تھا۔ کبھی موقع ملتا تو بدتمیزی اور بے ادبی سے بھی باز نہیں آتا تھا۔ اس نے حضور اکرم ﷺ کو مدنی زندگی  
ماذیتیں پہنچانے کا کبھی کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ کافروں سے ساز باز کر کے مدینہ پر حملے کروائے  
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی۔ بظاہر وہ اسلام کا دعویٰ کرتا تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس  
جرائم کی کبھی اسے سزا نہیں دی بلکہ جب وہ مرا تو آپ ﷺ نے اس کے کفن کے لیے اپنا گرتا مرحمت فرمایا اور

”آپ ان کے لیے استغفار کریں چاہے نہ کریں۔ اگر آپ ستر بار استغفار کریں گے تو بھی اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔“

## 4.2 عدل و انصاف

رسول اکرم ﷺ عدل و انصاف کے پیکر تھے۔ انصاف کے معاملے میں دوست دشمن اپنے بیگانے کسی میں کوئی فرو روا نہیں رکھتے تھے۔ انصاف کے سلسلے میں آپ ﷺ نے اپنے آپ کو بھی ہمیشہ دوسرے لوگوں کے برابر رکھا۔ ایک بار کسی جنگ کے موقع پر آپ صفیٰں درست کر رہے تھے ایک صاحب صف سے باہر نکلے ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں جو چھڑی تھی اس سے ٹھوکا دے کر آپ ﷺ نے ان کو صف میں برابر کھڑا ہونے کو کہا۔ صاحب بگڑ گئے کہ آپ ﷺ نے مجھے چھڑی چھوئی ہے میں بدلہ لوں گا۔ آپ ﷺ نے چھڑی اس کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا کہ بدلہ لو۔ وہ صاحب کہنے لگے۔ آپ کے بدن پر کرتا ہے میرا بدن نکا تھا۔ آپ ﷺ نے فو اپنا کرتا اوپر کر دیا تا کہ وہ بدلہ لے سکیں۔ اگرچہ وہ صاحب آپ ﷺ سے لپٹ گئے اور بدلہ نہیں لیا لیکن آپ ﷺ نے بدلہ دینے میں کوئی حیل و حجت نہیں فرمائی۔

آپ ﷺ عدل و انصاف میں کسی چھوٹے بڑے میں فرق نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بنو مخزوم کے معہ قبیلے کی ایک عورت فاطمہ نے چوری کی۔ خاندان کے لوگوں نے حضرت اسامہ ﷺ سے جو حضور اکرم ﷺ کو بہر پیارے تھے سفارش کرنے کو کہا۔ جونہی حضرت اسامہ ﷺ نے سفارش کے لیے زبان کھولی آپ ﷺ کا رنگ بد گیا اور ناراض ہو کر فرمایا اسامہ! کیا اللہ کے حق میں سفارش کرتے ہو۔“ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کر خطبہ دیا اور فرمایا:

”تم سے پہلے لوگ اس وجہ سے تباہ ہو گئے کہ جب قوم کا کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تو اسے

پھر آپ ﷺ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

### 4.3 محبت اور ہمدردی

آپ ﷺ کے دل میں انسانوں سے بے پناہ محبت اور ہمدردی کا جذبہ موجود تھا۔ قرآن حکیم نے آپ ﷺ کی اس صفت کو خاص طور پر بیان کرتے ہوئے کہا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران: 159)

”اللہ کے فضل سے آپ ﷺ لوگوں کے لیے نرم دل ہیں۔ اگر آپ سخت مزاج، سخت دل ہوتے تو سب لوگ آپ ﷺ سے دُور ہو جاتے۔“

آپ ﷺ اس بات کی کوشش کرتے کہ محفل میں کوئی ایسی بات نہ کی جائے اور نہ سنی جائے جس سے کسی کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

”میرے سامنے دوسروں کی ایسی باتیں نہ کیا کرو جنہیں سن کر میرے دل میں ان کے متعلق کوئی کدورت پیدا ہو جائے کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ میں سب سے صاف دل کے ساتھ ملوں۔“

ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ نے دو افراد کی شکایت آپ ﷺ کو پہنچائی آپ ﷺ نے فرمایا:

”اس طرح کی باتیں مجھ تک نہ پہنچایا کرو۔“

آپ ﷺ اپنے پاس بیٹھنے والوں کو ترغیب دلاتے تھے کہ دوسروں کے حق میں ہمیشہ اچھی بات کیا کرو۔ اگر

”اخلاق کی بلندی یہ نہیں کہ جو شخص تم سے اچھے طریقے سے پیش آئے اس سے اچھے طریقے سے پیش آؤ اور جو تمہارے ساتھ برائی کرے تو اس سے برائی کرو بلکہ اخلاق کی بلندی یہ ہے کہ ہر شخص سے بھلائی کرو خواہ وہ تمہارے ساتھ بھلائی کرے یا برائی۔“

## 4.4 ایثار

آپ ﷺ کی جس خوبی کا ہر موقع پر اثر نظر آتا ہے اور جو آپ کا سب سے نمایاں وصف تھا وہ ایثار تھا۔ ایثار کا مطلب ہے دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دینا۔

آپ ﷺ کو اپنی اولاد سے بے انتہاء محبت تھی اور ان میں سے بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس قدر عزیز تھیں کہ جب وہ آئیں آپ کھڑے ہو جاتے ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی نشست پر بٹھاتے۔ لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا حال یہ تھا کہ گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی۔ خود چکی پیستیں، جس سے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں، خود پانی کی مشک بھر کر لاتیں جس کے اثر سے جسم پر نیل پڑ گئے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک دے دیں تاکہ گھر کے کام کاج میں مدد مل سکے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی بدر کے یتیموں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔ جب تک ان کا انتظام نہ ہو میں تمہیں خادمہ نہیں دے سکتا۔

ایک شخص نے اپنے باغ حضور اکرم ﷺ کی نذر کر دیئے آپ نے سب خیرات کر دیئے، جو کچھ ان سے پیدا ہوتا غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دیا جاتا۔

ایک دفعہ ایک عورت نے ایک چادر پیش کی۔ آپ ﷺ کو ضرورت تھی آپ نے لے لی۔ ایک صاحب جو حاضر خدمت تھے انہوں نے کہا، کیا اچھی چادر ہے۔ آپ ﷺ نے اتار کر انہیں دے دی اور اس بات کا خیال

آپ ﷺ کی حیات طیبہ اس نوعیت کے واقعات سے بھری ہوئی ہے کہ خلق خدا میں سونا، چاندی، غلہ، پھل اور ہر قسم کی چیزیں تقسیم فرما رہے تھے اور گھر میں فاقہ ہے۔

## 4.5 مساوات

آپ ﷺ کی نظر میں امیر، غریب اور آقا و غلام برابر تھے۔ سلمان فارسی، بلال حبشی اور صہیب رومی (رضی اللہ عنہ) غلام رہ چکے تھے لیکن آپ ﷺ کی بارگاہ میں ان کا رتبہ روسائے قریش سے کم نہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ جس نے میرے ان ساتھیوں کو ناراض کیا اس نے اللہ کو ناراض کیا۔

غزوہ بدر میں دوسرے قیدیوں کے ساتھ آپ ﷺ کے چچا عباس بھی گرفتار ہو کر آئے۔ قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کیا جا رہا تھا۔ بعض انصار نے اس خیال سے کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) اجازت دیں تو ہم عباس کا فدیہ معاف کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر گز نہیں۔ ایک درہم بھی نہیں۔

مساوات کے اس عام اصول کا یہ مطلب نہیں تھا کہ ہر شخص کو ایک لاشی سے ہانکا جائے بلکہ لوگوں کے تقویٰ، دینی مرتبے اور ان کی عمر کا خیال بھی رکھا جاتا۔ مثلاً آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

”جو شخص سفید بالوں والے مسلمان، عالم قرآن اور انصاف دوست حکمران کی عزت کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ کا اکرام کرتا ہے۔“

ایک مرتبہ حضرت سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) ایک مجلس میں بلائے گئے۔ ان کے آنے پر ان کی عزت افزائی کے لیے آپ ﷺ نے مجلس میں موجود صحابہ کرام (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ اپنے سردار کے احترام میں کھڑے ہو جاؤ۔ لیکن اپنے لیے آپ ﷺ کسی کو کھڑے ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

## 4.6 دوسروں کے جذبات کا احترام

دوسرے لوگوں سے معاملات کرتے ہوئے آپ ﷺ ان کے جذبات کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے، کبھی کسی پر آپ ﷺ نے اپنی مرضی مسلط نہیں کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی کم عمری کی وجہ سے کھیل کی طرف میلان رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیاں ان کے ساتھ کھیلنے کے لیے کاشانہ نبوی میں آ جاتی تھیں۔ آپ ﷺ نے کبھی اس پر ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا۔

اپنے جاں نثاروں کے جذبات کا اس قدر خیال فرماتے کہ ارشاد فرمایا:

”میں نماز لمبی کرنا چاہتا ہوں لیکن پیچھے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو اس کی ماں کی بے چینی کا خیال کر کے نماز مختصر کر دیتا ہوں۔“

اسی طرح آپ ﷺ جب وعظ فرماتے تو مختصر وعظ فرماتے۔ آپ ﷺ کے مواعظ اور خطبے صحابہ کرام ﷺ نے لفظ بہ لفظ نقل کیے ہیں ان کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے طویل خطبے بھی دس پندرہ منٹ سے زیادہ کے نہ ہوتے تھے۔ جب آپ ﷺ کسی شخص کو کسی علاقے میں مبلغ اور داعی بنا کر یا عامل اور حکمران بنا کر بھیجتے تو یہ تاکید فرماتے:

”لوگوں کو خوشخبری دے کر اسلام سے مانوس کرانا انہیں ڈرا دھمکا کر تنفر نہ کر دینا۔ ان کے لیے آسانیاں پیدا کرنا۔ مشکلات نہیں۔“

## 4.7 بچوں پر شفقت

بچوں پر آپ ﷺ غیر معمولی شفقت فرماتے۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ سفر سے تشریف لاتے تو راستے میں

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب فصل کا نیا میوہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا تو مجلس میں سب سے زیادہ کم عمر بچہ ہوتا اس کو عنایت فرماتے۔ بچوں کو چومتے، پیار کرتے۔ ایک مرتبہ اسی طرح آپ ﷺ بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ اس نے کہا، آپ ﷺ لوگوں کے بچوں کو پیار کرتے ہیں، میرے دو بچے ہیں مگر میں نے آج تک ان میں سے کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

ایک صحابی ؓ کہتے ہیں کہ بچپن میں انصار کے کھجوروں کے باغات میں چلا جاتا اور پتھر مار کر کھجور مارا۔ ایک روز پکڑا گیا اور لوگ مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا، پتھر کیوں مارا۔ ہو۔ میں نے کہا کھجوریں کھانے کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو خود بخود گر جائیں ان کو اٹھا کر کھالیا کرو، پتھر مارا کرو یہ کہہ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دُعا دی۔

ایک دفعہ ایک نہایت غریب عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی۔ اس کے ساتھ دو چھوٹے چھوٹی لڑکیاں تھیں۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایک کھجور کہیں پڑی ہوئی مل گئی، وہ اٹھا کر دے دی۔ عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں میں برابر تقسیم کر دی۔ آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس کو خدا اولاد کی محبت میں ڈالے اور وہ ان کا حق بجالائے وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا۔“

## 4.8 غلاموں سے محبت

آنحضرت ﷺ غلاموں کے ساتھ خصوصی شفقت سے پیش آتے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو اس سے روک دیا کہ کوئی شخص ”میرا غلام“ یا ”میری باندی“ کہے۔ میرا بچہ اور میری بچی کہے۔ آپ ﷺ کا حکم تھا کہ:

غلاموں سے آپ ﷺ کا سلوک اس طرح کا تھا کہ زید بن حارثہ جو آپ کے غلام تھے ان کے باپ ان کو لینے کے لیے آئے اور آپ ﷺ نے انہیں ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی لیکن زید نے باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور حضور اکرم ﷺ کی غلامی کو آزادی کی زندگی پر ترجیح دی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا اور اپنی پھوپھی زاد سے ان کا نکاح کر دیا۔

ایک شخص خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ عرض کی ”یا رسول اللہ! (ﷺ) میں اپنے غلاموں کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا ”ہر روز ستر بار معاف کیا کرو۔“

آپ ﷺ نے غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دی اور کئی ایسے طریقے رائج کیے جن کے نتیجے میں بہت جلد غلامی ختم ہو گئی۔

اس کے علاوہ قبائل کے سرداروں، دوسرے ملکوں کے بادشاہوں اور ان کے حکمرانوں کے ساتھ تعلقات اور معاملات کے بے شمار نمونے سیرت اور حدیث کی کتابوں میں ہیں جو ہماری لیے مشعل راہ ہیں۔



## 5- خود آزمائی نمبر 2

- (الف) قرآن نے رسول اکرم ﷺ کو..... کے لقب سے یاد کیا ہے۔

## 6- جوابات

### خود آزمائی نمبر 1

- 1- دو طریقوں سے۔
- 2- انبیاء کے بغیر عملی رہنمائی ممکن نہیں تھی۔
- 3- دو حصوں میں۔
- 4- تیرہ سال۔
- 5- چھ ہزار۔
- 6- انہیں رہا کر دیا۔
- 7- مکے کا ایک دانش مند سردار جو آپ ﷺ کا بہت بڑا دشمن تھا۔
- 8- ابوسفیان نے۔
- 9- گھر میں پردے ہونے کی وجہ سے ناپسندیدگی کے اظہار کے طور پر۔
- 10- عرب کے ایک تاجر اور رسول اللہ ﷺ کے شریک تجارت۔

13- اونٹ کا گھٹنا باندھ دو پھر توکل کرو۔

14- (الف) بہترین نمونہ (ب) سورج/چاند

(ج) بنو ہوازن (د) ستر ہزار

## خود آزمائی نمبر 2

1- تین سال - 2- ابوسفیان -

3- آوارہ لڑکے - 4- یمن میں -

5- عبداللہ بن ابی - 6- بنو مخزوم کی فاطمہ -

7- دوسرے کو اپنے آپ پر ترجیح دینا -

8- ابھی بدر کے یتیموں کا انتظام نہیں ہوا -

9- حضرت عباس ؓ آپ ﷺ کے چچا تھے -

10- مختصر -

11- پہلے بچوں کو کھلاتے -

12- زید بن حارثہ ؓ -

13- (الف) رحمۃ للعالمین -

(ب) دوس -

یونٹ نمبر 12

# خلفائے راشدین

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی

منزلہ خاتم

اسٹنٹ پروفیسر

تحریر:

نظر ثانی:

# فہرستِ مضامین

| صفحہ نمبر | عنوان                              | نمبر شمار |
|-----------|------------------------------------|-----------|
| 382       | یونٹ کا تعارف                      | ○         |
| 383       | یونٹ کے مقاصد                      | ○         |
| 384       | حضرت ابو بکر صدیق <small>ؓ</small> | 1-        |
| 384       | 1.1 بچپن کی دوستی                  |           |
| 384       | 1.2 قبول اسلام                     |           |
| 384       | 1.3 اشاعت اسلام                    |           |
| 385       | 1.4 مشکلات کے ساتھ                 |           |
| 385       | 1.5 سفر ہجرت کا ساتھ               |           |
| 386       | 1.6 تعمیر مسجد                     |           |
| 386       | 1.7 غزوات میں شرکت                 |           |
| 387       | 1.8 خلافت صدیق اکبر                |           |
| 388       |                                    |           |

|     |       |                            |
|-----|-------|----------------------------|
| 390 | 2-    | خلافت صدیقی کے اہم کارنامے |
| 390 | 2.1   | لشکرِ اُسامہ کی روانگی     |
| 391 | 2.2   | جھوٹے نبیوں کا خاتمہ       |
| 391 | 2.3   | مرتدین کی سرکوبی           |
| 392 | 2.4   | منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی     |
| 392 | 2.5   | تدوین قرآن                 |
| 393 | 3-    | علاقت اور جانشینی          |
| 394 | 4-    | خود آزمائی نمبر 1          |
| 396 | 5-    | حضرت عمر فاروق ؓ           |
| 396 | 5.1   | نام و نسب                  |
| 396 | 5.2   | قبول اسلام                 |
| 396 | 5.3   | جرات مندی                  |
| 398 | 5.4   | خلافت                      |
| 398 | 5.5   | فتوحات                     |
| 398 | 5.5.1 | فتح قادسیہ                 |
| 399 | 5.5.2 | فتح نہادند                 |

|     |                                |     |
|-----|--------------------------------|-----|
| 400 | 5.5.4 بیت المقدس کی فتح        | 507 |
| 401 | 6- عہد فاروقی کے کارنامے       | 508 |
| 401 | 6.1 شوریٰ                      | 509 |
| 402 | 6.2 صوبوں کی تقسیم             | 510 |
| 402 | 6.3 عمال کا محاسبہ             | 511 |
| 402 | 6.4 عدالتی نظام                | 512 |
| 403 | 6.5 غیر مسلموں سے حسن سلوک     | 513 |
| 403 | 7- شہادت اور جانشینی           | 514 |
| 404 | 8- خود آزمائی نمبر 2           | 515 |
| 405 | 9- حضرت عثمان غنی ؓ            | 516 |
| 406 | 9.1 نام و نسب                  | 517 |
| 406 | 9.2 قبول اسلام                 | 518 |
| 406 | 9.3 ہجرت حبشہ                  | 519 |
| 407 | 9.4 برزومہ کی خریداری          | 520 |
| 407 | 9.5 عہد نبوی ﷺ کے مدنی دور میں | 521 |
| 408 | 9.6 غزوہ تبوک میں شرکت         | 522 |

|    |       |  |
|----|-------|--|
| 10 | 10.1  | عبداللہ بن سبا کا قتلہ                   |
| 11 | 10.2  | شہادت                                    |
| 12 | 11-11 | حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام              |
| 12 | 11.1  | نام و نسب                                |
| 12 | 11.2  | قبول اسلام                               |
| 12 | 11.3  | خاندان نبوت سے تعلق                      |
| 14 | 12-12 | خلافت                                    |
| 14 | 12.1  | قاتلین عثمان کی تلاش                     |
| 15 | 12.2  | امیر معاویہ کی معزولی اور بغاوت          |
| 15 | 12.3  | جنگ جمل                                  |
| 16 | 12.4  | امیر معاویہ کو بیعت کی دعوت اور جنگ صفین |
| 17 | 12.5  | شہادت                                    |
| 19 | 13-13 | خود آزمائی نمبر 3                        |
| 21 | 14-14 | جوابات                                   |
| 21 | 14.1  | خود آزمائی نمبر 1                        |
| 22 | 14.2  | خود آزمائی نمبر 2                        |

## یونٹ کا تعارف

اس یونٹ میں آپ خلفائے راشدین کے حالات سے مختصر تعارف حاصل کریں گے۔ اسلامی تاریخ میں امت راشدہ کا دور بہت اہم ہے۔ خلافت کا مطلب ہے جانشینی۔ کسی کی جگہ پر اس کے بعد بیٹھنا اور راشدہ کا سب سے ہدایت یافتہ۔ اس سے مراد وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو صحت نبوی میں رہ کر حضور ﷺ کی تربیت کی وجہ ہدایت کے بلند ترین درجے پر فائز تھے اور قرآن اور حدیث میں ان کے ایمان، اعمال اور علم و عقل کی بہت بے کی گئی ہے اور وہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد یکے بعد دیگرے جانشین ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد ہے۔

○ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

○ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

○ حضرت علی رضی اللہ عنہ

یہ ایسے افراد تھے جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اسلامی ریاست کا نظم و نسق اسی انداز سے جاری رکھا جو آپ ﷺ نے بتایا تھا۔ اس لیے خلفائے راشدین کا یہ دور امت کے لیے نمونے کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس یونٹ میں اس دور کی ساری تفصیلات بیان کرنا ممکن نہیں تھیں۔ ہم نے چیدہ چیدہ معلومات دیے ہیں۔ اگلی جماعتوں میں مزید تفصیلات پڑھیں گے۔ اگر آپ اس دور کے حالات کو تفصیل سے جانا چاہیں، تو شاہ معین الدین احمد ندوی کی کتاب ”خلفائے راشدین“ کا مطالعہ کریں۔

## یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- 1- حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے حالات زندگی اور کارہائے نمایاں پر روشنی ڈال سکیں۔
- 2- حضرت عمر فاروق ؓ کے نظم و نسق حکومت پر تبصرہ کر سکیں۔
- 3- حضرت عثمان ؓ کے دور میں فتنے کے اسباب گنوا سکیں۔
- 4- حضرت علی ؓ کے عہد کے ملکی اور سیاسی حالات قلم بند کر سکیں۔

# 1- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کا نام عبد اللہ کنیت ابو بکر اور لقب صدیق تھا۔ آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ تھی۔ آپ کی مدہ کا نام سلمیٰ اور کنیت ام الخیر تھی۔ آپ قریش کی شاخ تیم سے تعلق رکھتے تھے۔

## 1. بچپن کی دوستی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے تقریباً ہم عمر تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بچپن ہی سے رافت اور امانت کے لیے مشہور تھے۔ انتہائی متین اور سنجیدہ تھے۔ عرب کے برے رسم و رواج اور لوگوں کی غلط باتوں سے متنفر تھے۔ آپ نے کبھی شراب نہیں پی تھی۔ بت پرستی سے شروع سے ہی نفرت تھی۔ آپ کا مزاج دل اللہ ﷻ کے مزاج سے ملتا تھا اس لیے بچپن ہی سے دونوں میں دوستی اور محبت کا تعلق تھا۔ جوانی میں کئی بار وں نے اکٹھے تجارتی سفر کیے۔

## 1. قبول اسلام

رسول اکرم ﷺ کو جب نبوت ملی اور پہلے پہل آپ نے اپنے خاص تعلق والے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں شامل تھے۔ آپ نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے فوراً رسول اللہ کی تصدیق



آپ کی دولت ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے خرچ ہوتی۔ مکہ میں شروع کے دنوں میں جو غلام اور باندیاں مسلمان ہوئے ان کے آقا ان کو سخت اذیتیں دیتے۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے یہ منظر دیکھا نہ گیا، آپ نے حضرت بلال، عامر بن فہیرہ ؓ، نہدیہ، جاریہ اور کئی دوسرے غلام اور باندیوں کی منہ مانگی قیمت دے کر انہیں آزاد کرایا۔

## 1.5 سفر ہجرت کا ساتھ

مکہ میں مسلمانوں کے لیے زندگی بہت مشکل ہو گئی تھی، دوسری طرف مدینہ منورہ میں اسلام پھیلنا شروع ہو گیا اور مدینہ والوں نے مکہ معظمہ کے مظلوم مسلمانوں کو پناہ دینا شروع کر دی۔ ان حالات میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابھی انتظار کریں۔ اُمید ہے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ہوگا۔ آپ نے کہا، پھر مجھے بھی اپنے ساتھ جانے کی سعادت سے نوازیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، ہاں! آپ ساتھ چلیں گے۔

چار ماہ بعد یہ مختصر قافلہ مکہ سے خاموشی سے نکلا اور غار ثور میں جا اترا۔ مکہ والوں نے بہت تلاش کی لیکن ناکامی ہوئی۔ غار ثور میں تین دن قیام کے بعد یہ قافلہ اب چار آدمیوں پر مشتمل تھا جس میں عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن اربط بھی شامل ہو گئے تھے، ایک غیر معروف راستے سے مدینہ روانہ ہوئے اور 12 ربیع الاول کو مدینہ پہنچے۔ راستے میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے اپنی جان سے بڑھ کر رسول اکرم ﷺ کا خیال رکھا۔

## 1.6 تعمیر مسجد

ہجرت کے بعد رسول اکرم ﷺ کو سب سے پہلے مدینہ میں مسجد تعمیر کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس کے لیے جو

## 1.7 غزوات میں شرکت

اگرچہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کی مظلومیت اور بے بسی کا دور ختم ہو گیا تھا لیکن حالات نے مسلمانوں کو مشرکین اور یہودیوں کے خلاف لڑائیوں پر مجبور کر دیا۔ ان تمام لڑائیوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ایک مشیر اور وزیر کے طور پر شریک رہے۔ جنگ کی ہولناکیوں میں بھی آپ حضور ﷺ کی خدمت گزاری سے غافل نہیں رہے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین مکہ سے مسلمانوں کا جو معاہدہ ہوا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ بھی بخیر بے چین تھے لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انہیں مطمئن کر دیا کہ آنحضرت ﷺ خدا کے رسول ہیں اس لیے آپ ﷺ کا فیصلہ اللہ کا فیصلہ ہے اور اللہ آپ ﷺ کا حامی و ناصر ہے۔

جس زمانے میں غزوہ تبوک پیش آئی وہ مسلمانوں پر سخت تنگی کا وقت تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاریوں کے لیے راہِ خدا میں چندہ دینے کی اپیل کی۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس موقع پر بڑھ چڑھ حصہ لیا، لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے سبقت لے گئے اور گھر کا سارا اثاثہ لاکر رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا: بچوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ عرض کی: ان کے لیے اللہ اور اللہ کا رسول کافی ہے۔ علامہ اقبال نے اس واقعہ کو نظم کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے۔

۔ پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس

صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

## 1.8 خلافت صدیق اکبر

حجۃ الوداع سے واپسی پر رسول اکرم ﷺ بیمار ہو گئے۔ جب بیماری نے شدت اختیار کی اور مسجد نبوی میں جا کر نماز پڑھنا دشوار ہو گیا تو آپ نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو اپنی جگہ امامت کا شرف عطا فرمایا۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ بنانے کے بارے میں صراحت نہیں فرمائی تاہم اپنی جگہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو مسجد نبوی کی امامت سپرد کر کے جانشینی کی طرف اشارہ فرمادیا۔

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے فوراً بعد جانشینی کا مسئلہ پیدا ہوا۔ منافقین جن کی خاصی بڑی تعداد مدینہ میں تھی ہر وقت مسلمانوں کو اندر سے نقصان پہنچانے کے درپے رہتے تھے۔ چنانچہ منافقین کی سازش سے حضور ﷺ کی تجہیز و تکفین سے پہلے ہی جانشینی کا مسئلہ کھڑا کر دیا گیا اور بہت سے لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو بروقت اس کی اطلاع ہو گئی آپ حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن الجرح ؓ کو لے کر فوراً وہاں پہنچے تو منافقین نے انصار کے ایک معزز صحابی کا نام جانشینی کے لیے پیش کر رکھا تھا۔ ایک دوسری تجویز یہ زیر غور تھی کہ ایک امیر مہاجرین سے ہو اور ایک انصار سے۔ ان دونوں تجویزوں کا نتیجہ اسلامی ریاست کا خاتمہ اور مسلمانوں میں خلفشار تھا لیکن انصار کو ناراض کرنا بھی عقل مندی نہیں تھی۔ اس نازک موقع پر حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے بہت نرمی سے انصار کو سمجھایا اور انتہائی پر اثر گفتگو کی جس میں انصار کی اسلامی خدمات کو سراہا اور انہیں بتایا کہ عرب معاشرہ ان کی سرداری کو قبول نہیں کرے گا اس لیے مناسب یہی ہے کہ قریش کے کسی فرد کو جانشین بنایا جائے اور میرے ساتھ عمر اور ابو عبیدہ ؓ ہیں ان میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی گفتگو کا خاطر خواہ اثر ہوا جسے دیکھتے ہوئے حضرت عمر ؓ نے آگے بڑھ کر حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر فرمایا کہ آپ ہم سب میں بہتر اور رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہیں اس لیے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اس کے بعد تمام مسلمان ٹوٹ پڑے

## 1.9 پہلی تقریر

خلیفہ منتخب ہونے کے بعد آپ نے قوم سے خطاب کیا جس میں آپ نے اپنی حکومت کی پالیسی بیان کر ارشاد فرمایا:

”لوگو! میں تم پر حاکم بنایا گیا ہوں، حالانکہ میں تمہاری جماعت میں سب سے بہتر نہیں ہوں، اگر میں اچھا کام کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں کج روی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو، سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ تمہارا کمزور ترین فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ میں دوسروں سے اس کا حق اس کو نہ دلا دوں اور تمہارا قوی شخص بھی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق حاصل نہ کر لوں۔ یاد رکھو جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل و خوار کر دیتا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اگر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر اس کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں ہے۔“

## 2- خلافت صدیقی کے اہم کارنامے

### 2. لشکر اسامہ کی روانگی

حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں رومیوں کے ساتھ ایک جنگ ہوئی جسے جنگ موتہ کا نام دیا گیا تھا۔ اس میں صرف تین ہزار مسلمان ایک لاکھ کے لشکر سے ٹکرا گئے۔ مسلمانوں کے کئی سپہ سالار شہید ہوئے آخر حضرت لد بن ولیدؓ نے کمان ہاتھ میں لی۔ بہادری سے لڑتے ہوئے باقی ماندہ فوج کو دشمن کے زرخے سے نکال دئے۔ مشہور ہے کہ اس جنگ کے دوران میں ایک ہی دن میں حضرت خالدؓ کے ہاتھ میں 9 تلواریں ٹوٹ گئیں۔ غزوہ موتہ میں حضور اکرم ﷺ کے چہیتے صحابی حضرت زید بن حارثہؓ شہید ہو گئے تھے۔ چنانچہ رومیوں نے مارکوبی کے لیے آنحضرت ﷺ نے حضرت زیدؓ کے بیٹے اسامہؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر ترتیب دیا۔ یہ لڑا بھی روانہ ہوا ہی تھا کہ حضور اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا اور وہ لوگ واپس آ گئے اس کے بعد عرب میں ہر طرف ریش پھا ہو گئی۔ بہت سے نو مسلم قبائل مرتد ہو گئے اور کئی قبیلوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے اودہ نبوت کے کئی ایک جھوٹے دعویدار اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بہت قوت حاصل کر لی۔ ان حالات میں مدینہ کی حفاظت کا اندیشہ پیدا ہو گیا اور یہ سوال سامنے آیا کہ اگر لشکر اسامہؓ روانہ کر دیا گیا اور پیچھے سے یہ بے مکرین اسلام اکٹھے ہو کر مدینہ پر حملہ آور ہو گئے تو دفاع کیسے ہو گا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس وقت ان تمام حالات کے باوجود یہ فیصلہ فرمایا کہ جو لشکر رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا تھا میں اسے نہیں روک سکتا

آپ نے لشکر اسامہ روانہ کر دیا جو چالیس دن بعد نہایت کامیابی سے واپس آیا۔ اس لشکر کی روانگی کا دشمنان اسلام پر یہ اثر پڑا کہ جو لوگ یہ سمجھنے لگے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد مسلمان کمزور ہو گئے ہیں اور اب انہیں ختم کرنا آسان ہے ان کی غلط فہمی دور ہو گئی۔

## 2.2 جھوٹے نبیوں کا خاتمہ

دین اسلام کو جس تیزی سے کامیابی حاصل ہوئی اسے دیکھ کر بعض لوگوں نے سوچا کہ اگر وہ بھی نبوت کا دعویٰ کریں اور لوگوں کا تعاون حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو وہ بھی اسی طرح قوت اور اقتدار حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ مسیلہ نام کے ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کر لیا تھا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد اور کئی لوگ نبی بن بیٹھے۔

جنگ موتہ کی مہم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے ان جھوٹے نبیوں کی طرف توجہ فرمائی۔ مختلف صحابہ کرام ؓ کی سرکردگی میں ان میں سے ہر ایک کے مقابلے کے لیے فوج بھیجی۔ ان میں سے کچھ قتل ہوئے، کچھ بھاگ گئے اور بعض نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح چند دنوں میں تمام مدعیان نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ البتہ مسیلہ نے بہت قوت حاصل کر لی تھی۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے ایک خون ریز جنگ کے بعد اسے شکست دی۔ مسیلہ قتل ہو گیا۔ اس کی بیوی سجاح جو خود نبوت کی مدعیہ تھی بھاگ گئی۔ ایک نقصان یہ ہوا کہ اس جنگ میں بہت سے حفاظ قرآن صحابہ کرام ؓ شہید ہو گئے۔

## 2.3 مرتدین کی سرکوبی

وصال کے بعد مرتد ہو گئے اور اپنی اپنی جگہ آزاد حکمران بن بیٹھے۔ نعمان بن منذر نے بحرین میں لقیط بن مالک نے عمان میں اور کئی دوسرے سرداروں نے اپنے اپنے قبائل میں اسلام سے برگشتہ ہو کر آزادی کا اعلان کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے ان سرداروں کی سرکوبی کے لیے فوجی مہمیں روانہ کیں اور ان کو دوبارہ زیر کر کے اسلام کا بول بالا کیا۔

## 2.4 منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد ایک نازک مسئلہ یہ پیدا ہو گیا کہ کچھ لوگوں نے اسلام پر قائم رہتے ہوئے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ پہلے تو ان کے بارے میں صحابہ کرام ؓ کو تردد ہوا کہ کیا ان کے خلاف کارروائی کی جائے یا نہیں، لیکن حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا:

”جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا اس سے جہاد کریں گے۔“

آج اگر لوگ زکوٰۃ کا انکار کر رہے ہیں تو کل دوسرے ارکان اسلام کا انکار کریں گے اس طرح اسلام کہاں باقی رہے گا۔ آپ نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے فوجی دستے بھیجے اور تمام لوگوں سے زکوٰۃ وصول کی گئی۔

## 2.5 تدوین قرآن

قرآن حکیم کی موجودہ ترتیب اس ترتیب سے مختلف ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ لیکن جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اسے اس کی مقررہ جگہ پر لکھوا دیتے۔ اس طرح سارا قرآن ترتیب وار لکھا ہوا بھی تھا اور لوگوں کو یاد بھی تھا لیکن جب تک حضور اکرم ﷺ زندہ رہے اس بات کا امکان تھا کہ کوئی نئی آیت یا

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب قرآن کو کتابی شکل میں اکٹھا کیا جاسکتا اسی دوران میں مسلمانوں کے ساتھ مقابلے میں بہت سے حفاظ شہید ہو گئے تو اس کی ضرورت زیادہ محسوس ہو چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے حفاظ اور کاتبان وحی پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی اور حضرت زید بن ثابت ؓ کو کاسیکرٹری بنایا۔ اس کمیٹی نے قرآن حکیم کو ایک کتاب کی شکل میں ترتیب دیا۔

### 3- علالت اور جانشینی

جمادی الثانی 13 ہجری میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ بیمار ہوئے تو مختلف بڑے صحابہ کرام ؓ سے کہا کہ ان کے بعد کس کو جانشین بنایا جائے۔ صحابہ کرام ؓ کی اکثریت حضرت عمر ؓ کے حق میں تھی چہ آپ ؓ نے وفات سے قبل حضرت عمر ؓ کی جانشینی کی وصیت لکھوا کر اس کا اعلان کروا دیا۔

21 جمادی الثانی کو 63 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کی مدت خلافت دو سال تین مہینے اور دس ہے۔ آپ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

## 4- خود آزمائی نمبر 1

1- حضرت ابو بکر ؓ کا نام کیا تھا؟

2- حضرت ابو بکر ؓ کے والد اور والدہ کے نام بتائیے؟

3- آپ کی دعوت پر جو افراد مسلمان ہوئے ان میں سے تین کے نام بتائیے؟

4- آپ نے جو غلام اور باندیاں خرید کر آزاد کیں ان میں سے دو کے نام بتائیں

5- درج ذیل خالی جگہیں پر کریں۔

(الف) سفر ہجرت میں آپ..... میں ٹھہرے (غار ثور - غار حرا)

(ب) مسجد نبوی کی زمین کی قیمت..... نے دی۔ (حضور ؓ، عثمان ؓ، ابو بکر ؓ)

(ج) حضور ؓ کے وصال کے بعد خلافت کا فیصلہ کرنے کے لیے لوگ..... میں جمع ہوئے

(سفینہ بنی ساعدہ - مسجد نبوی - مسجد قبا)

(د) حضرت زید بن حارثہ ؓ نے..... کے موقع پر اپنے گھر کا سارا سامان حضور اکرم ؐ

کی خدمت میں پیش کر دیا۔ (صلح حدیبیہ - ہجرت مدینہ - غزوہ تبوک)

(ھ) حضرت زید بن حارثہؓ.....میں شہید ہوئے۔

(غزوہ تبوک - غزوہ بدر - غزوہ موتہ)

(و) لشکر اسامہ.....کے مقابلے کے لیے روانہ کیا گیا۔

(جھوٹے نبیوں - رومیوں - منکرینِ زکوٰۃ)

-6 مسیلہ کون تھا؟

-7 عہدِ صدیقی کے بڑے بڑے کارنامے کون سے ہیں؟

-8 تدوینِ قرآن کی کمیٹی کا سیکرٹری کون تھا؟

## 5- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

### 5.1 نام و نسب

آپ کا نام عمر کنیت ابو حفص اور لقب فاروق تھا۔ آپ کے والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام ختمہ تھا۔ آپ کا تعلق قریش کی شاخ بنو عدی سے تھا۔

### 5.2 قبولِ اسلام

آپ مکہ کے ان لوگوں میں سے تھے جن کا بہت زیادہ اثر و رسوخ اور رعب و دبدبہ تھا۔ قبولِ اسلام سے پہلے آپ اسلام کے بدترین مخالفوں میں سے تھے۔ نبوت کے ساتویں سال رسول اللہ ﷺ نے دُعا کی:

”الہی! اسلام کو ابو جہل یا عمر بن الخطاب میں سے کسی ایک کے ذریعے غلبہ عطا فرما۔“

اس دُعا کے بعد جلد ہی حضرت عمر مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمر ؓ کے اسلام لانے سے پہلے مسلمان شکلات کا شکار تھے اور چھپ چھپ کر عبادت اور تبلیغ کرتے تھے۔ آپ نے مسلمان ہو کر مسلمانوں کی جماعت کو ماتھ لے کر علانیہ خانہ کعبہ میں نماز ادا کی اور مشرکین کو توحید کی دعوت دی۔

### 5.3 جرأتِ مندی

جا رہے تھے تو حضرت عمر پوری تیاری کے ساتھ نکلے بیت اللہ کا طواف کیا اور اعلان کیا کہ میں ہجرت کر کے مدینہ جا رہا ہوں جس نے اپنی بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرانا ہو آئے اور مجھے روکے۔ کسی میں ہمت نہ ہوئی۔

بدر میں ستر کافر گرفتار ہو کر آئے، ان کے بارے میں آپ کی تجویز تھی کہ ان سب کو تہ تیغ کر دیا جائے تاکہ کفر کا زور ٹوٹ جائے اور ہر شخص اپنے قریبی عزیز کو قتل کرے۔ اس سے پہلے آپ اس کا عملی مظاہرہ کر چکے تھے کہ آپ نے بدر میں اپنے حقیقی ماموں عاص بن ہشام کو خود اس کے خنجر سے ہلاک کیا تھا۔

صلح حدیبیہ میں جن شرائط پر مسلمانوں اور مکہ والوں کی صلح ہوئی وہ بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں حضرت عمرؓ کو اصرار تھا کہ ہم حق پر ہیں اور جان کی بازی لگانے کو تیار ہیں پھر کیوں دبا کر صلح کریں لیکر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کا یہی حکم ہے۔

غزوہ تبوک میں جب رسول اللہؐ نے چندے کی اپیل کی تو آپ اپنے گھر کا آدھا اثاثہ لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہو گئے۔

حضورؐ سے آپ کو اس قدر محبت تھی کہ جب حضورؐ کا وصال ہوا تو تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آپؐ وفات پا گئے، اس کا سر قلم کر دوں گا۔ اس نازک وقت میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سب کو سنبھالا دیا۔

سفیفہ بنی ساعدہ میں آپ نے بروقت پہنچ کر اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے امت بہت بڑے فتنہ سے بچا لیا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پورے زمانہ خلافت میں ان کے دست بازو کے طور پر کام کیا حتیٰ کہ ایک موقع پر کسی نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے شکایت کی کہ آپ خلیفہ ہیں یا عمر؟ تو انہوں نے جواب دیا، عمرؓ

## 5.4 خلافت

اوپر آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے مرض وفات میں آپ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا اس وقت کئی لوگوں نے حضرت عمر ؓ کے مزاج کی سختی کا ذکر کیا لیکن حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے یہ کہہ کر انہیں مطمئن کر دیا کہ میں بہت نرم تھا اس لیے وہ سخت تھے۔ جب خلافت کا بوجھ پڑے گا تو خود بخود نرم ہو جائیں گے۔

## 5.5 فتوحات

حضرت عمر ؓ نہ مسند خلافت پر بیٹھے تو انہیں فوری طور پر ان جنگی مہموں کی طرف توجہ کرنا پڑی جو حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے آخری دور میں جاری تھیں۔ شام اور عراق کے محاذوں پر جھڑپیں ہو رہی تھیں۔ مسلمانوں نے اس وقت کی دو بڑی طاقتوں روم اور ایران کے کچھ علاقہ فتح کر لیے تھے اس لیے ان حالات میں سکون سے امور مملکت چلانا ممکن نہیں تھا حضرت عمر ؓ نے پہلے عراق کی طرف توجہ فرمائی۔

### 5.5.1 فتح قادسیہ

حضرت عمر ؓ نے مدینہ اور آس پاس کے علاقوں کے مسلمانوں اور تمام ان قبائل میں جو اسلام سے وابستہ تھے جہاد کی روح پھونک دی اور حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کی قیادت میں بیس ہزار فوج کو ایران کے محاذ پر روانہ کر دیا۔ حضرت سعد ؓ نے جنگ شروع ہونے سے پہلے ایرانیوں کو اسلام قبول کرنے کی یا ماتحت ہو کر پرامن طور پر رہنے کی دعوت دی جسے انہوں نے رد کر دیا۔ آخر سن 14 ہجری کے ماہ محرم میں قادسیہ کے میدان میں دونوں فوجوں کا آمناسامنا ہوا۔ ایرانی سپہ سالار رستم ساٹھ ہزار فوج اور ہاتھیوں کی زبردست قوت کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے پر تھا۔ جنگ تین دن جاری رہی۔ آخر تیسرے دن ایرانیوں کو شکست ہو گئی۔

قادیسیہ کی فتح کے بعد مسلمانوں نے آسانی سے ایران کے پایہ تخت مدائن پر قبضہ کر لیا اور ایرانی سلطنت عرب علاقہ مسلمانوں کے پاس آ گیا۔

### 5.5.2 فتح نہاوند

ایرانیوں نے اپنی قوت دوبارہ جمع کی اور مرد کو پایہ تخت بنا کر پورے ایران سے مسلمانوں کے مقابلے لیے فوج جمع کی جس کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تھی۔ حضرت عمرؓ نے ان کے مقابلے کے لیے حضرت نعمان بن منہال کی سربراہی میں تازہ دم فوج روانہ کی۔ مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔ ایران کے شہنشاہ یزدگرد نے ماہ سپہ سالار مردان شاہ کو فوجوں کا سربراہ بنایا اور نہاوند کے مقام پر دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ مسلمان نہاں پامردی سے لڑے۔ نعمان بن مقرن زخمی ہو کر گر گئے لیکن انہوں نے کہا کہ لڑائی جاری رکھی جائے، کوئی اس طرف توجہ نہ دے۔ ان کے بھائی نعیم نے علم ہاتھ میں لے لیا اور رات ہوتے ہوتے ایرانیوں کے پاؤں گئے اس جنگ میں تیس ہزار ایرانی مارے گئے اور ایران کی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔

### 5.5.3 جنگ یرموک

شام کے محاذ پر حضرت خالد بن ولیدؓ نے دمشق اور دوسرے بہت سے علاقے فتح کر لیے تھے۔ قیصر روم نے مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ لڑنے کی تیاری شروع کر دی۔ سارے ملک سے فوج جمع کیں۔ پادری اپنے فوجیوں کا جوش و جذبہ ابھارنے کے لیے اپنی عبادت گاہوں سے نکل آئے اور یہ دو لاکھ سے زائد فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے میدان میں آ گئے۔ ادھر حضرت عمرؓ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کی سرکردگی میں جو فوج بھیجی اس کی تعداد تیس ہزار سے کم تھی۔ یرموک کے پر معرکہ ہوا اور خوفناک جنگ کے بعد مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اس لڑائی میں تین ہزار مسلمان شہید ہوئے اور تین

## 5.5. بیت المقدس کی فتح

شام کا مرکزی شہر بیت المقدس ابھی تک عیسائیوں کے قبضے میں تھا۔ مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کیا تو انہوں نے صلح کی پیش کش کی اور یہ کہا کہ امیر المومنین خود آ کر معاہدہ کریں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ معاہدہ کرنے لیے 16 ہجری میں بیت المقدس تشریف لے گئے اور بیت المقدس کے عیسائیوں کو امان لکھ دی۔ اس ہدے کی رو سے ان کی جان، مال، عزت اور مذہب کو تحفظ دیا گیا اور ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں نے خود اٹھائی۔ حضرت عمرؓ کی فوجی حکمت عملی کا ہی نتیجہ تھا کہ اس وقت کی دنیا کی دوسب سے بڑی سلطنتیں ایران اور روم چند سال میں اسلام کے دامن امن و عافیت کا حصہ بن گئیں۔

## 6- عہد فاروقی کے کارنامے

حضرت عمرؓ کی فتوحات کا مختصر حال آپ نے پڑھ لیا لیکن اتنی فوجی مصروفیات کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت عمرؓ انتظام سلطنت کے دوسرے معاملات سے بے خبر تھے یا ان کی طرف کم توجہ دی گئی۔ فتوحات کے ساتھ ساتھ حضرت عمرؓ نے ایسی انتظامی، دستوری اور عدالتی روایات کی بنیاد رکھی کہ آج تک مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی حضرت عمرؓ کے دور کی مثال دیتے ہیں۔ ان میں سے چند اہم کارناموں کو بیان کیا جاتا ہے۔

### 6.1 شوری

قرآن حکیم نے حکومت کا نظام چلانے کے لیے مسلمانوں کو اہل رائے کے مشورے کا پابند کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے شوریٰ کو ایک باقاعدہ حیثیت دی۔ روزمرہ کے کاموں کے لیے آپ نے چند صحابہ کرامؓ کی ایک شوریٰ قائم کی تھی جن میں حضرت علیؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، معاذ بن جبلؓ، بلال بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ شامل تھے۔ اہم معاملات کے لیے اس سے بڑی ایک شوریٰ تھی جس میں تمام ممتاز مہاجرین اور انصار شامل تھے۔ بین الاقوامی امور طے کرنے کے لیے آپ نے ایک ایسی شوریٰ کی بنیاد رکھی تھی جس میں تمام قبائل، صوبوں اور علاقوں کے نمائندہ لوگ شامل تھے اور اہم مواقع پر ان کو مدینہ ہلا کر ان سے مشورے لیے جاتے تھے۔

اس کے باوجود قابلِ رشک بات یہ ہے کہ ہر مسلمان کو حکومت پر تنقید کا حق حاصل تھا اور عام مسلمان

## 6.2 صوبوں کی تقسیم

حضرت عمرؓ نے تمام مفتوحہ ممالک کو آٹھ صوبوں میں تقسیم کر کے ہر صوبے کا الگ گورنر مینٹھی (چیف سیکرٹری) فوج کا مینٹھی (کور کمانڈر) کلکٹر، افسر پولیس، افسر خزانہ اور قاضی مقرر کیے۔

## 6.3 عمال کا محاسبہ

سرکاری ملازمین اور عمال کے بارے میں حضرت عمرؓ کا معیار بہت سخت تھا۔ کسی سرکاری ملازم کی چھوٹی سے چھوٹی غلطی بھی قابل معافی نہ تھی۔ جس شخص کو کوئی سرکاری عہدہ دیا جاتا اس کی تمام جائیداد کی فہرست بنا کر رکھ لی جاتی اور جب وہ سبکدوش ہوتا تو دوبارہ اس کی جائیداد کی فہرست تیار کی جاتی۔ اگر پہلی فرصت سے زیادہ مال و اسباب نکلتا تو اس سے باز پرس کی جاتی اور مال ضبط کر کے بیت المال میں داخل کر دیا جاتا۔

ہر عامل کو تقرری کا پروانہ دیتے ہوئے اس سے یہ عہد لیا جاتا کہ:

”وہ ترکی کھوڑے پر سوار نہیں ہوگا، باریک کپڑے نہیں پہنے گا، چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا، دروازے پر دربان نہیں رکھے گا اور اہل حاجت کے لیے ہمیشہ دروازہ کھلا رکھے گا۔“

یہ پروانہ عام مجمع میں پڑھ کر سنایا جاتا تاکہ عمال سے ہر کوئی باز پرس کر سکے۔

اس کے علاوہ تمام سرکاری عمال کو حج کے موقع پر مکہ معظمہ میں حاضری کا حکم ہوتا تھا اور لوگوں میں عام اعلان تھا کہ جس کسی کو عامل سے کوئی شکایت ہو وہ اس موقع پر حضرت امیر المومنین کے پاس شکایت کرے چنانچہ موقع پر ہی دادرسی کا انتظام تھا۔ اس سلسلے میں کئی عاملوں کو آپ نے عطف سزائیں بھی دیں۔

## 6.4 عدالتی نظام

عہد فاروقی میں ابتدا میں بعض انتظامی دشواریوں کی وجہ سے عدالتی اور انتظامی عہدے اکٹھے رہے لیکن بعد میں آپ نے قضا کا محکمہ الگ کر دیا اور تمام علاقوں میں عدالتیں قائم کر کے قاضی مقرر کر دیئے۔

قاضیوں کی رہنمائی کے لیے آپ نے ایک ضابطہ اصول تیار کیا۔ معزز آدمیوں کی رعایت سے منع کیا گیا مقدمات میں صلح کرانے کی ترغیب دی اور قرار دیا کہ مقدمات کے فیصلے قرآن حکیم کے حکم کے مطابق کیے جائیں۔ اگر قرآن حکیم میں واضح حکم نہ ہو تو حدیث کی جانب رجوع کیا جائے اور اگر حدیث میں بھی حکم نہ ملے تو اجتہاد کر لیا جائے۔

اس کے علاوہ آپ نے امن وامان قائم رکھنے کے لیے پولیس کا مستقل محکمہ قائم کیا۔ مجرموں کے لیے جیل خانے بنائے۔ زکوٰۃ اور ٹیکس وصول کرنے کے لیے محکمہ حاصل قائم کیا۔ باقاعدہ تنخواہ دار فوج رکھی اور فوج کو منظم کیا۔ تعلیم عام کرنے کے لیے ہر جگہ مدارس قائم کیے اور اساتذہ کی تنخواہیں مقرر کیں۔ ہر شہر میں ضرورت کے مطابق مساجد تعمیر کرائیں اور مسجد نبوی میں توسیع کی۔ زراعت کو ترقی دینے کے لیے نہریں کھدوائیں۔ رسل و رسائل کی سہولتیں عام کرنے کے لیے سڑکیں تعمیر کرائیں۔

## 6.5 غیر مسلموں سے حسن سلوک

آپ کو اسلامی ریاست میں آباد غیر مسلموں کا بہت خیال رہتا تھا۔ ان سے معمولی سا ٹیکس لیا جاتا تھا جس کے بدلے میں ان کی جان و مال، عزت اور مذہب کی حفاظت کی جاتی۔ جو شخص ٹیکس ادا نہ کر سکتا اور غریب ہوتا اس کی سرکاری خزانے سے امداد کی جاتی۔ ان کی جان و مال کو اتنا تحفظ حاصل تھا کہ ایک موقع پر ایک غیر مسلم ذمی قتل

## 7- شہادت اور جانشینی

مدینہ منورہ میں ابو لولو فیروز نام کا ایک پارسی غلام تھا، اس نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی اس کا مالک اس سے روزانہ دو درہم ٹیکس لیتا ہے۔ آپ نے پوچھا، کام کیا کرتے ہو۔ اس نے بتایا، 'لوہے اور لکڑی کا کاریگر'۔ آپ نے فرمایا، 'پھر تو دو درہم زیادہ نہیں۔ وہ ناراض ہو گیا اور دوسرے دن فجر کی نماز کے وقت مخبر لے کر جہ میں آ گیا اور جو نبی حضرت عمرؓ نے نماز شروع کی اس نے پے درپے مخبر کے وار کر کے آپ کو شدید زخمی ردیا۔ ابو لولو گرفتار ہوا لیکن اس نے خودکشی کر لی۔ حضرت عمرؓ کا زخم کاری تھا، بچنے کی امید نہیں تھی۔ لوگوں کے اصرار پر آپ نے چھ آدمیوں کی ایک کمیٹی بنادی اور یہ کہا کہ ان میں سے جس شخص پر زیادہ لوگ اعتماد کریں سے میرے بعد خلیفہ بنایا جائے۔ ان چھ صحابہ کرامؓ کے نام یہ ہیں:

○ حضرت عثمانؓ

○ حضرت علیؓ

○ حضرت طلحہؓ

○ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ

○ حضرت سعدؓ

○ حضرت زبیرؓ

پھر اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے لیے مختلف وصیتیں کیں۔ یکم محرم 24 ہجری کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں رسول اللہؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت عثمانؓ کے اہل بیت کا

## 8- خود آزمائی نمبر 2

- 1- حضرت عمرؓ کا لقب کیا تھا۔
- 2- آپ قریش کی کس شاخ سے تعلق رکھتے تھے؟
- 3- آپ نبوت کے کون سے سال مسلمان ہوئے؟
- 4- جنگ بدر میں کتنے کافر گرفتار ہوئے؟
- 5- حضرت عمرؓ نے جس شخص کو اسی کے منجر سے بدر میں قتل کر دیا تھا اس کا نام کیا تھا اور وہ آپ کا کیا لگتا تھا۔
- 6- غزوہ تبوک میں آپ نے کتنا چنندہ دیا؟
- 7- حضرت عمرؓ کے دور میں کون سی دو بڑی طاقتوں کو شکست ہوئی؟
- 8- قادسیہ کے میدان میں مسلمانوں کا مقابلہ کس سے ہوا؟
- 9- مدائن کس ملک کا دار الحکومت تھا؟
- 10- جنگ نہاوند میں مسلمانوں کی تعداد کیا تھی اور ایرانی کتنے تھے
- 11- یرموک کا معرکہ کس کے خلاف ہوا؟
- 12- بیت المقدس کس سال فتح ہوا؟
- 13- حضرت عمرؓ نے حکومت کا نظام کس بنیاد پر چلایا؟
- 14- آپ نے انتظامی لحاظ سے کتنے حصوں میں تقسیم کیا تھا؟
- 15- آپ نے تعلیم عام کرنے کے لیے کیا انتظام کیا؟
- 16- خالی جگہیں پر کریں

(الف) جنگ نہاوند میں مسلمانوں کا جھنڈا..... کے ہاتھ میں تھا۔

(ب) یرموک میں مسلمان فوج کے سپہ سالار..... تھے۔

## 9- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

### 9.1 نام و نسب

آپ کا نام عثمان اور آپ کے والد کا نام عفان تھا۔ آپ قریش کی مشہور شاخ بنو امیہ میں سے تھے۔ آپ کی شادی یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیوں سے ہوئی اس لیے آپ ”ذوالنورین“ (دونوروں والا) کے لقب سے مشہور ہوئے۔

### 9.2 قبول اسلام

بعثت نبوی کے وقت آپ کی عمر چونتیس سال تھی۔ آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ قریش کے دولت مند لوگوں میں سے تھے اسی لیے ”غنی“ کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ کاروباری روابط کے باعث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کا دوستانہ تعلق تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ نے انہیں اسلام کی طرف مائل کیا اور اسلام کے ابتدائی ایام میں آپ نے اسلام قبول کر لیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی منجھلی صاحبزادی حضرت رقیہ کا عقد ان کے ساتھ کر دیا۔

### 9.3 ہجرت حبشہ

حضرت عثمان ؓ کا خاندان یعنی بنو امیہ اسلام کا بدترین دشمن تھا اور وہ لوگ غریب مسلمانوں پر بالخصوص بے پناہ مظالم ڈھاتے تھے۔ حضرت عثمان ؓ کو بھی اپنے چچا حکم کے ہاتھوں شدید اذیتیں برداشت کرنا پڑیں۔ پھر آپ اپنی اہلیہ کو لے کر حبشہ ہجرت کر گئے۔ چند سال کے بعد مشہور ہو گیا کہ مکے والے مسلمان ہو گئے ہیں تو واپس آ گئے یہاں آ کر معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی لیکن پھر یہیں رہ گئے۔ بعد میں جب ہجرت مدینہ کا سلسلہ شروع ہوا تو مدینہ منورہ چلے گئے۔

### 9.4 بر رومہ کی خریداری

حضرت عثمان نہایت دولت مند تھے۔ ان کی دولت سے اسلام اور مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہنچا۔ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ گئے تو وہاں بیٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا جو ایک یہودی کی ملکیت تھا اور وہ مہنگے داموں پانی فروخت کرتا تھا جس سے غریب مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف تھی۔ حضرت عثمان ؓ نے بڑی کوشش کر کے نصف کنواں بارہ ہزار درہم میں اس شرط پر خرید لیا کہ ایک دن حضرت عثمان ؓ کی باری ہوگی اور دوسرے دن کا پانی یہودی کے لیے مخصوص ہوگا۔ حضرت عثمان ؓ نے اپنی باری کے دن کا پانی مسلمانوں کے لیے مفت کر دیا۔ لوگ دو دن کے لیے پانی بھر لیتے اس طرح یہودی کا کاروبار ٹھپ ہو گیا اس نے باقی حصہ بھی آٹھ ہزار میں فروخت کر دیا اور یہ کنواں حضرت عثمان ؓ نے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

## 9.5 عہد نبوی ﷺ کے مدنی دور میں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اگرچہ سپاہیانہ مزاج نہیں رکھتے تھے تاہم غزوہ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے۔ بدر کے موقع پر آپ کی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا شدید بیمار تھیں اس لیے رسول اکرم ﷺ آپ کو ان کی تیمارداری کے لیے چھوڑ گئے تھے۔ جب بدر کی فتح کی خوشخبری مدینہ منورہ پہنچی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت رقیہ کی تدفین میں مصروف تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے قرابت داری ختم ہونے کی وجہ سے بہت اداس تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کر دیا۔

حدیبیہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ معظمہ بھیجا۔ بعد میں مشہور ہو گیا کہ انہیں شہید کر دیا گیا، آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی جو ”بیعت رضوان“ کے نام سے مشہور ہے۔

## 9.6 غزوہ تبوک میں شرکت

اوپر آپ پڑھ چکے ہیں کہ 9 ہجری میں قیصر روم کے مقابلے کے لیے رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کی تیاری کا حکم دیا۔ یہ بہت جنگی کا زمانہ تھا۔ دور دراز کا سفر تھا، اس لیے آپ ﷺ نے تمام مسلمانوں سے چندے کو اہل کی تاکہ جنگی ضروریات پوری کی جاسکیں۔ غزوہ تبوک کی مہم میں تیس ہزار پیادے اور دس ہزار سوار تھے۔ اگر فوج میں سے ایک تہائی کے تمام اخراجات اور جنگی ساز و سامان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خرید کر دیا۔ اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے اور سامانِ رسد کے لیے ایک ہزار دینار پیش کیے۔

## 10- خلافت

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد شوریٰ کے فیصلے کے مطابق حضرت عثمان غنیؓ مسند خلافت ہوئے۔ حضرت عمرؓ اسلامی ریاست کے نظم و نسق اور طریقہ حکمرانی کو ایسے ٹھوس اصولوں پر ڈال گئے۔ آپ کے لیے کوئی پریشانی نہیں تھی۔ ایک سال تک وہی نظم و نسق چلتا رہا آپ نے صرف ایک تبدیلی کی اور کہ سعد بن ابی وقاصؓ کو مغیرہ بن شعبہؓ کی جگہ کوفہ کا والی بنا کر بھیجا۔

حضرت عثمانؓ کا دور خلافت بارہ سال پر محیط ہے۔ آپؓ کے ابتدائی چھ سال امن و امان گزرے۔ فتوحات کی وسعت، مال غنیمت کی فراوانی، وظائف میں اضافہ، زراعت اور صنعت و تجارت کی تر حکومت کے عمدہ نظم و نسق نے تمام ملک میں خوشحالی کو عام کر دیا۔ لیکن آہستہ آہستہ حالات خراب ہونے ہوئے۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ بنو امیہ کا قبیلہ ہمیشہ سے جرات و بہادری اور نظم و نسق کی مہارت میں مصروف عرب میں اگر بنو ہاشم سے برابری کا کوئی دعوے دار تھا تو یہی قبیلہ تھا۔ عہد فاروقی میں بھی بنو امیہ کے کئی سرکاری عہدوں پر تھے لیکن ایک تو حضرت عمرؓ ان کے قبیلے سے نہیں تھے اس لیے کوئی قابل اعتراض بات تھی دوسرے حضرت عمرؓ کے رعب اور دبدبے کی وجہ سے کسی کو کوئی گڑبڑ کرنے کا حوصلہ نہ تھا۔ حضرت عثمانؓ نے کچھ تو بنو امیہ کے بعض نئے لوگوں کو سرکاری عہدے دیئے اور کچھ افراد کے دائرہ اختیار اضافہ کر دیا۔ مزید یہ کہ حضرت عثمانؓ طبعاً نرم مزاج تھے اور بنو امیہ سے تعلق رکھنے والے نئے عہدے

حالات کے خراب ہونے کے کچھ اور اسباب تھے مثلاً:

- 1- صحابہ کرام ؓ کی وہ نسل جس نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے تربیت حاصل کی تھی، ختم ہو چکی تھی۔ جو لوگ زندہ تھے وہ بڑھاپے کی وجہ سے عملی زندگی سے کنارہ کش ہو گئے تھے ان کی جگہ ان کی اولاد لے رہی تھی جو اپنے اسلاف کا نیکی، تقویٰ، امانت و دیانت اور عدل و انصاف کا معیار برقرار نہیں رکھ سکی۔
- 2- اسلام کی حکومت قریش کی بدولت قائم ہوئی تھی اس لیے بڑے بڑے مناصب پر وہی فائز تھے دوسری قومیں جو بعد میں شریک ہوئیں ان کا مطالبہ تھا کہ حکومت میں ان کو بھی قریشیوں جتنا حق ملنا چاہیے جب کہ قریشی نوجوان دوسروں کو کم تر سمجھتے تھے۔
- 3- اسلام کی حکومت کابل سے مراش تک پھیلی ہوئی تھی جس میں محکوم قومیں آباد تھیں۔ قدرتی طور پر ان محکوم قوموں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف انتقام کا جذبہ تھا لیکن مسلمانوں کے مقابلے میں بے بس تھے انہوں نے سازش کا جال بچھایا جس میں مجوسی اور یہودی پیش پیش تھے۔
- 4- ایرانی مجوسی یہ چاہتے تھے کہ حکومت ایسے خاندانوں میں منتقل ہو جائے جن سے زیادہ مراعات حاصل کر سکیں۔

## 10. عبداللہ بن سبا کا فتنہ

ان حالات سے ایک نو مسلم یہودی نے جو دراصل منافق تھا، فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا اس کا نام عبداللہ بن سبا۔ اس نے اپنی خفیہ تنظیم کا سارے ملک میں جال پھیلا دیا۔ بظاہر اس تنظیم کے ممبر لوگوں کو دین کی دعوت دیتے ن اس کے ساتھ ہی حضرت عثمان غنی ؓ کے خلاف کتبہ پروری اور اقربا نوازی کی داستانیں مشہور کرتے اور

## 10.2 شہادت

حضرت عثمان غنی ؓ نے ان حالات میں اصلاح احوال کی بھرپور کوشش کی۔ تحقیقاتی کمیشن قائم کیا۔ ۴ کو بلا کر ان سے تجاویز لیں لیکن سازشیوں کا اصل مقصد حضرت عثمان غنی ؓ کو معزول کرانا تھا اس لیے سازشیا نے کوفہ، بصرہ اور مصر سے اپنے حامیوں کو اکٹھا کر کے 34 ہجری میں مدینہ پر یورش کر دی۔ بعض صحابہ کرام کی کوششوں سے فسادی واپس جانے کے لیے تیار ہو گئے لیکن پھر راستے سے واپس آ گئے اور حضرت عثمان غنی ؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔

اس وقت مدینہ منورہ کے حالات نہایت خطرناک ہو رہے تھے۔ باغی کسی کے قابو میں نہ تھے اور ہر شخص جان خطرے میں تھی۔ صحابہ کرام ؓ بے بس اور مجبور تھے۔ حضرت عثمان غنی ؓ کسی حالت میں طاقت استعمال کی اجازت نہ دیتے تھے۔ آخر 18 / ذوالحجہ 35 ہجری کو حضرت عثمان غنی ؓ کو روزے کی حالت قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔

حضرت عثمان ؓ کی شہادت سے امت مسلمہ میں فتنہ و فساد کا ایک ایسا دروازہ کھل گیا جس کا سلسلہ تک جاری ہے۔ مسلمان جو ایک امت ہیں، ایک اللہ، ایک نبی ﷺ اور ایک کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایک قبلہ طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، مختلف فرقوں میں بٹ گئے اور ہر فرقہ دوسرے کے خون کا پیاسا ہو گیا۔

# 11- حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

## 11.1 نام و نسب

آپ کا نام علی، کنیت ابو الحسن اور لقب مرتضیٰ تھا۔ آپ کے والد کا نام ابو طالب اور والدہ کا نام فاطمہ بنت سعد تھا۔ آپ رسول اکرم ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے اور قریش کی شاخ بنو ہاشم سے تعلق رکھتے تھے۔

## 11.2 قبول اسلام

ابو طالب کی مالی حالت اچھی نہیں تھی اس لیے رسول اکرم ﷺ نے چچا کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے بچپن ہی سے اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔ اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ بچوں میں سے ایمان لانے والے پہلے فرد تھے۔

## 11.3 خاندان نبوت سے تعلق

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہجرت مدینہ تک رسول اکرم ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے گھر میں رہے اور تبلیغ اسلام کے لیے وعظ و نصیحت کے جلسوں اور اجتماعات میں ہر وقت آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ ہجرت مدینہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں سے جھوٹا اور جھپٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ سے

غزوات نبوی میں خواہ وہ بدر واحد ہوں یا احزاب و حنین، بنو قریظہ کے خلاف معرکہ ہو ہر موقع پر حضرت علیؑ کے کارنامے اتنے نمایاں رہے کہ غزوات نبوی کا کوئی معرکہ آپ کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ آپ کی سرکردگی میں کئی مہمیں بھی بھیجی گئیں۔

آنحضرتؐ کی آخری خدمت یعنی آپؐ کے غسل اور جمیز و عقیقین کی سعادت بھی آپؐ کے حصے میں آئی۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمرؓ کے دور میں آپؐ مجلس شوریٰ کے رکن رہے بالخصوص حضرت عمر فاروقؓ نظام حکومت اور فقہ و اجتہاد کے مسائل میں سب سے زیادہ حضرت علیؓ پر اعتماد کرتے تھے۔

## 12- خلافت

حضرت عثمان غنی ؓ کی شہادت کے تین دن بعد مسند خلافت خالی رہی۔ چوتھے دن مدینہ منورہ کے اکابر غابہ کرام ؓ، مہاجرین اور انصار نے حضرت علی ؓ کو مجبور کیا کہ وہ خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ انہوں نے خلافت کی ذمہ داری قبول کر لی اس وقت حالات کافی خراب ہو چکے تھے اور مدینے میں سبائیوں کا غلبہ تھا۔

### 12.: قاتلین عثمان کی تلاش

خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد حضرت علی مرتضیٰ ؓ کے سامنے سب سے اہم مسئلہ حضرت عثمان ؓ کے قاتلوں کو تلاش کر کے ان کو سزا دینا تھا۔ حضرت عثمان غنی ؓ گھر کے اندر شہید ہوئے تھے جہاں صرف ان کی بیہ ناکہ تھیں جو پردہ دار خاتون ہونے کی وجہ سے قاتلوں کو پہچانتی نہ تھی۔ پھر قاتل جس گروہ سے تعلق رکھتے تھے نہ پر کسی کا قابو نہ تھا۔ وہ جماعت جس میں حضرت عثمان غنی ؓ کے قاتل شامل تھے، انہوں نے حضرت علی ؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اپنے آپ کو حضرت علی مرتضیٰ ؓ کا زبردست حامی ظاہر کرنا شروع کر دیا۔

ان حالات میں قصاص لینا آسان نہیں تھا دوسری طرف اکابر صحابہ کرام ؓ نے اپنے طور پر اس جماعت سے ماص لینے کا ارادہ کیا۔

## 12.2 امیر معاویہ ؓ کی معزولی اور بغاوت

حضرت علی مرتضیٰ ؓ عثمانی عہد کے اکثر اعمال کو بالخصوص حضرت معاویہ ؓ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ آراء کے خیال میں انہی اعمال کی کوتاہیوں کی وجہ سے فساد یوں کو حضرت عثمان غنی ؓ کے خلاف فتنہ برپا کرنے کا موطا ملا۔ چنانچہ آپ نے فوراً ان سب کو معزول کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ اگرچہ آپ کے علم و تقویٰ کے تقاضوں کے مطابق تھا لیکن اس کے سیاسی اثرات نے عالم اسلام کو متزلزل کر دیا۔

امیر معاویہ ؓ جو طویل عرصے سے شام کے بہت بڑے اور طاقتور صوبے کے انتہائی طاقتور گورنر چلے آئے تھے انہوں نے حضرت علی مرتضیٰ ؓ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور قصاص عثمان غنی ؓ کا دعویٰ لے کر مقابلے کی تیاریاں کرنے لگے۔

حضرت علی مرتضیٰ ؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے بھی مقابلے کے لیے صحابہ کرام ؓ سے مشورہ کیا لیکن بڑے بڑے صحابہ کرام ؓ نے مسلمانوں کی آپس کی لڑائی میں شریک ہونے سے معذرت کر دی۔

## 12.3 جنگ جمل

جب حضرت عثمان غنی ؓ شہید ہوئے اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حج کے لیے مکہ معظمہ میں تھیں انہیں اس ناحق خون کا بہت صدمہ ہوا، ساتھ ہی انہیں معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں شدید افراتفری ہے انہوں نے حضرت عثمان غنی ؓ کے قصاص کی بات کی۔ چنانچہ مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے کے خواہش مند افراد کو قیادت میسر آ گئی اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بصرہ جانے کے لیے آمادہ کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا امیہ کی ایک جماعت شامل ہو گئی جن کے اقتدار کو حضرت علی ؓ کی خلافت کا خطرہ تھا اور حضرت علی ؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آمادگی کے باوجود ان شرانگیز گروہوں نے اچانک

آخر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ زخمی ہو کر بیٹھ گیا تو ان کے ساتھ جو فوج تھی اس کی ہمت جواب دہ گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں جنگ کا فیصلہ ہو گیا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو انتہائی عزت و احترام سے بڑھانورہ بھیج دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس جنگ پر ہمیشہ افسوس کرتیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ کاش میں بیس سال پہلے ہی دنیا سے اٹھ گئی ہوتی۔

## 12. امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیعت کی دعوت اور جنگ صفین

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے بعد کوفہ کو دارالحکومت قرار دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے فوج پر جس طرح مدینہ منورہ کی بے حرمتی ہوئی تھی اور ملک میں جو افراتفری تھی اس کے پیش نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سنا چاہتے تھے کہ پھر مدینہ منورہ میں کوئی ایسا واقعہ ہو اس لیے آپ نے مستقل طور پر کوفہ کو دارالخلافہ قرار دے دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ آنے کے بعد نئے سرے سے ملک کا نظم و نسق قائم کیا، اعمال کا تقرر کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیعت کی دعوت دی۔ امیر معاویہ نے بیعت کرنے کے بجائے اپنے قابل اعتماد لوگوں کے لیے شام میں یہ مہم شروع کی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے۔ ہوا میں یہ مہم کو آگے بڑھا یا اور دیکھتے ہی دیکھتے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے ہماری جمعیت اکٹھی کر لی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کو اقتدار کے حصول کا ذریعہ بنایا اور فوج لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں نکل آئے۔ ناچار حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی ہزار مسلمانوں کے ساتھ شام کی طرف گئے۔ اس دوران میں کئی قلعہ مسلمانوں نے صلح کی کوششیں کیں لیکن یہ کوششیں ناکام ہو گئیں۔ آخر شدید

چاہتے تھے اس لیے جنگ کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا تھا۔ دونوں فریق آمنے سامنے محاذ پر رہتے تھے اور بغیر کسی پورا دن گزارتے تھے۔

امیر معاویہ ؓ نے اس دوران میں ایک نیا غار مولا پیش کیا کہ دونوں طرف سے ایک ایک ثالث مقرر کئے جائے اور ان کا فیصلہ مان لیا جائے چنانچہ ثالث مقرر ہو گئے۔ ثالثوں نے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت علی ؓ اور امیر معاویہ ؓ دونوں کو معزول کر کے مسلمانوں سے کہا جائے کہ کسی تیسرے شخص کو خلیفہ بنائیں لیکن فیصلے اعلان کے وقت جب حضرت علی ؓ کے نمائندے نے انہیں معزول کرنے کا اعلان کر دیا تو حاضرین میں بھکڑ مچ گئی اور اس طرح سارا مجمع فیصلہ سے بغیر برخاست ہو گیا۔

اس کے بعد امیر معاویہ ؓ مسلسل حضرت علی ؓ کی مقبوضات پر قبضہ کرنے کے لیے فوج کشی کرتے رہے اور اسلامی سلطنت کے بہت بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ آخر 40 ہجری میں اس بنیاد پر مصالحت ہو گئی کہ حجاز عراق اور مشرق کا پورا علاقہ حضرت علی ؓ کے پاس رہے گا اور شام، مصر اور مغرب کا حصہ امیر معاویہ ؓ کے پاس رہے۔

## 12.5 شہادت

40 ہجری میں صبح کی نماز کے لیے جاتے ہوئے ایک خارجی ابن ملجم نے آپ ﷺ پر حملہ کر دیا جس سے آپ شدید زخمی ہوئے اور 21 رمضان 4 ہجری کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر تریسٹھ برس تھی۔

حضرت علیؓ کا سارا زمانہ خلافت جنگوں اور فتنہ و فساد کی نذر ہو گیا جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ لوگوں  
 حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ کے دور کے مطابق چلانا چاہتے تھے جب کہ دولت کی فراوانی او  
 خوشحالی نے عوام کو راعت الہیہ، زلگہ، رکہ، مختلف طرز زندگی کا عادی بنا دیا تھا اس کے علاوہ آپ کے

مذہب و دانش کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہ تھے۔ اس کے برعکس امیر معاویہ ؓ نے عرب کے مشہور دانش مند  
اد کو اپنے گرد جمع کر لیا تھا اور شامی اپنی اطاعت شعاری میں بے مثال تھے۔

اسلامی تاریخ میں یہ افسوس ناک امر ہے کہ حضرت علی ؓ جن کی دانش، مشورے اور رائے پر  
رت عمر فاروق ؓ ایسا شخص اعتماد کرتا تھا، جب خود خلیفہ بنے تو ان کو ایسے مشیر ملے جو منصب مشاورت کے اہل  
تھے۔ دوسری طرف امیر معاویہ ؓ از خود عثمان غنی ؓ کے وارث بن گئے اور اس کے سہارے اپنی حکومت قائم  
لی لیکن قاتلین عثمان سے قصاص کا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا۔

## 13- خود آزمائی نمبر 3

- 1- حضرت عثمان غنی ؓ قریش کی کس شاخ سے تعلق رکھتے تھے؟
- 2- آپ ؓ کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے؟
- 3- آپ ؓ غزوہ بدر میں کیوں شریک نہیں ہو سکے؟
- 4- آپ ؓ نے بئر رومہ کس سے اور کتنی قیمت پر خریدا؟
- 5- غزوہ تبوک میں کتنے مسلمان شریک ہوئے؟
- 6- حضرت عثمان غنی ؓ نے غزوہ تبوک کے لیے کتنی فوج کو مسلح کیا؟
- 7- عبداللہ بن سبا کون تھا؟
- 8- حضرت عثمان غنی ؓ کی تاریخ شہادت کیا ہے؟
- 9- حضرت علی ؓ کی والدہ کا نام کیا تھا؟
- 10- حضرت عثمان غنی ؓ کی اہلیہ کا نام کیا تھا؟
- 11- جنگ جمل کو جنگ جمل کیوں کہتے ہیں؟
- 12- جنگ صفین کس کس کے درمیان ہوئی؟

1- حضرت علیؑ کے آخری ایام میں اسلامی ریاست کس طرح تقسیم ہو گئی۔

1- خالی جگہیں پر کریں۔

(الف) بعثت نبوی کے وقت حضرت عثمان غنیؓ کی عمر..... سال تھی۔

(ب) حضور اکرم ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے صحابہ کرامؓ سے جو بیعت لی اس کو..... کہتے ہیں۔

(ج) حضرت عثمان غنیؓ نے غزوہ تبوک کے لیے..... اونٹ..... گھوڑے اور..... دینار دیئے۔

(د) حضرت عثمان غنیؓ نے مغیرہ بن شعبہ کی جگہ..... کو کوفہ کا والی مقرر کر دیا۔

(ه) حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں اسلامی سلطنت..... سے..... تک پھیلی ہوئی تھی۔

(و) حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے..... دن بعد خلیفہ منتخب ہوئے

(ز) حضرت علی مرتضیٰؓ..... عمال کو ان کی بدعنوانیوں کی وجہ سے پسند نہ کرتے تھے۔

(ح) امیر معاویہؓ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بجائے ان کے خلاف..... شروع کر دی۔

(ط) حضرت علی مرتضیٰؓ..... کو شہید کر دیئے گئے۔

(ی) شہادت کے وقت حضرت عمر فاروقؓ کی عمر..... سال تھی۔

## 14- جوابات

### خود آزمائی نمبر 1

- 1- عبد اللہ۔
- 2- عثمان اور سلمیٰ۔
- 3- حضرت عثمان ؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ، طلحہ ؓ، زبیر ؓ۔
- 4- بلالؓ لندیہ جاریہ۔
- 5- (الف) غارِ ثور (ب) حضرت ابوبکر صدیق ؓ
- (ج) سفینہ بن ساعدہ (د) غزوہ تبوک
- (ه) غزوہ موتہ (و) رومیوں
- 6- دونوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور آپس میں شادی کر لی تھی۔
- 7- (i) لشکر اسامہ کی روانگی (ii) جھوٹے نبیوں کا خاتمہ
- (iii) مرتدین کی سرکوبی (iv) منکرین زکوٰۃ کی تادیب
- 8- (v) تدوین قرآن حضرت زید بن ثابت ؓ

## خود آزمائی نمبر 2

- 1- فاروق -2 بنو عدی
- 3- سن 7 ربوی -4 ستر (70)
- 5- عاص بن ہشام ماموں -6 گھر کا آدھا سامان
- 7- ایران اور روم -8 ایران اور روم
- 9- کسریٰ ایران کا -10 مسلمان تیس ہزار۔ ایرانی ڈیڑھ لاکھ
- 11- رومیوں کے خلاف -12 16 ہجری
- 13- شوریٰ کی بنیاد پر -14 آٹھ صوبوں میں
- 15- مدارس قائم کیے اور مدرسین کی تنخواہیں مقرر کیں
- 16- (الف) نعمان بن مقرن (ب) ابو عبیدہ بن الجراح
- (ج) رستم (د) ابو لؤلؤ فیروز

## خود آزمائی نمبر 3

- 1- بنو امیہ
- 2- حضور اکرم ﷺ کی دو صاحبزادیاں، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما، یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں
- 3- حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شدید بیماری کی وجہ سے۔

5- تیس ہزار پیادے اور دس ہزار سوار۔

6- ایک تہائی فوج کو۔

7- ایک نو مسلم یہودی جو دراصل منافق تھا۔

8- 18 / ذوالحجہ 35 ہجری۔

9- فاطمہ بنت اسد۔

10- ناکملہ۔

11- اس جنگ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک طرف کی فوج کی قیادت کر رہی تھیں اور ایک اونٹ پر سوار تھیں۔ عربی میں اونٹ کو جمل کہتے ہیں۔

12- حضرت علیؑ اور امیر معاویہؓ کے درمیان۔

13- ستر ہزار۔ پینتالیس ہزار شامی اور پچیس ہزار عراقی۔

14- شام، مصر اور مغربی علاقوں پر امیر معاویہ نے قبضہ کر لیا اور حجاز، عراق اور مشرقی ممالک حضرت علیؑ کے زیر نگیں تھے۔

15- (الف) چونتیس (34) سال

(ب) بیعت رضوان

(ج) ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے، ایک ہزار دینار

(د) سعد بن ابی وقاص

(ه) کابل سے مراکش

(و) تین دن

(ز) بنو امیہ

(ع) مہم

